1560

तारीख हिंदुस्तान ७

نیو سٹینڈرڈ

تاریخ ہندوستان

برائے طلباء ہائی کلاسز و مڈل سکولز

گورداس کپور اینڈ سنز ایجوکیشنل پبلشرز

انارکلی - لاہور

بار اوّل

قیمت ایک روپیہ

فہرست مضامین

ہندوؤں کا عہد

آریوں کے صحیح حالات - بود و باش، طرزِ حکومت اور اُن کی کُتب مُقدسہ

Q. Who were the Aryans? What was their original home? What led to the Aryan immigration to India? (P.U. 1927)

سوال - آریہ لوگ کون تھے؟ ان کے اصلی وطن کی نِسبت تم کیا جانتے ہو؟ وہ ہندوستان میں کیوں آئے؟

آریہ لوگ

آریہ دُنیا کی سب سے قدیمی اور نہایت مہذب قوم کا نام ہے - یہ لوگ رنگ کے گورے قد و قامت میں لمبے اور شکل و صُورت میں خوبصورت تھے۔ ان کی پیشانی چوڑی - چہرہ لمبُوترہ اور آنکھیں موٹی تھیں - اکثر ہندوستانی - انگریز - جرمن - فرانسیسی اور شمال مغربی یورپ کے اکثر باشندے اسی قوم کی اولاد ہیں۔

آریوں کا اصلی وطن

آریوں کے اصلی وطن کے متعلق مؤرخین میں بڑا اختلاف ہے۔ (۱) بہُت سے جرمن مؤرخین اور مِسٹر تِلک ان کا قدیمی گھر قطب شمال کے قریب بتاتے ہیں - (۲) بعض کا خیال ہے - کہ وہ شمال مغربی سرحدی صُوبے اور پنجاب سے

اُٹھ کر دُوسرے مُلکوں میں جا آباد ہوئے (۳) بعض یوروپین انہیں آسٹریا - ہنگری کا اصلی باشندہ سمجھتے ہیں (۴) سوامی دیانند سرسوتی اور ایک انگریز مورخ مسٹر بارجٹر کی تحقیقات انہیں تبّت کا رہنے والا بتاتی ہے (۵) لیکن اکثر تاریخ دانوں کا خیال ہے - کہ آریوں کا اصلی وطن وسطِ ایشیا میں بحیرہ کیسپین اور بحیرہ اسود کے ارد گرد کا علاقہ تھا - اور یہاں سے کچھ لوگ یورپ کو چلے گئے - کچھ ایران میں جا بسے اور ان کے کئی گروہ کوہ ہندوکش کو عبور کر کے شمال مغربی دروں کے راستے ہندوستان میں آ کر آباد ہو گئے ÷

آریہ ہندوستان میں کیوں آئے ؟

آریوں کے اپنے اصلی وطن کو چھوڑنے کے متعلق بھی مؤرّخین کی کئی رائیں ہیں - بعض کی رائے ہے - کہ ان کے باہمی جنگ و جدل نے ان سے وطن چھڑایا - کئی مورخ خیال کرتے ہیں - کہ مشرق کی طرف سے مغول اقوام نے ان کے مُلک پر حملہ کر کے انہیں جلا وطنی پر مجبور کیا - لیکن عام خیال یہ ہے - کہ آبادی کے بڑھ جانے اور ان کے مویشیوں اور ریوڑوں کے لئے چراگاہوں میں کمی ہو جانے کے باعث وہ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر غیر ممالک کی طرف چلے گئے ÷

آریوں کا پنجاب پر قبضہ

آریوں کے ہندوستان میں آنے کے ٹھیک وقت کے متعلق مؤرّخین کے کئی اندازے ہیں - لیکن اس بات پر سب متفق ہیں - کہ وہ سب کے سب ایک ہی دفعہ ہندوستان

میں وارد نہیں ہوئے - بلکہ ان کے مختلف گروہ مختلف وقتوں پر مختلف راستوں سے ہندوستان میں آئے - ان کا پہلا گروہ مسیح سے تقریباً چار ہزار سال پہلے درّہ خیبر کے راستے صوبہ سرحد میں داخل ہوا - سینکڑوں سالوں تک یہ لوگ دریائے کابل - کرم اور گومل کی وادیوں میں آباد رہے - یہاں جب ان کی تعداد بڑھ گئی اور وسط ایشیا سے ان کے اور گروہ بھی آ گئے - تو اُنہوں نے بڑی خونریز لڑائیوں کے بعد دراوڑ اقوام کو پنجاب سے نکال دیا - اور خود اس سرزمین پر آباد ہو گئے ؞

گنگا و جمنا کے میدان پر قبضہ

آریوں کے کچھ گروہ گلگت اور چترال کے پہاڑی راستوں سے بھی ہندوستان میں داخل ہوئے - یہ لوگ پہاڑوں کے دامن میں سے ہوتے ہوئے گنگا جمنا کے میدانوں کی طرف بڑھے - اور وہاں کول اور دراوڑ اقوام سے لڑائیاں لڑ کر انہیں دکن کی طرف دھکیل دیا - اور خود تمام شمالی ہند پر قابض ہو کر کورو - پنچال - کوشل - مگدھ - ویسالی اور ودیہہ وغیرہ مشہور سلطنتوں کی بنیاد ڈالی ؞

Q. Describe the early Aryans under the following heads: their religion, their system of government and their social life.

(P.U. 1914, 19, 23, 25, 28, 38) **Imp.**

سوال - قدیم آریوں کی مذہبی اور مجلسی زندگی نیز ان کی طرزِ حکومت کو بیان کرو ؞

آریوں کا مذہب

قدیم آریوں کا مذہب بہت سادہ تھا - وہ ایک خدائے واحد کی ہستی کے قائل تھے - لیکن قدرت کے مختلف مظاہر مثلاً سورج - چاند - آگ - پانی - بجلی - بارش اور ہوا وغیرہ کو خدائی طاقتیں اور دیوی دیوتا سمجھ کر ان کی پرستش بھی کیا کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہو کر دنیاوی فوائد کے حاصل کرنے میں ان کی مدد کریں - ویدوں کو وہ مقدس الہامی کتب مانتے تھے - صبح و شام تمام آریہ مرد - عورت - بچے اور بوڑھے کسی ندی یا تالاب کے کنارے اکٹھے ہو کر اونچے اونچے سُروں سے خدا کی تعریف میں بھجن گایا کرتے تھے - یگیہ اور ہون کرنا ہر ایک آریہ کا فرض تھا - ان دنوں نہ تو مورتی پوجا کا رواج تھا - اور نہ کہیں مندر تھے *

آریوں کی مجلسی زندگی

قدیم آریوں کی مجلسی زندگی نہایت سادہ اور بہت اعلیٰ تھی - تمام انسان برابر تھے اور ذات پات کی کوئی تمیز نہ تھی *

۱ - **طرزِ رہائش** - آریہ لوگ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں رہتے تھے - جن کی حفاظت کے لئے وہ اکثر اس کے گرد باڑ لگا لیتے یا مٹی کے بند باندھ دیتے یا خندق کھود لیتے تھے - ان کے گاؤں عموماً دریا یا ندی کے کنارے صحت بخش مقامات پر ہوتے تھے - وہ اپنے رہنے کے لئے کھلے - ہوادار - صاف ستھرے اور مضبوط مکانات بناتے تھے - جن کے اندر صحن کا ہونا نہایت ضروری ہوتا تھا *

۲ - عورت اور مرد کا درجہ - ہر خاندان کا بزرگ ہر معاملہ میں اس خاندان کا سردار سمجھا جاتا تھا - گھر میں باپ کو ہر بات میں پورا پورا اختیار تھا - لیکن باپ کی وفات یا اس کے بوڑھے ہو جانے پر گھر کا سارا انتظام سب سے بڑے بیٹے اور بہو کے سپرد کر دیا جاتا تھا - مرد اور عورتیں عموماً تعلیم یافتہ ہوتے تھے - چھوٹی عمر کی شادی کا رواج نہ تھا - لڑکی کو بالغ ہونے پر اپنا خاوند چننے کا پورا حق حاصل تھا - مرد اکثر ایک ہی عورت سے شادی کر سکتا تھا - ستی کی رسم کا تھوڑا تھوڑا رواج تھا - بیوہ کو دوسری شادی کی اجازت تھی - پردہ کا رواج نہ تھا - سوسائٹی میں عورت کو بہت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا - بلکہ جس یگیہ میں عورت شریک نہ ہوتی - اسے مکمل نہ سمجھا جاتا تھا ٭

۳ - خوراک - آریہ لوگوں کی خوراک بہت سادہ تھی - وہ پھل - دودھ - گھی - اناج اور سبزیوں کا بڑا استعمال کرتے تھے اور سوم رس پینے کے بہت شوقین تھے ٭

۴ - پوشاک - آریہ لوگوں کی پوشاک بھی بہت سادہ تھی - وہ اکثر موٹا سوتی اور بعض اوقات اونی کپڑا پہنا کرتے تھے - عورتوں میں سونے چاندی کے زیورات کے استعمال کا بھی رواج تھا ٭

۵ - پیشے اور تفریحات - آریہ لوگ اکثر کھیتی باڑی کرتے اور مویشیوں کے ریوڑ پالا کرتے تھے - لیکن اس کے علاوہ وہ صنعت و حرفت میں بھی اپنے زمانے کے لوگوں

سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ وہ کپڑا بُننے۔ زیور بنانے اور دھاتوں سے ہتھیار بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ وہ اعلیٰ قسم کے مکانات۔ تیز رفتار رتھ اور راگ کے مختلف قسم کے اوزار۔ بھی اچھی طرح سے بنا سکتے تھے۔ شکار۔ نیزہ بازی۔ رتھوں کی دوڑ اور راگ کے بڑے شوقین تھے ؁

آریوں کا طرزِ حکومت

آریہ لوگوں کا نظامِ حکومت بہت حد تک جمہوری تھا۔

ہر گھرانے کا بزرگ اس خاندان کا سردار تھا۔ مذہبی معاملات میں وہ پروہت کا کام کرتا تھا۔ اور لڑائی کے دنوں میں سپہ سالاری کا۔ اگر گاؤں میں ایک سے زیادہ قبیلے رہتے ہوں۔ تو اس کا انتظام ایک پنچایت کیا کرتی تھی۔ جس کے ممبر مختلف گھرانوں کے سردار ہوتے تھے۔ کئی دیہات مِلکر اپنا راجہ چُن لیتے تھے۔ جو رعایا کی حفاظت اور پرورش کو اپنا فرض سمجھتا تھا۔ راجہ کی مدد کے لیئے مختلف گاؤں اور قوم کے سرداروں کی ایک مجلس ہوتی تھی۔ جسے راج سبھا کہتے تھے۔ راجہ کا فرض تھا۔ کہ وُہ راج سبھا کے مشورے اور مقررّہ قانون کے مطابق حکومت کرے۔ اگر وہ کبھی سبھا کے مشورہ کے خلاف چلتا یا نالائق ہوتا۔ تو قوم اسے گدّی سے اُتار کر اس کی جگہ عموماً اسی خاندان کا کوئی اور لائق آدمی راجہ مقرر کر دیتی تھی۔ بعض اوقات راج سبھا کسی اور خاندان میں سے بھی اپنا راجہ انتخاب

کر لیا کرتی تھی۔

رعایا راجہ کو کسی قسم کا ٹیکس یا معاملہ زمین نہیں دیتی تھی۔ البتہ تیوہاروں یا خوشی کے دوسرے موقعوں پر لوگ راجہ کو نذرانہ دیا کرتے تھے۔ لڑائی کے موقعہ پر راجہ اور بڑے بڑے آدمی رتھوں میں بیٹھ کر اور عام لوگ پیدل سپاہی کی طرح دشمن سے لڑتے تھے۔ جنگ کے ہتھیار تلوار۔ کلہاڑہ۔ تیر کمان۔ نیزہ۔ برچھی وغیرہ تھے۔

زہر آلودہ ہتھیاروں کا استعمال ممنوع تھا۔ چھپ کر حملہ کرنا۔ ننگے نہتے یا ایسے شخص پر جس کے ہتھیار ٹوٹ گئے ہوں وار کرنا قابلِ نفرت سمجھا جاتا تھا۔ نیز عورتوں۔ سخت زخمیوں۔ بیماروں اور سوئے ہوئے اشخاص پر حملہ کرنا خلافِ قانون تھا۔

Q. Write short notes on :—

The Vedas, the Brahmas, the Upnishadas, the Six Schools of Hindu Philosophy, the Sutras, *Manu and his Code.* (P.U. 1924, 26, 29).

سوال۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھو:۔

وید۔ برہمن گرنتھ۔ اُپنشد۔ چھ درشن۔ سوتر۔ منو اور منوسمرتی۔

ہندوؤں کی مقدس کتب دو قسم کی ہیں۔ سرتی اور سمرتی۔ سُرتی کے معنی سُنی ہوئی یا وہ کتب ہیں۔ جو الہامی مانی جاتی ہیں۔ مثلاً وید۔ برہمن گرنتھ۔ اُپ نشد۔

سمرتی کے معنی یادداشت ہیں۔ یعنی وہ کتابیں جو رشیوں نے تیار کیں۔ اور پہلے پہل لوگوں نے انہیں حفظ کر کے سینہ بہ سینہ رکھا۔ اور بہت عرصہ گذرنے کے بعد وہ لکھ لی گئیں۔ مثلاً رامائن۔ مہابھارت۔ منوسمرتی اور پران۔

وید وید ہندوؤں کی سب سے قدیمی مقدس کتب ہیں - وہ انہیں الہامی مانتے ہیں - اُن کے اعتقاد کے مطابق وہ آغاز دنیا میں ایشور کی طرف سے چار رشیوں پر نازل ہوئیں - لیکن یورپی عالم ان کو اڑھائی ہزار ق م کا لکھا ہُوا مانتے ہیں - وید چار ہیں - رگ وید - یجروید - سام وید اور اتھروید +

۱ - **رِگ وید** - دنیا کی لائبریری میں اس سے پرانی کوئی کتاب نہیں - اس میں ایک ہزار سے زیادہ منتر ہیں - جن میں اِندر ورن - اگنی وغیرہ دیوتاؤں کی تعریف کی گئی ہے +

۲ **یجروید** - اس میں رسُوم کی ادائیگی کے قواعد اور یگیہ کے لئے منتر درج ہیں +

۳ - **سام وید** - اس میں وُہ منتر اور بھجن درج ہیں - جو پجاری یگیہ کے موقع پر گاتے ہیں +

۴ - **اتھروید** - اس میں وُہ منتر درج ہیں - جو مصیبتوں - تکلیفوں اور بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے پڑھے جاتے ہیں +

برہمن گرنتھ ان کتابوں میں یگیہ اور قربانیوں کے متعلقہ منتروں کی تشریحیں اور طریقے زیادہ وضاعت سے بیان کئے گئے ہیں +

اُپ نشد اُپ نشد کے اصلی معنی 'بھید' کے ہیں - یہ ہندوؤں کی قدیمی فلسفہ کی کتابیں ہیں - جن میں خدا - زندگی - موت - روح - مادہ - دُنیا کے آغاز و اختتام - رُوح - مادہ اور پرماتما کے آپس کے تعلق پر عالمانہ بحث کی گئی ہے - اُپ نشدوں کے ترجمے انگریزی - جرمن - لاطینی - فارسی - غرضیکہ دُنیا کی تقریباً ہر ایک مہذب زبان

ہیں ہو چکے ہیں - جرمنی کا مشہور عالم فلاسفر شوپن ہار ان
کتب کی خوبیوں کا بڑا مداح تھا - اُپنشد تعداد میں ۲۰۰ ہیں +

چھ درشن

اُپنشدوں کی تصنیف نے ہندوؤں کے
فلسفہ کو چھ بڑے حصّوں میں تقسیم کر دیا -
جن کو چھ درشن بھی کہتے ہیں +

۱ - **کپل کا سانکھ شاستر** - اس شاستر میں بتایا گیا ہے -
کہ رُوح اور مادہ دنیا میں ہمیشہ سے موجود ہیں - اور
موجود رہیں گے - اور ان کو کبھی فنا نہیں ہو گی - مادہ
اور روح کی مختلف تبدیلیوں کا نام ہی دنیا ہے - خدا
کی ہستی کے متعلق یہ شاستر خاموش ہے +

۲ - **پاتنجلی کا یوگ شاستر** - یوگ کے معنی جوڑنے کے ہیں -
اس میں بتایا گیا ہے - کہ انسان کس طرح سے عبادت
کر کے خدا تک پہنچ سکتا ہے +

۳ - **گوتم کا نیائے شاستر** - یہ شاستر علم منطق میں
ہندوستان کی سب سے پرانی اور مسلمہ کتاب ہے +

۴ - **کناد کا ویشیشک شاستر** - اس میں بتایا گیا ہے - کہ
دنیا نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے بنی ہوئی ہے -
جو ازلی اور غیر فانی ہیں - اور ان کے مختلف طور پر ملنے
سے مختلف اشیاء پیدا ہو جاتی ہیں +

۵ - **جیمنی کا پورو میمانسا** - اس میں درج ہے - کہ انسان
ویدوں کے بتائے ہوئے یگیوں اور دیگر رسوم کے
باقاعدہ بجا لانے سے ہی مکتی حاصل کر سکتا ہے +

۶ - **ویاس کا اُتر میمانسا یا ویدانت** - اس میں بتایا گیا

ہے۔ کہ تمام کائنات خدا کا ہی ظہور ہے۔ اور یہ کہ تمام دُنیا صرف خدا سے ہی نکلی ہے۔ اور آخرکار خدا ہی میں مل جاویگی۔

ان چھ درشنوں کے علاوہ فلاسفروں کا ایک اور گروہ بھی ہے۔ جس کا بانی چارواکیہ ہے۔ اس گروہ کے پیرو خدا اور رُوح کو نہیں مانتے۔ صرف مادہ کی ہستی کے قائل اور بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست کے اصول پر کاربند ہیں +

سُوتر سُوتر کے معنی مختصر اور پُرمعنی عبارت کے ہیں۔ مگر ان سے مراد ہندوؤں کی وُہ کتب ہیں۔ جن میں ہندو عالموں نے بہت لمبے اور طویل مضمُون کو نہایت مختصر مگر جامع الفاظ میں لکھ کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ منوُسمرتی بھی ایک سُوتر ہے +

منوُ اور اس کا دھرم شاستر

منو آریوں کا ایک مشہُور رشی اور قانون دان گذرا ہے۔ جس نے آریہ لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے قوانین کی ایک کتاب بنام منو سمرتی لِکھی۔ یہ کتاب یورپین مورخین کے خیال کے مطابق مسیح سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے تصنیف کی گئی تھی۔ اس کتاب میں منو نے آریہ سوسائیٹی کو چار حِصّوں برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر میں تقسیم کر کے ہر ایک ذات کے فرائض اور بادشاہ و رعایا کے باہمی تعلقات کو اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔ نیز اس کتاب میں اس نے انسانی زندگی کو چار آشرموں

یعنی حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱- برہم چریہ آشرم یا پیدائش سے ۲۵ سال کی عمر تک کا حصّہ - اس حصّہ میں انسان کا فرض برہمچاری رہ کر علم کا حاصل کرنا - سادہ اور محنت و مشقّت کی زندگی بسر کرنا ہے ÷

۲- گرہست آشرم - پچیس سے پچاس سال کی عمر تک۔ اس عمر میں انسان کا فرض ہے کہ وہ شادی کر کے دنیا کے آرام و آسائش حاصل کرے - دولت کمائے اور بال بچوں کی پرورش کرے ÷

۳- بان پرست آشرم - پچاس سے پچھتّر سال تک۔اس حصّہ عمر میں میاں اور بیوی دونو کو گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں پرماتما کی عبادت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ÷

۴- سنیاس آشرم - پچھتّر برس سے سو برس تک۔عمر کے اس حصّے میں انسان کو مذہب کی ظاہری قیود اور پابندیوں سے آزاد ہو کر دنیا داروں کو دھرم اور فرائض سے آگاہ کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے ÷

Q. What do you understand by the Epic Age? Give a short description of the Great Epics, the Ramayana and the Mahabharta.

(P.U. 1917. 24) **Imp**

سوال - زمانہ شجاعت سے کیا مراد ہے؟ اور رزمیہ نظموں رامائن اور مہابھارت کا مختصر حال بیان کرو ÷

زمانہ شجاعت سے مراد بہادری کا وہ زمانہ ہے - جبکہ

آریوں نے پنجاب سے چل کر گنگا و جمنا کے علاقے کو فتح کیا - نیز جب اُنہوں نے سری رامچندر کی ماتحتی میں دکّن اور لنکا کو فتح کر کے راکھشوں کی سرکوبی کی - یا جب جنگِ مہا بھارت میں اُنہوں نے آپس میں لڑ کر اپنی جنگی قابلیت کے جوہر دکھائے۔

رامائن - اس کتاب میں ایودھیا کے راجہ سری رامچندر جی کی زندگی کے حالات درج ہیں - پہلے پہل یہ کتاب بالمیک رشی نے سنسکرت زبان میں لکھی - اس میں ایک لاکھ اور دس ہزار اشعار ہیں - سولھویں صدی کے آخر میں گوسوامی تلسی داس نے بالمیکی رامائن کا ترجمہ سلیس ہندی اشعار میں کیا - جو بیحد مقبولِ عام ہوا - یہ کتاب زمانہ شجاعت کے ہندوؤں کی تہذیب اور عام حالت کا ایک سچا مرقّع ہے۔

رامائن کی کہانی - ایودھیا کے ایک سورج بنسی راجہ دسرتھ کے ہاں اس کی تین رانیوں کوشلیا - سمترا اور کیکئی سے چار بیٹے رامچندر جی - لکھشمن جی - شترو گھن اور بھرت جی پیدا ہوئے - چھوٹی ہی عمر میں رامچندر جی اور لکھشمن کو وششٹ جی نے ہر ایک قسم کی جنگی - مذہبی اور سیاسی تعلیم دے کر ماہر کر دیا - رامچندر جی جب جوان ہوئے تو اُنہوں نے راجہ جنک کی حسین بیٹی سیتا جی کو سوئمبر میں جیت کر اس سے شادی کر لی - چونکہ راجہ دشرتھ بوڑھا ہو گیا تھا - لہذا راج سبھا کی صلاح سے اس نے اپنا راج پاٹ رامچندر جی کو دینا چاہا - لیکن کیکئی نے راجہ سے کہہ سن کر رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے بن باس دلا دیا - اس

پر رامچندر جی - سیتا جی اور لکشمن جی دکن کو چل پڑے - یہاں ایک دن لنکا کا راجہ راون سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اس پر دو نو راجکماروں نے بانر قوم کے راجہ سگریو اور اس کے بہادر سپہ سالار ہنومان کی مدد سے راون کو شکست دے کر مار دیا - اور سیتا جی کو چھڑا لیا - جب چودہ برس کے بن باس کے بعد وہ ایودھیا واپس آئے - تو بھرت جی نے راجیہ بڑے بھائی کے حوالے کر دیا - اس کے بعد کافی عرصہ تک رامچندر جی نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ایودھیا میں حکومت کی ❊

مہابھارت - اس کتاب کو رشی ویاس نے پانچ ہزار سال ہوئے - سنسکرت نظم میں لکھا تھا - اس میں تقریباً ایک لاکھ اشعار ہیں - یہ کتاب اٹھارہ حصوں میں منقسم ہے - اور اس کے اکثر حصہ میں پانڈوں اور کورو کی لڑائی کا حال درج ہے ❊

مہابھارت کی کہانی - قدیم زمانہ میں شہر ہستنا پور میں ایک چندر بنسی راجہ شانتنو حکمران تھا - اس کے دو بیٹے تھے - بھیشم و وچتر ویریہ - بھیشم بڑا تھا - لیکن ساری عمر کنوارہ رہا - اور اپنی مرضی سے تخت پر نہ بیٹھا - وچتر ویریہ کے بھی دو بیٹے تھے - بڑا دھرت راشٹر جو مادر زاد اندھا تھا - دوسرا پانڈو جو تخت پر بیٹھا - لیکن جلدی ہی مر گیا - پانڈو کی دو رانیوں کنتی اور مادری سے یدھشٹر - ارجن - بھیم - نکل اور سہدیو پانچ بیٹے پیدا ہوئے - جو تاریخ میں پانڈوں کے نام سے مشہور ہیں۔

دھرت راشٹر کے ایک سو ایک بیٹے تھے - جو کورو کہلاتے تھے ٭

پانڈو کی وفات پر حکومت کا کام راجیہ سبھا کے مشورہ سے دھرت راشٹر نے چلانا شروع کر دیا - اور شہزادوں کی تعلیم کا کام درون اچاریہ نامی ایک برہمن کے سپرد ہوا - پانڈوں لائق اور فرماں بردار تھے اس لئے وہ کوروں سے ہر بات میں بڑھ گئے - اس پر دریودھن جو کوروں میں سے سب سے بڑا تھا - پانڈوؤں سے حسد کرنے لگا - اس نے باپ سے کہہ سُن کر پانڈوؤں کو ایک غیر آباد علاقہ میں بھیج دیا - وہاں رال لاکھ وغیرہ کا ایک محل اِن کی رہائش کے لئے تیار کرایا گیا - اور ایک رات اسے آگ لگا دی گئی - لیکن پانڈو کسی طرح سے بچ گئے - آخر کار یہ شہزادے پنچال دیش کے راجہ دروپد کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر میں پہنچے - وہاں ارجن نے سوئمبر کی کڑی شرائط کو پورا کر کے دروپدی کو جیت لیا - اس پر پانڈوؤں کے ماسی زاد بھائی کرشن اور راجہ دروپد کی مدد سے پانڈوؤں کو سلطنت کا نصف حِصّہ مِل گیا - جِسے اُنھوں نے اپنی طاقت اور عدل و انصاف کی بدولت بہت آباد کر لیا - اور اندر پرستھ شہر کی بنیاد ڈالی - پانڈوؤں کی اس ترقی سے دریودھن پھر جلنے لگا - اور اس نے یدھشٹر سے جُوئے میں راج پاٹ - دولت حکومت غرضیکہ سب کچھ جیت لیا - اور آخری شرط کے مطابق انہیں تیرہ برس کے لئے جلاوطن کر دیا - جلاوطنی کا یہ زمانہ اُنھوں نے بڑی مصیبتوں سے کاٹا - اور اس کے

خاتمہ پر جب پانڈوؤں نے سلطنت واپس مانگی۔ تو دریودھن نے ایک انچ جگہ بھی واپس دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر کورو اور پانڈوں کے درمیان مہابھارت کا عظیم جنگ ہوا۔ جس میں ہندوستان بھر کے مشہور راجے ایک نہ ایک طرف سے لڑائی میں شامل ہوئے۔ کرشن جی نے بلا ہتھیار رہ کر ارجن کی مدد کی۔ تمام بڑے بڑے یودھا مارے گئے۔ اور ملک میں اتنی تباہی مچی۔ کہ مدتوں تک لوگوں کے دلوں میں جنگ سے نفرت قائم رہی۔ ملک سے جنگجویانہ سپرٹ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور آنیوالی نسلیں نئے مغربی حملہ آوروں کے آگے ایک آسان شکار بن کر رہ گئیں۔ اس آپا دھاپی نے ملک کے لٹریچر کو بھی تباہ کر دیا۔ جس سے ملکی بربادی کی سہی سہی کسر پوری ہو گئی۔

Q. What light do the Ramayana and the Mahabharta throw on the religious, social and political life of the ancient Hindus?

(P.U. 1930, 35) **V. Imp.**

سوال۔ رامائن اور مہابھارت قدیم ہندوستان کی مذہبی مجلسی اور سیاسی زندگی پر کیا روشنی ڈالتی ہیں؟

زمانہ شجاعت میں آریہ لوگ گنگا اور جمنا کی وادی میں آباد ہو چکے تھے۔ اور اس علاقہ پر اکتفا نہ کر کے ان کی نظریں اب دکن کے علاقہ کے فتح کرنے پر لگ رہی تھیں۔

مذہبی زندگی۔ لوگ ایک خدا کی ہستی کے قائل تھے۔ لیکن قدرتی مناظر کی پوجا کی جگہ وشنو۔ شو۔ برہما وغیرہ دیوتاؤں اور اوتاروں کی پرستش شروع ہو گئی۔ کہیں کہیں

مندر بننے شروع ہو گئے تھے۔ مذہب میں سادگی کی بجائے پیچیدگی آگئی تھی۔ یگیہ اور قربانی کے طریقے اور رسوم اسقدر مشکل ہو گئی تھیں۔ کہ ایک عام انسان ان کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ برہمنوں اور پروہتوں کی قدر بہت زیادہ ہونی شروع ہو گئی۔ اشومیدہ یگیہ کا رواج ہو گیا تھا۔ لوگوں کا کرم اور آواگون کے مسئلہ پر اعتقاد تھا +

مجلسی حالت۔ لوگ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ بڑے بہادر۔ زبان کے سچے اور وعدہ کے پکے تھے۔ عورتوں کو مردوں کے برابر درجہ حاصل تھا۔ پردے کا رواج بالکل نہیں تھا۔ ستی کی رسم ترقی پکڑ رہی تھی۔ بڑے آدمیوں اور راجاؤں کی شادیاں عموماً بذریعہ سوئمبر ہوتی تھیں۔ گارگی۔ دروپدی۔ ساوتری جیسی کئی عورتیں نہایت عالمہ تھیں۔ بیوہ کی شادی کا رواج نہ تھا۔ عورتیں اپنے خاوند کے دُکھ درد میں شریک ہونا باعثِ فخر سمجھتی تھیں۔ لوگ دولتمند اور عیش پسند ہو گئے تھے۔ سونے چاندی کی اشیاء کا رواج عام ہو گیا تھا۔ ذات پات کے بندھن کڑے ہو گئے تھے۔ اور ذاتوں کی تقسیم جنم اور کرم دونو پر منحصر تھی۔ لوگ جہازرانی میں ماہر تھے۔ اور دُور دراز کے ممالک سے ان کے تجارتی تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ رامائن کے زمانہ کے بعد بڑے بڑے لوگوں میں جوآ کھیلنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ منتروں اور سُوتروں وغیرہ کو جو پہلے سینہ بہ سینہ چلے آرہے تھے۔ اب کتابی صورت دی جانے لگی۔ بہت سی پاٹھ شالیں کھُل گئی تھیں۔ جرائم بہت کم ہوتے تھے +

سیاسی حالت - راجہ بڑے طاقتور اور عالیشان ہو گئے تھے - رامائن کے زمانے کی نسبت مہابھارت کے زمانے کے راجہ زیادہ خودمختار تھے - راج سبھا کی وقعت بھی آگے سے کم ہو گئی تھی - لڑائی کے ہتھیار پہلے کی نسبت زیادہ زبردست اور خوفناک ہو گئے تھے - اور لوگ لڑائی کے فنوں میں کافی ماہر تھے - سوئے ہوئے - زخمی اور نہتے پر حملہ کرنا پاپ تھا - اگر دشمن عورت کا لباس پہن لے - تو بھی اس پر حملہ کرنا معیوب تھا - رعایا اپنی مرضی سے راجاؤں کو کبھی کبھی نذرانہ دیتی تھی - لیکن زرلگان کی ادائیگی لازمی تھی - زرلگان پیداوار کے $\frac{1}{6}$ سے زیادہ نہیں ہوتا تھا - راجہ رات کو بھیس بدل کر دیکھتے تھے - کہ ان کی رعایا میں سے کوئی دُکھی تو نہیں ؀

Q. What lessons do you learn from the Ramayana and the Mahabharta ? (P.U. 1924)

سوال - رامائن اور مہابھارت سے تم کیا سبق سیکھتے ہو ؟

رامائن سے سبق - (۱) ایک سے زیادہ شادیاں عموماً دُکھ کا کارن بنتی ہیں - (۲) آدمی کو اپنے وعدہ کا پکا رہنا چاہیئے - (۳) والدین کی اطاعت اور فرماں برداری ہر ایک سعادت مند لڑکے کا فرض ہے - (۴) بھائی وُہ ہے جو مصیبت میں ساتھ دے - (۵) عورت کو دُکھ اور سُکھ دونوں حالتوں میں خاوند کا ساتھ دینا چاہیئے (۶) بُرے کاموں کا انجام بُرا ہوتا ہے - (۷) عالم بے عمل ایک ایسا گدھا ہے - جس پر کتابوں کا ایک پلندہ لادا ہُوا ہو - (۸) گھر کا بھیدی لنکا لٹا دے ؀

مہابھارت سے اخلاقی سبق - (۱) نفاق کا نتیجہ تباہی ہے -

(۲) جھوٹ اور فریب اگرچہ عارضی طور پر فائدہ دے جاتا ہے - لیکن آخری فتح ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے - (۳) جوآ کھیلنا بُری عادت ہے - (۴) وعدہ وفائی میں انسان کی عزت ہے - (۵) ایک لائق آدمی ہزاروں سپاہیوں سے افضل ہے - (۶) خوشحالی میں اکڑنا اور عاقبت کا خیال نہ رکھنا بیوقوفی ہے - (۷) کمزور سے کمزور دشمن کو حقیر مت سمجھو ۰

Q. Write a short note on Sri Krishna and Bhagwat Gita.

سوال - سری کرشن جی اور بھگوت گیتا پر ایک نوٹ لکھو -

سری کرشن جی

آپ یادو خاندان کے چشم و چراغ تھے - آپ کے والد کا نام واسدیو اور والدہ کا دیوکی تھا - آپ کے ماموں کنس نے اپنے باپ اگرسین کو تخت سے اُتار کر خود متھرا کا تخت سنبھال لیا - لوگ اس کے ظلموں سے بہت تنگ تھے -

کنس کو ایک نجومی نے بتلایا تھا، کہ وُہ اپنے بھانجے کے ہاتھ سے قتل ہوگا - اس لئے اس ظالم نے دیوکی اور واسدیو دونو کو قید خانہ میں ڈال رکھا تھا - اور جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا - ظالم ماموں اسے ہلاک کر ڈالتا تھا - کرشن جی کی پیدائش کے وقت باد و باراں کا سخت طوفان آیا ہُوا تھا - اور پہرہ دار ڈر کے مارے محفوظ جگہوں میں جاکر سو رہے تھے - اس پر آپ کے والد واسدیو نے اپنے نوزائیدہ ننھے بچے کو اُٹھا کر گوکل میں لے جاکر راجہ نند کے حوالے کر دیا - اور اس کی اسی رات کی پیدا

شُدہ بچی کو لے کر دیوکی کے ساتھ لٹا دیا۔ نند کی بیوی یشودھا نے کرشن جی کو نہایت ناز و نعمت سے پالا۔ جب کرشن جی بارہ برس کے ہوئے۔ تو کنس نے انہیں بہانے سے بلا کر قتل کرانا چاہا۔ لیکن خود کرشن جی کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا۔ اس پر آپ نے اپنے نانا اگرسین کو پھر سے متھرا کا راجہ بنا دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے قبیلہ سمیت وطن چھوڑ کر گجرات کاٹھیاواڑ میں چلے گئے اور دوارکا پوری کو آباد کیا۔ آپ نے جنگِ مہابھارت میں خود تو پانڈوں کا ساتھ دیا۔ لیکن اپنی ساری فوج کو کوروں کی طرف سے لڑنے کے لئے بھیج دیا۔ آپ نے کوروں کے برخلاف ہتھیار نہ اٹھانے کا اقرار کیا تھا۔ اس لئے آپ ارجن کے رتھ بان بن گئے۔ لڑائی کے عین آغاز میں ارجن نے مخالف افواج میں اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو دیکھ کر ان سے جنگ کرنا درست نہ سمجھ کر تیر کمان رکھ دیا۔ جس پر آپ نے اسے ایک ایسا اُپدیش دیا۔ کہ اس کے بُجھے ہوئے دِل میں لڑنے کی خواہش پھر سے پیدا ہو گئی۔ اور آخر اس نے ہتھیار اُٹھا کر ظالموں کو ہلاک کر ڈالا۔ آپ کو دُنیا کا مکمل ترین انسان سمجھا جاتا ہے۔ آپ بڑے دھرماتما۔ اعلیٰ درجہ کے فلاسفر۔ نہایت لائق مدبّر اور بہت ہی بہادر یودھا تھے۔ ہندو آپ کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں ؎

بھگوت گیتا ۔ اس کتاب میں وہ اپدیش درج ہے۔ جو جنگِ مہابھارت میں بھگوان کرشن جی نے ارجن کو دے کر اس کے بجھے ہوئے دل میں بہادری۔ حق پرستی اور نڈرتا کے

جذبات بھر دئے تھے - ہندو اس کتاب کو متبرک سمجھتے اور
اس کا روزانہ پاٹھ اپنا فرض خیال کرتے ہیں - اس اُپدیش میں
سری کرشن جی نے ارجن کو بتایا - کہ جسم فانی ہے - اور
روح امر - موت کوئی ڈراؤنی شئے نہیں - دراصل یہ
جسم کی تبدیلی کا نام ہے - جس طرح سے ایک انسان
پرانے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے - اسی طرح
رُوح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی
ہے - اس لئے موت سے ڈرنا بیوقوفوں کا کام ہے - نیز انہوں
نے بتایا - کہ ہم ہر وقت کرم (فعل) کرتے رہتے ہیں - اور ان
کرموں کی سزا یا جزا صرف ایشور کے ہاتھ میں
ہے - اس لئے انسان کو چاہیئے - کہ نتائج کی پرواہ
نہ کرتے ہوئے بلا خوف و محبت اپنے فرض کو کرتا
جاوے ٭

اس کتاب کا ترجمہ دُنیا کی تقریباً ہر ایک زبان میں ہو چکا
ہے - دُنیا بھر کے لوگ گیتا کو فلسفہ کی ایک اعلےٰ اور قابلِ
احترام کتاب مانتے ہیں ٭

Q. What do you know about the caste system of the Hindus and its origin? Discuss its merits and demerits. (P.U. 1922, 26) Imp

سوال - ہندوؤں کے ذات پات کے مسئلہ اور اس کی ابتدا
کے متعلق تم کیا جانتے ہو - نیز اس کے فائدے اور نقصان
بیان کرو ٭

ذات پات سے مُراد | زمانہ قدیم سے ہندو لوگ

بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ہر ایک فرقہ کھانے پینے۔ شادی۔ منڈن وغیرہ کی رسومات کو دوسرے فرقوں سے مختلف طور پر ادا کرتا ہے۔ ان فرقوں کو ذاتیں کہتے ہیں۔ منوسمرتی اور ہندوؤں کی دوسری کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شروع شروع میں ذاتیں صرف کرموں پر منحصر تھیں۔ ان کا جنم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یعنی ایک آدمی جس کام کو کرتا تھا۔ اسی کے مطابق اس کی ذات ہو جاتی تھی۔ گویا ایک ذات کے آدمی کے لئے ذات کا تبدیل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ ذات پات موروثی ہوتی گئی۔ اور کسی انسان کا اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسری ذات کا ہو جانا ناممکن ہو گیا۔ مگر مغربی تہذیب کے باعث اب یہ تمیز کم ہو رہی ہے۔ کئی ایک صوبوں میں ذات پات توڑک منڈل قائم ہو چکے ہیں۔ اور لوگوں نے دوسری ذاتوں میں بیاہ شادیاں کرنی شروع کر دی ہیں۔

ذات پات کی تمیز کب اور کیسے شروع ہوئی

جب آریہ پنجاب میں آئے۔ تو ان میں ذات پات کی کوئی خاص تمیز نہ تھی۔ ہر ایک خاندان کا بزرگ مذہبی امور میں ان کا پروہت اور میدانِ جنگ میں ان کا فوجی افسر ہوتا تھا۔ نیز وہی آریہ لوگ جو امن و امان کے زمانے میں کھیتی باڑی۔ صنعت و حرفت اور تجارت کے کام کرتے تھے۔ لڑائی کے وقت سپاہی بن کر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ یہ آریہ لوگ ہندوستان کے اصلی باشندوں کو جو کالے رنگ کے تھے۔ اور جنھوں نے

مغلوب ہونے کے بعد آریوں کے ماتحت رہنا منظور کر لیا تھا۔ ذلیل سمجھ کر دسیو کے نام سے پکارتے تھے۔ اس طرح سے ویدک زمانے میں ہندوستان میں دراصل دو ہی ذاتیں تھیں۔ آریہ اور دسیو +

سینکڑوں سال بعد جب آریہ لوگ پنجاب اور کشمیر سے گنگا اور جمنا کی وادیوں کی طرف بڑھے۔ تو وہاں انہیں بڑی بڑی منظم سلطنتوں سے واسطہ پڑا۔ انہیں مغلوب کرنے کے لئے آریوں کو کئی کئی سال تک لڑائیاں جاری رکھنی پڑیں۔ اب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ سارے مردوں کو ہر وقت لڑائی میں مشغول رکھنے سے سوسائیٹی کے دوسرے کام مثلاً پڑھنا پڑھانا۔ زراعت اور تجارت کرنا۔ صنعت و حرفت اور ہتھیار بنانا وغیرہ وغیرہ اچھی طرح سے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آریہ رشیوں نے لوگوں کے جدا جدا پیشوں پہ ان کی لیاقت کے مطابق ان کو چار ذاتوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا

۱۔ برہمن۔ جن کا کام پڑھنا پڑھانا۔ پوجا پاٹ کرنا اور کرانا۔ دان لینا اور دینا مقرر کیا +

۲۔ کھشتری۔ وہ لوگ جو جسم کے طاقتور اور فنونِ جنگ میں ماہر ہوتے۔ اور دشمن سے لڑ کر قوم کی حفاظت کر سکتے تھے۔ کھشتری کہلائے +

۳۔ ویش۔ جن لوگوں میں زراعت۔ تجارت یا صنعت و حرفت کے کاموں کا ملکہ ہوتا۔ انہیں ویش کہا جاتا تھا +

۴۔ شودر۔ وہ لوگ جو دوسروں کی خدمت کے سوا ئے

اور کسی کام کو نہ کر سکتے تھے - شودر کہلاتے تھے +
پہلی تین ذاتوں کے لوگوں کو جوان ہونے پر یگیوپویت یا
زنار پہننے کو دے کر ان کا نام دوجنما رکھا گیا - اس کے
سینکڑوں سال بعد ذاتوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع
ہو گیا - حتیٰ کہ آجکل ہندوؤں کے اندر کم و بیش تین ہزار
ذاتیں پائی جاتی ہیں - ان ذاتوں کے بننے کی بڑی بڑی وجوہات
مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- **پیشوں کے لحاظ سے** - جب ذات پات کی تقسیم موروثی
ہو گئی - تو ہر ایک آدمی نے اپنے باپ دادا کے پیشے
کو اختیار کرنے میں سہولت سمجھی - اور بہت سے علم و ہنر
ذاتوں اور خاندانوں کے ورثہ میں آگئے - اور جب پشتوں
کے تجربے نے ان لوگوں کو اپنے اپنے فنوں میں ماہر کر
دیا - تو اس خیال سے کہ دوسرے لوگ ہمارے فنوں کے
راز سے واقف نہ ہو جاویں - ان لوگوں نے اپنے رشتے
ناطے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے ہی کرنے شروع کر دئے-
اور اپنا ایک علیحدہ فرقہ بنا دیا - سُنار - دھوبی - لوہار
وغیرہ ذاتیں اسی طرح سے بنیں ؞

۲- آریہ لوگ حفظانِ صحت کا بہت خیال رکھتے تھے - ہر
روز نہانا اور صاف ستھرا رہنا ان کے فرض میں
شامل تھا - اُنہوں نے ایسے لوگوں سے میل جول بند
کر دیا - جن کے پیشوں کا صحت پر بُرا اثر پڑتا تھا -
مثلاً بھنگی - چمار - کھٹیک وغیرہ ؞

۳- ہندوستان کے اصلی باشندوں نے آریہ مذہب اختیار

کر کے اپنے علیحدہ فرقے بنا لئے - مثلاً وسطِ ہند کے گونڈ اور بنگال ناگپور کے سنتھال +

۴- ایک ہی ذات کے لوگوں نے دور دراز کے مقامات پر رہائش اختیار کر لینے سے اپنی طرزِ رہائش کو تبدیل کر لیا۔ اور اس طرح سے نئی ذاتیں بن گئیں - مثلاً کھتری - ٹھاکر اور کائستھ +

۵- بیرونی ممالک سے آتے ہوئے لوگوں نے ہندو مذہب اختیار کر کے اپنی علیحدہ ہستی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی ایک علیحدہ ذات بنا لی - مثلاً گوجر جاٹ وغیرہ +

ذات پات کے فائدے

۱- ذاتوں کی تفریق کا یہ اثر ہُوا - کہ برہمن کا بیٹا برہمن۔ کھتری کا کھتری - لوہار کا لوہار بننے لگا - اور پشتوں کے تجربے نے انہیں اپنے اپنے کاموں میں ماہر کر دیا۔ برہمنوں نے علوم منطق و فلسفہ وغیرہ میں وہ ترقی کی۔ کہ دُنیا آج تک ان کی ذہانت کا لوہا مانتی ہے - اس طرح سے علم و ہنر کی ترقی میں بہت مدد ملی - چونکہ ہر ایک ذات کے ممبر اپنے مقررّہ فرائض کی انجام دہی کے پابند تھے - اس لئے ہندو سوسائٹی کے مختلف حِصّوں نے اپنے اپنے کاموں کو خوش اسلوبی سے سر انجام دے کر ہندوؤں کی مالی اور اقتصادی مشکلات کو حل کرنے میں بڑی مدد دی +

۲- ذات پات کی سخت پابندیوں نے ہندوؤں کو فاتح اقوام میں جذب ہونے سے بچا لیا - کیونکہ برادری سے خارج

ہونے کا ڈر اُن کی رگ رگ میں سرایت کر جانے کے باعث ان میں اتنی جرأت ہی نہ رہی - کہ وہ سوسائٹی سے نکل سکیں ؂

۳- ذاتوں کی تقسیم کی وجہ سے لوگوں کی ہمدردی اپنی ذات کے لوگوں سے زیادہ ہو گئی - برادری کے اس احساس کے باعث امیر آدمیوں نے اپنی ذات کے غریب افراد کی مدد کرنی شروع کر دی ؂

۴- ذات پات کی تقسیم کے باعث غیر ملکی حملہ آوروں کی کئی نئی قومیں آسانی سے ہندوؤں کی کسی نہ کسی ذات میں جذب ہو گئیں - اس طرح ہندوؤں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ؂

۵- ذات پات کی تقسیم نے آریہ لوگوں کے اعلیٰ خاندانوں کو ادنیٰ خاندانوں سے رشتہ ناطہ کرنے سے روک کر آریہ خون کی پاکیزگی کے قائم رکھنے میں مدد دی ؂

ذات پات کے نقصانات

۱- ذاتوں کی تقسیم کی وجہ سے ہندو قوم بیشمار چھوٹے چھوٹے حصّوں میں بٹ گئی - اور اس تقسیم نے ہندو قوم کا شیرازہ اس طرح سے بکھیر دیا - کہ وہ آئندہ کبھی بھی متحد ہو کر دُشمن کا مقابلہ نہ کر سکی ؂

۲- ذات پات کی تقسیم کے باعث اونچی ذات کے لوگوں میں غرور اور نخوت کے جذبات پیدا ہو گئے - انھوں نے شودروں کو نفرت اور حقارت سے دیکھنا شروع کر دیا - اور بالآخر ملک کے اندر بہت بری قسم کی چھوت چھات

پیدا ہوگئی ⁘

۳- اس تقسیم کے باعث ہر ایک آدمی کے لیئے صرف اپنا آبائی پیشہ اختیار کرنا لازمی ہوگیا - اور اگر اس کے اندر کسی اور کام کے کرنے کی بہت زیادہ اہلیت ہو تو بھی وہ اس دوسرے کام کے کرنے سے قاصر رہتا تھا۔ مثلاً شودر ہر حالت میں خدمت ہی کر سکتا تھا - اور اسے اس کام کو چھوڑنے کا کوئی حق نہ تھا - خواہ اس میں کسی کام کی مسلمہ قابلیّت ہی کیوں نہ ہو - اس طرح سے اس تقسیم نے لوگوں کے ذاتی جوہروں کو خاک میں ملا دیا ⁘

۴- ذات پات کی پابندیوں نے بیاہ شادی کے دائرے کو بہت تنگ کر دیا - اور ہزاروں اشخاص کو شادی نہ ہونے کے باعث ہندو سوسائٹی کو چھوڑنا پڑا ⁘

۵- ذات پات کے مسئلہ نے ہندوؤں کو بہت مدت تک غیر ممالک میں جانے سے روکے رکھا - اور اس طرح سے یہ مسئلہ قوم کی تعلیمی - تجارتی اور صنعتی ترقی میں بڑی بھاری روکاوٹ ثابت ہوًا ⁘

بُدھ مذہب کے عروج سے پہلے ہندوستان کے لوگوں کی مذہبی حالت

Q. Give a short account of the religious condition of India just before the rise of Buddhism

سوال - بُدھ مت کے عروج سے ذرا پہلے کے ہندوستان کی

مذہبی حالت بیان کرو۔

جب آریہ تمام شمالی ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور ملک میں ان کی بڑی بڑی حکومتیں قائم ہو چکیں۔ تو برہمنوں نے اپنی تمام توجہ مذہبی امور کی طرف لگائی۔ اس زمانے میں قدیم آریوں کے سادہ اور اخلاق کو بلند کرنے والے مذہب میں بہت سے توہمات اور فضول رسومات جاری ہو گئیں۔ ہون یگیہ اور دیگر دینی امور کی رسوم کو اسقدر پیچیدہ و گراں بنا دیا گیا۔ کہ وہ عوام کی سمجھ اور طاقت سے باہر ہو گئیں۔ ایک پرماتما کی جگہ ہزاروں دیوی دیوتاؤں کی پرستش شروع ہو گئی۔ جانوروں کی قربانیاں یگیوں کا ایک اہم جزو بن گئیں۔ سچائی کے متلاشی کو اب ویدک زمانے کی سی مذہبی شانتی کہیں بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔ مذہب اب صرف ظاہری رسوم کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ جس میں سے حقیقت کبھی کی کوچ کر چکی تھی۔ اب برہمنوں کا ہر لفظ وحی سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو خدا کا نائب سمجھنے لگے تھے۔ ان کی وساطت کے بغیر نہ کوئی عبادت ہو سکتی تھی اور نہ ہی کسی مذہبی رسم کی ادائیگی ہی ممکن تھی۔ برہمنوں نے کھشتریوں کے وقار کو بھی کم کر دیا تھا۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عوام میں مذہب کے خلاف بہت بے چینی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ چھٹی صدی قبل مسیح میں بہت سے لوگوں نے برہمنوں کے اس غلبہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور کئی آدمیوں نے نئے مذہب جاری کرنے کی کوشش کی جن میں سے زیادہ مشہور بدھ مت اور جین مت ہیں۔

بُدھ مت کے عروج کا زمانہ

Q. Give a short sketch of the life of Buddha and state the chief doctrines he preached. **Imp.**

سوال - بُدھ کی زندگی اور تعلیم کا مختصر حال بیان کرو - نیز بتاؤ کہ بدھ مت کے بڑے بڑے اصول کیا تھے؟

گوتم بُدھ

پیدائش - کپل وستو کے ساکیہ راجہ شدھودھن کی دو رانیاں تھیں - ایک کا نام مایا دیوی اور دوسری کا گوتمی تھا - مسیح سے ۵۶۷ سال پہلے مایادیوی کے ہاں لمبنی کے مقام پر ایک لڑکا پیدا ہوا - جس کا نام سدھارتھ رکھا گیا - ماں تو سات دن کے بعد دوسرے جہان کو سدھاری - اور بچے کی پرورش کا بوجھ اس کی سوتیلی ماں اور ماسی گوتمی پر جا پڑا - جس نے اسے بڑی نازونعمت سے پالا۔

بچپن - جب سدھارتھ ذرا بڑا ہوا - تو اسے اپنے زمانے کے لائق اور تجربہ کار اُستادوں کے سپرد کر دیا گیا - جنہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسے تمام فنونِ جنگ مثلاً تیراندازی - نیزہ بازی اور تلوار چلانے میں ماہر کر دیا - اس کے علاوہ دیاکرن - جوتش اور دوسرے شاستر بھی پڑھا دیئے۔

شادی - اس شہزادے کے لئے اگرچہ عیش و عشرت کے سارے سامان موجود تھے - مگر وہ ہمیشہ متفکر اور اداس ہی رہا کرتا تھا - اس کے والد نے بہتیری کوشش کی - کہ بیٹے کا دِل دُنیا کی طرف مائل کرے - مگر گوتم ہمیشہ سوچ بچار ہی میں ڈوبا

رہا۔ شہزادہ کی ایسی حالت دیکھ کر راجہ کو بڑا فکر ہوا۔ چنانچہ
اُس نے راجکمار کے خیالات کو تبدیل کرنے کے لئے انیس سال کی
عمر میں اس کی شادی ایک نہایت حسین لڑکی یشودھرا سے کر
دی - اور اُن کی رہائش کے لئے علیحدہ عالیشان محلات بھی
بنوائے - لیکن یہ تمام باتیں اس کے دل کو دُنیا میں نہ لگا سکیں -

ترکِ دُنیا (The Great Renunciation) شادی کے
دس سال بعد اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا - اور جب گوتم کو
اس خوشخبری کی اطلاع پہنچی - تو کہا - کہ آگے تو ہاتھوں میں ہتکڑی
تھی - اب پاؤں میں بیڑی بھی آن پڑی" - اب وُہ آگے سے بھی زیادہ
اس سوچ بچار میں رہنے لگا - کہ کس طرح سے اس دُنیا سے
دُکھوں کا خاتمہ کیا جاوے - بیماروں اور مصیبت زدوں کی
تکالیف اور چیخ و پکار نے اُس کے دل کو دنیا سے بالکل
متنفر کر دیا - آخر جب اسے معلوم ہو گیا - کہ محلات کی
آسائش اس کے دِل کو شانتی نہیں دے سکتی - تو اس نے دُنیا
کو چھوڑ دینے کا مصمم ارادہ کر لیا - چنانچہ ایک رات گھر بار
چھوڑ کر جنگل کی راہ لی ÷

بُدھ - وہاں اس نے کئی برہمن عالموں کا چیلا بن کر تعلیم
حاصل کی - اور درشنوں کا خوب مطالعہ کیا - لیکن پیاسے دِل کی
پیاس نہ بجھی - اس لئے فلسفہ کو چھوڑ کر چھ سال تک سخت
ریاضت اور تپسیا یہاں تک کی - کہ جسم سُوکھ کر کانٹا ہو گیا -
لیکن اس سے بھی تسکین حاصل نہ ہوئی - اس کے بعد وہ شہر
گیا کے قریب بڑ کے ایک درخت کے نیچے سمادھی لگا کر بیٹھ
گیا - یہاں وُہ انچاس دن تک غور و خوض میں لگا رہا - انجام کار

اُس نے اپنے دل میں روشنی محسوس کی - جس سے اسے معلوم ہو گیا - کہ نجات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے - کہ انسان راست باز بنے - بُرائیوں سے بچے - پاکیزہ زندگی بسر کرے - اور بنی نوع انسان سے محبت اور پریم سے برتاؤ کرے - اسی میں سچی راحت ہے - اسی روز سے وہ بُدھ یعنی گیان والا کہلانے لگا ؞

مذہب کا پرچار - مکتی کا راستہ معلوم کر لینے کے بعد اُس نے جگہ جگہ پھر کر اپنے مذہب کی اشاعت شروع کر دی - بنارس کے قریب سارناتھ کے مقام پر اس نے اپنا پہلا وعظ کیا - یہاں صرف پانچ سادھو اس کے چیلے بنے - رفتہ رفتہ تین ماہ کے عرصہ میں اس کے چیلوں کی تعداد ساٹھ تک جا پہنچی - اس نے ان چیلوں کی جماعت کو سنگھ کا نام دیا - اور انہیں اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے ملک کے کونے کونے میں بھیج دیا - لوگوں نے ان کی باتوں کو غور سے سُنا - جس کا نتیجہ یہ ہؤا - کہ تھوڑے ہی عرصہ میں راج گڑھ کا راجہ اور اس کی رعایا کے بہت سے افراد بدھ مت کے پیرو بن گئے - یہاں سے فارغ ہو کر وہ کپل وستو پہنچا - جہاں اس کے باپ راجہ شدھودھن - اس کی بیوی یشودھرا اور اس کے بیٹے راہل نے بمعہ شاہی خاندان کے دوسرے آدمیوں کے اس نئے مذہب کو اختیار کر لیا ؞

وفات - آخر ۸۰ سال کی عمر میں کوشی نگر کے مقام پر ۴۸۷ ق م میں وفات پائی ؞

آواگون و مکتی	بُدھ کی تعلیم اور بدھ مت کے اصول

قدیم زمانے سے ہندوؤں کا عقیدہ چلا آیا ہے - کہ رُوح نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ کبھی مرتی ہے - وہ صرف جسموں کو بدلتی ہے - یعنی ایک جسم کے ناکارہ ہو جانے پر روح اُس جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے - اس بار بار کی پیدائش اور موت کو آواگون کا مسئلہ کہتے ہیں - اور آواگون کے چکر سے چھٹکارہ پانے کا نام مُکتی ہے -

چنانچہ ویدک زمانے سے لے کر اس چکر سے رہائی پانے کے طریقوں پر بحث ہوتی رہی ہے - برہمنوں کی تعلیم تھی - کہ یگیہ اور قربانیاں اور دوسری مذہبی رسوم کو باقاعدگی سے ادا کرنے سے مکتی حاصل ہو سکتی ہے - لیکن یہ رسوم بہت گراں تھیں - نیز ان میں جانوروں کی قربانی ضروری تھی - اس لئے غریب اور رحمدل اشخاص ان رسوم کو ادا نہیں کر سکتے تھے - بُدھ آواگون کے مسئلہ میں یقین رکھتا تھا - لیکن اس کی تعلیم یہ تھی - کہ مکتی کے لئے نہ یگوں کی ضرورت ہے - اور نہ قربانیوں اور دیگر رسُوم کی ادائیگی کی - جس انسان کے اعمال نیک اور اچھے ہونگے - اس کو ضرور مُکتی مل جاوے گی - خواہ وہ کسی مذہب کا ہی کیوں نہ ہو ٭

اس مذہب کے موٹے موٹے اصول مندرجہ ذیل ہیں:-

۱ - دنیا گناہوں اور دُکھوں کا گھر ہے -

۲ - تمام دُکھ انسانی خواہشات سے پیدا ہوتے ہیں -

۳ - ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان بار بار جنم لیتا ہے -

۴ - اس لئے بار بار کے جنم اور مرن کے چکر اور دُکھوں سے چھٹکارہ پانے کے لئے ضروری ہے۔کہ انسان اپنی خواہشات کو ترک کر دے ÷

۵ - خواہشات پر قابو پانے یا ترک کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔کہ انسان پاکیزہ زندگی بسر کرے۔پاکیزہ زندگی کے لئے نہ صرف انسان کے افعال ہی نیک ہونے چاہئیں۔بلکہ اس کے خیالات اور ارادے بھی پاک اور صاف ہونے ضروری ہیں ÷

۶ - انسان اہنسا پر پورے طور پر کار بند ہو۔یعنی کسی جاندار کو اپنے قول اور فعل سے نقصان اور ایذا نہ پہنچائے۔جھوٹ نہ بولے۔چوری نہ کرے۔نہ خود شراب پیئے اور نہ دوسروں کو پلائے ÷

بدھ خدا کی ہستی کے متعلق خاموش تھا۔اسے ویدوں۔قربانیوں اور ذات پات کی تمیز میں مطلقاً کوئی یقین نہ تھا۔وہ مسئلہ کرم اور آواگون کو مانتا تھا۔یعنی اس کا عقیدہ تھا۔کہ ہر ایک انسان کو اپنے کرموں یعنی افعال کا پھل ضرور بھگتنا پڑتا ہے ÷

Q. Describe causes of the rapid spread of Buddhism in India and abroad.

سوال۔بدھ مت کے ہندوستان اور غیر ممالک میں جلدی ترقی کرنے کے کیا وجوہات ہیں؟

۱ - بدھ کی ذاتی کشش۔مہاتما بدھ کی سادہ۔نیک اور پاک زندگی نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ÷

۲ - تعلیم - بُدھ مت کی تعلیم سادہ اور سیدھی سادی اور عام فہم تھی ۔

۳ - زبان - بدھ نے اپنے مذہب کا پرچار ملک کی مروّجہ پالی زبان میں کیا - جس کے باعث ان پڑھ لوگوں نے بھی اسے جلدی سمجھ لیا

۴ - مساوات - بدھ مت میں برہمن - کھشتری - ویش اور شودر سب برابر تھے - اس لئے وہ لوگ جو برہمنوں کی فوقیت سے تنگ آئے ہوئے تھے - بڑے شوق سے جوق در جوق اس مذہب کے دائرے میں آ گئے ۔

۵ - بُدھ مت کے واعظ بھکشوؤں کی زندگیاں - تیاگ - جفاکشی اور سادگی کا نمونہ تھیں ۔

۶ - مکتی کا آسان ذریعہ - برہمن لوگ عوام کو مکتی کا ذریعہ پیچیدہ رسُوم اور یگیوں کی ادائیگی بتلاتے تھے - ان یگیوں میں جانوروں کی قربانی ایک ضروری جزو تھا - اس لئے عوام اس بے رحمانہ فعل کو خلافِ عقل اور خلافِ قدرت سمجھتے تھے - اس کے برعکس بُدھ نیک اور پاکیزہ زندگی کو مکتی کا ذریعہ مانتا تھا - جس کو عوام مطابق عقل سمجھتے تھے ۔

۷ - شاہی امداد - مہاراجہ اشوک نے خود اس مذہب کو قبول کر لیا - اور اس کو راج مت بنا کر اپنی سلطنت کے کل ذرائع اس کی تبلیغ کے لئے صرف کرنے شروع کر دئے - اس کے بعد کنشک نے اس مذہب کو اختیار کر کے اس کی اشاعت کی ۔

۸ - مذہب میں تبدیلی - مہاراجہ کنشک کے زمانے میں اس

مذہب میں کچھ تبدیلیاں کر دی گئیں ۔ بُدھ کو اوتار تسلیم کر لیا گیا ۔ اور دنیاوی ترقی کو بھی جائز قرار دیا گیا ۔ جس کے باعث غیر ممالک میں اس مذہب نے بہت ترقی کی۔

۹ - مہاراجہ اشوک نے اس مذہب کو نیپال ۔ لنکا ۔ مصر اور مقدونیہ میں پھیلانے کی کوشش کی ۔ اس کی لڑکی چارومتی نیپال میں اور اس کا لڑکا مہندر لنکا میں اور شاہی خاندان کے کئی اور ممبر بھی غیر ممالک میں پرچار کے لئے بھیجے گئے ÷

Q. Describe clearly the causes that led to the decline of Buddhism in India. **Imp.**

سوال ۔ ہندوستان میں بُدھ مت کو کن کن وجوہات کے باعث زوال آیا ؟

۱ - موریا خاندان کے زوال کے باعث مگدھ کے علاقہ میں بدھ مت کو شاہی امداد ملنی بند ہو گئی ۔ نیز مہاراجہ کنشک کی وفات کے بعد کوئی بادشاہ بھی اس مذہب کا سرپرست نہ رہا ÷

۲ - گپت خاندان کے بادشاہوں نے بُدھ مت کی جگہ نئے ہندو مت کو شاہی مذہب بنا لیا ۔ اور اب حکومت کے وسائل ہندو مت کی مدد پر ہو گئے ÷

۳ - برہمنوں نے ہندو مت کے اندر بہت سی تبدیلیاں کر کے اس کے نقائص کو دُور کر دیا ۔ نیز اُنہوں نے بودھوں کو اپنے مذہب میں جذب کرنے کی خاطر بدھ کو اوتار مان لیا ۔ اور قربانیوں اور پیچیدہ رسوم کو ہٹا کر اہنسا کے اصول کو اپنایا ۔ ان وجوہات سے ہندو مت نے پھر سے ترقی کرنی شروع

کر دی ؞

۴- بدھ مت پہلے پہل تو بہت سادہ اور عام فہم تھا۔ لیکن وقت گزرنے پر اس میں بھی پیچیدگیاں آنی شروع ہو گئیں - نیز ان میں بھی ذات پات کی تمیز شروع ہو گئی - لہٰذا اس میں وہ پہلی سی خوبیاں نہ رہنے کے باعث وُہ قابلِ پسندیدگی نہ رہا ؞

۵- بدھ مت کے بھکشوؤں میں زر پرستی - خود غرضی اور بدچلنی آ گئی - جس کے باعث لوگوں کا اس مت پر سے اعتقاد اُٹھ گیا ؞

۶- بُدھ مت دو فرقوں میں بٹ گیا - اور ان فرقوں نے ایک دوسرے کے مخالف پرچار شروع کر دیا ؞

۷- آٹھویں اور نویں صدی میں ہندو مذہب کے دو زبردست پرچارکوں کمارل بھٹ اور شنکر اچاریہ نے بُدھ بھکشوؤں کو کئی جگہ مذہبی بحث مباحثہ میں شکست دیکر لوگوں کے دِلوں میں ہندو مذہب کی فضیلت کا سِکّہ بیٹھا دیا ؞

۸- گوجر - جاٹ اور راجپوتوں کو بودھوں کی اہنسا کی تعلیم سے فطرتاً نفرت تھی - برہمنوں نے ان نو واردوں کو اپنے مذہب میں شامل کر کے بُدھ مت کی بیخکنی پر اُکسایا - جس کا نتیجہ یہ ہُوا - کہ ان جنگجُو اقوام نے تلوار کے زور سے بدھ مت کے حامیوں کو ہندوستان سے نابود کر دیا ؞

۹- مسلمانوں نے بہار کو جو بدھ مت کی آخری پناہ گاہ تھا - فتح کر کے ہندوستان سے ان کے آخری نشان کو بھی مٹا دیا ؞

جَین مت

Q. Who was Vardhman Mahavir? Give a brief account of his life and teaching.

سوال - وردھمان مہاویر کون تھا - اس کی زندگی کے حالات اور عقائد کو مختصر طور پر بیان کرو -

وردھمان مہاویر بہار کے ایک شہر ویسالی کے راجہ سدھارتھ کا بیٹا تھا - جو ۵۹۹ ق - م میں پیدا ہوا - اور کافی عرصہ تک مہاتما بُدھ کا ہمعصر رہا - اس کی زندگی کے حالات بہت کچھ بُدھ سے ملتے جلتے ہیں ۔

یہ بھی بچپن سے ہی غور و فکر کا عادی تھا - اور اس نے بھی تیئیس سال کی عمر میں دُنیا کو چھوڑ دیا - اور سری پارس ناتھ کے مٹھ میں شامل ہو گیا - وہاں اس کو اطمینانِ قلبی نہ ملا - اس پر اس نے مٹھ سے کنارہ کشی اختیار کر لی - اور بارہ سال تک سخت تپسّیا کی - یہاں تک کہ اس کو اپنے آپ کی بھی ہوش نہ رہی - آخر سخت ریاضت کے بعد اس کے دل میں خیال پیدا ہو گیا - کہ اس نے نجات کا راستہ معلوم کر لیا ہے - بعد میں وہ پھر سادھوؤں کے مٹھ میں شامل ہو گیا - اور سری پارس ناتھ کے فرقہ کو نئے سرے سے منظم کیا - اس کے مذہب کو جین مت کہتے ہیں - اس نے ۵۲۶ ق م میں پاوا ضلع پٹنہ میں وفات پائی ۔

جین مت کی تعلیم یہ مت بہت سی باتوں میں بدھ مت سے ملتا جلتا ہے - آواگون - نروان یا مُکتی اور کرم کے متعلق دونو متوں کے خیالات یکساں ہیں لیکن

جینی اہنسا پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں - اس مت کے پیرو ہر ایک جاندار کو خواہ وہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو - ایذا دینا پاپ سمجھتے ہیں - ان کا عقیدہ ہے - کہ درختوں پودوں اور سبزیوں میں بھی جان ہے - تپسیا اس مذہب کا نہایت ضروری جزو ہے - جینیوں کے خیال کے مطابق مُکتی تین رتنوں (سچّا یقین - سچا علم اور سچا عمل) پر چلنے سے مل سکتی ہے ؞

یہ لوگ خدا کی ہستی سے منکر ہیں - اور ویدوں - یگیہ - ہون - قربانیوں اور دیوی دیوتاؤں میں اعتقاد نہیں رکھتے - لیکن اپنے چوبیس تیرتھنکروں کی پرستش کرتے ہیں ؞

جین مت کے فرقے

مہاویر کی وفات سے تقریباً دو سو سال بعد جین مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا :-

۱- دگمبر - اس فرقہ کے سادھو ننگے رہتے ہیں - ان کی مورتیوں پر بھی کوئی کپڑا نہیں ہوتا ؞

۲- سویتمبر - یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے اور اپنی مورتیوں کو بھی سفید لباس پہناتے ہیں ؞

Q. Compare and contrast Buddhism, Jainism and Brahmanism.

سوال - بدھ مت - جین مت اور برہمن مت کا مقابلہ کرو ٭

برہمن مت	بدھ مت	جین مت
۱- آواگون - نروان (مکتی) - اور کرم کے مسئلہ کو مانتے ہیں ٭	۱- آواگون - نروان (مکتی) اور کرم کے مسئلہ کو مانتے ہیں ٭	۱- آواگون - نروان (مکتی) اور کرم کے مسئلہ کو مانتے ہیں ٭
۲- تبلیغی مذہب نہیں ٭	۲- تبلیغی مذہب ہے ٭	۲- تبلیغی مذہب ہے ٭
۳- ایشور کو مانتے ہیں ٭	۳- ایشور کے متعلق خاموش ہیں ٭	۳- ایشور سے منکر ہیں- اور تیرتھنکروں کی پرستش کرتے ہیں ٭
۴ ویدوں کو الہامی کتابیں مانتے ہیں ٭	۴- ویدوں میں اعتقاد نہیں رکھتے- ترپٹک ان کی مقدس کتب ہیں ٭	۴- ویدوں میں اعتقاد نہیں رکھتے - انگا ان کی مقدس کتب ہیں ٭
۵ ذات پات کی تمیز کے قائل ہیں- اور ذات کو جنم سے مانتے ہیں ٭	۵- ذات پات کی تمیز کے قائل نہیں- کرموں سے انسان اعلیٰ یا ادنیٰ بنتا ہے ٭	۵- ذات پات کو نہیں مانتے ٭
۶- اس مذہب میں شودر کو کبھی بھی مکتی نہیں مل سکتی ٭	۶- شودر بھی نیک کام کر کے مکتی حاصل کر سکتا ہے ٭	۶- ادنےٰ سے ادنےٰ انسان نیک اعمال سے مکتی حاصل کر سکتا ہے ٭
۷ یگیہ اور قربانیاں	۷- یگیوں سے کوئی فائدہ	۷- یگیوں سے کوئی فائدہ

جین مت	بدھ مت	برہمن مت
نہیں - اور جانوروں کا مارنا مہا پاپ ہے - نفس کشی اور ریاضت سے انسان مکتی حاصل کر سکتا ہے - درختوں - پودوں اور سبزیوں میں بھی جان ہے ؞	نہیں اور قربانیاں گناہ ہیں - یہ مذہب نہ تو مسرتوں سے بھری ہوئی زندگی اور نہ ہی نفس کشی کی زندگی کی اجازت دیتا ہے - جانداروں کو ایذا دینا گناہ ہے ؞	مکتی کے لئے ضروری ہیں ؞ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں ؞
۸ - مقدس کتب پالی زبان میں ہیں ؞	۸ - ان کی مذہبی کتب پالی زبان میں ہیں ؞	۸ - ان کی مذہبی کتب سنسکرت میں ہیں ؞

سکندر اعظم کا ہندوستان پر حملہ اور اس کے اثرات

Q. Describe the political condition of India at the time of Alexander's invasion.
(P.U. 1913, 17, 19, 21, 26, 28, 37) **V. Imp.**

سوال - سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہندوستان کی پولٹیکل حالت کیا تھی ؟

سکندر کے حملے کے وقت ہندوستان بہت سی خود مختار سلطنتوں اور جمہوری حکومتوں میں منقسم تھا - جو اکثر آپس میں لڑتی بھڑتی رہتی تھیں - ان میں سے مگدھ کی سلطنت سب سے

بڑی تھی - یہاں ان دنوں نند خاندان کا آخری راجہ مہاپدمانند راج کرتا تھا - اگرچہ یہ ریاست بہت وسیع تھی - لیکن شاہی خاندان کے افراد میں سخت ناچاقی پیدا ہو گئی تھی۔ اور عوام راجہ کی حکومت سے چنداں خوش نہ تھے۔اسی خاندان کا ایک شہزادہ چندرگپت اپنے ملک سے جلا وطن ہوکر پنجاب میں رہ کر مہاپدمانند کے برخلاف سازش کر رہا تھا -تاہم مگدھ کے حکمران کے پاس ایک زبردست اور جری فوج تھی +

پنجاب - پنجاب ان دنوں بہت آباد تھا - یونانیوں کی تحریر کے مطابق اس علاقہ میں جسے آجکل دوآبہ باری کہتے ہیں دوسو کے قریب شہر آباد تھے - پنجاب بہت سی ریاستوں میں منقسم تھا۔ جن میں سے اکثر میں خود مختار حکومتیں تھیں - اور باقی میں مختلف قبائل کی جمہوری ریاستیں - ہزارہ اور کشمیر کے کچھ علاقہ میں راجہ ابھے سار حکومت کرتا تھا - اور موجودہ راولپنڈی اور جہلم کے اضلاع راجہ امبھی کے پاس تھے۔ جس کی راجدھانی ٹیکسلا تھی - موجودہ گجرات کے ضلع کا حاکم راجہ پورس تھا - امبھی اور پورس کی آپس میں سخت دشمنی تھی - اس لئے وہ آپس میں اکثر لڑتے رہتے تھے - دریائے چناب اور راوی کے درمیان پورس کا بھتیجا حکمران تھا - اس کے علاوہ سانگلا اور امرتسر کے علاقوں میں چند زبردست قبائل آباد تھے - ملتان میں ملوئی قوم آباد تھی -اسی طرح سندھ کے علاقہ میں بھی بہت سی آزاد اقوام بستی تھیں - جو نہایت شہ زور - قوی ہیکل اور آزادی پسند تھیں۔

ان کا طرزِ حکومت قریباً قریباً جمہوری تھا - اس وقت لوگ عموماً دیہات میں رہتے تھے - ہر ایک گاؤں کا انتظام ایک مکھیہ یا چودھری کے سپرد ہوتا تھا - جس کو گاؤں کے لوگ منتخب کرتے تھے - اس کے مشورہ کے لئے گاؤں کی پنچایت ہوتی تھی - جب تک لوگ لگان وغیرہ سرکاری محصولات دیتے رہتے تھے - حکومت ان کے کام میں دخل نہ دیتی تھی ۔

Q. Give a brief account of Alexander's campaign in the Punjab and state its effects.
(P.U. 1913, 17, 19, 21, 26, 28, 37) **Imp.**

سوال - سکندر کے پنجاب پر حملہ کا حال مختصراً بیان کرو - نیز بتاؤ - کہ اس کے حملہ کا ہندوستان پر کیا اثر پڑا ؟

سکندر فیلقوس شاہ مقدونیہ کا بیٹا تھا - باپ کی وفات کے بعد بیس سال کی عمر میں جب وہ تخت نشین ہوا - تو اس نے تمام دنیا کو اپنے جھنڈے تلے لانے کا ارادہ کر لیا - اِسی غرض کے لئے پہلے تو اس نے تمام یونان کو فتح کیا - اور بعد ازاں ایک لشکر کے ساتھ ایران پر چڑھائی کی - پانچ سال کے کشت و خون کے بعد تمام ایران پر اپنا تسلّط جما کر اِس نے ۳۲۷ ق م میں باختر اور افغانستان کو بھی فتح کر لیا - اُس وقت ہزارہ اور کشمیر کے کچھ علاقے پر راجہ ابھے سار راج کر رہا تھا - اس نے سکندر کی اطاعت قبول کر لی - اس لئے سکندر کو دریائے سندھ کے عبور کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی - چنانچہ یونانی افواج نے اوہند کے مقام پر دریا پر کشتیوں کا پُل بنا کر عبور کیا - اور ٹیکسلا کی طرف بڑھیں - راجہ

ابھی والیٔ ٹیکسلا نے خراج دینا منظور کر کے سکندر سے صلح کر لی - اور فوج - سامانِ رسد اور بہت سی چاندی سے سکندر کی مدد کر کے اسے اپنے دشمن راجہ پورس پر حملہ کی ترغیب دی - چنانچہ سکندر پورس کا علاقہ فتح کرنے کے لئے دریائے جہلم کے کنارے آپہنچا۔

پورس سے جنگ - پورس بھی اپنی تیس ہزار فوج اور کئی سو جنگی رتھ اور ہاتھیوں کو لے کر مقابلہ کے لئے دریائے جہلم کے دوسرے کنارے پر آ ڈٹا - دریا طغیانی پر تھا - اور اس حالت میں اس کا عبور کرنا خطرے سے خالی نہ تھا - اس لئے کئی دن بغیر کسی لڑائی کے گزر گئے - آخر ایک رات جبکہ آندھی اور بارش زوروں پر تھی - سکندر فوج کا ایک دستہ لے کر دریا کے اوپر کی طرف چل پڑا - اور سولہ میل کا سفر طے کر کے ایک جگہ سے جہاں دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا اور پانی کم گہرا تھا - دریا کو عبور کیا - اور صبح ہونے سے پہلے ہی پورس کی فوج پر حملہ کر دیا - پورس کی فوج تیار نہ تھی - پھر بھی اس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا - لیکن گزشتہ رات سخت بارش ہو جانے کے باعث پورس کے بھاری رتھ کیچڑ میں دھنس گئے - اور ان کے لئے تیزی سے حرکت کرنا ناممکن ہو گیا - نیز ہندوستانی تیر انداز اپنی کمانوں کو کیچڑ کے باعث زمین پر جما نہ سکے - دوسرے یونانی رسالہ نے پورس کی فوج پر عقب سے حملہ کر کے اس کے ہاتھیوں کو زخمی کر دیا - جس پر وہ پھر کر اپنی ہی فوج کو روندنے لگے - راجہ خود بھی زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا۔

سکندر پورس کی بہادری پر اتنا خوش ہو گیا - کہ اس کو نہ صرف اس کا اپنا علاقہ ہی واپس دیدیا - بلکہ کچھ اور علاقہ بھی

اس کے حوالے کر دیا - اس کے بعد سکندر دریائے چناب کو
عبور کر کے پورس کے بھتیجے کے علاقہ میں پہنچا - اُس نے اطاعت
قبول کر لی - اب یونانی راوی پار پہنچ گئے - یہاں کئی جنگجو
اقوام نے خوب جم کر مقابلہ کیا - پورس بھی اپنے پانچ ہزار
سپاہی اور بہت سے ہاتھی لے کر یونانیوں کی مدد کو آ پہنچا -
یونانی کامیاب تو ہو گئے - لیکن ان کے حوصلے ٹوٹ گئے -
اور جب سکندر کی فوج دریائے بیاس کے کنارے پر پہنچی -
تو اس نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا - اس پر مجبوراً سکندر
کو واپسی کا حکم دینا پڑا ÷

سکندر کی واپسی اور وفات - اس پر یونانی فوجیں واپس
دریائے جہلم پر آ گئیں - جہاں سکندر نے تقریباً دو ہزار
کشتیوں میں فوج کو سوار کر کے دریائے جہلم کے راستے سمندر
کا رُخ کیا - راستے میں ملتان کے قریب ملوئی قوم سے اور سندھ
میں کئی آزاد قبائل سے سخت جنگ ہوئی - آخر وہ سمندر کے
کنارے جا پہنچا - یہاں اس نے اپنی فوج کے دو حصّے کر کے
ایک حصّہ کو نیارکس کے ماتحت سمندر کے راستہ خلیج فارس
کی طرف روانہ کر دیا - اور خود باقی ماندہ فوج کو ساتھ لے کر
بلوچستان اور ایران کے راستے وطن کی طرف واپس چل پڑا -
دونو افواج خلیج فارس کے کنارے پر مل گئیں - لیکن سکندر کو
واپس مقدونیا پہنچنا نصیب نہ ہُوا - اور وہ بابل کے مقام پر
۳۲۳ ق م میں تینتیس ۳۳ سال کی عمر میں انتقال کر گیا ÷

سکندر کے حملہ کا اثر :-

۱- سکندر ہندوستان میں تقریباً انیس ماہ رہا - اور یہ سارا

عرصہ وہ لڑائیوں میں مشغول رہا - اس کا حملہ ایک بڑے منظم ڈاکہ کی طرح تھا - اس لئے چند مہینے گڑبڑ مچ جانے کے بعد ملک پھر اصلی حالت پر آگیا - اسی وجہ سے یونانی حملہ کا ہندوستان کی عام حالت پر مطلقاً کوئی اثر نہ پڑا ۔

۲ - سکندر کی فتوحات نے ہندوستانی قبائل اور ریاستوں کو کمزور کر کے چندر گپت کو اس قابل بنا دیا - کہ وہ ان کو فتح کر کے ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالے ۔

۳ - سکندر جس جس علاقے کو فتح کرتا تھا - وہاں یونانیوں کی ایک چھاؤنی بنا کر چھوڑ جاتا تھا - لیکن اس کے پیٹھ موڑتے ہی چندر گپت اور اس کے ساتھیوں نے ان چھاؤنیوں (سکندریہ - نائگیا - بیوسفلیا اور پٹیالہ) پر حملہ کر کے یونانیوں کو یا تو تہ تیغ کر دیا - یا ان کو ملک سے باہر نکال دیا - اور جو باقی رہ گئے وہ ہندوؤں سے اس طرح مل گئے - کہ گویا وہ کبھی ان سے علٰحدہ ہی نہ تھے ۔

۴ - ہندوستان خاص سے تو یونانیوں کو نکال دیا گیا - لیکن ان کی باختریا اور پارتھیا کی بستیاں بدستور قائم رہیں - ان بستیوں کے یونانیوں نے سکندر سے تقریباً دو سو سال بعد پنجاب پر قبضہ کر لیا - یہاں آ کر ان لوگوں نے ہندو مذہب اختیار کر لیا - اور ہندوستانیوں کو سکے - تصاویر اور مورتیاں بنانی سکھائیں - اور ہندوستانیوں سے علمِ نجوم - ریاضی اور طب سیکھا - نیز یونان کے فنِ سنگتراشی کا بھی ہندوستانیوں پر کچھ اثر پڑا ۔

۵ - یونانی علماء اور مؤرخین نے جو سکندر کے ساتھ آئے تھے -

سکندر کے حملے کا راستہ
دریائے جہلم
ٹیکسلا
جہلم
بیوسفلیا
علاقہ راجہ پورس
سانگلا
آزاد قبائل
ملوئی قوم
سلطنت
سکندریہ
(ریچ)
آزاد قبائل
× سکندر کی بسائی ہوئی چھاؤنیاں

ہندوستان کے متعلق حالات لکھے - ان کی تحریریں تاریخی ماخذ تصوّر کی جاتی ہیں ؞

موریہ خاندان

۳۲۲ قبل از مسیح سے ۱۸۵ ق م تک

Q. Describe the career and rise to power of Chandra Gupta Maurya. What are the original sources from which our knowledge of his period is derived? (P.U. 1928, 37)

سوال - چندر گپت موریہ کی زندگی کا مختصر حال لکھو اور اس کے عہدِ حکومت کے ماخذ بتاؤ ؞

چندر گُپت موریہ
۳۲۲ ق م سے ۲۹۸ ق م

چندر گپت مگدھ کے سیس ناگ خاندان کا ایک شہزادہ تھا - جب مہاپدم آنند نے سیس ناگ خاندان کو تباہ کر کے مگدھ کی سلطنت خود سنبھال لی - تو اس نے قدیمی خاندان کے تمام شہزادوں کو قتل کر دیا - لیکن چندر گپت کسی طرح سے بچ نکلا - شاید اس کی وجہ یہ تھی - کہ اس کی ماں مورا نامی ایک شُودر ذات کی عورت تھی - بہرحال سکندر اعظم کے حملے کے وقت یہ شہزادہ پنجاب میں جلاوطنی کے دن کاٹ رہا تھا - اس نے سکندر سے ملاقات کر کے اسے مگدھ پر حملہ کرنے کی ترغیب بھی دی - لیکن یونانی فوجوں کے آگے بڑھنے سے انکار کر دینے کے باعث اس کی تجاویز کامیاب نہ ہو سکیں - سکندر کی واپسی

پر چندر گپت نے اپنے لائق استاد اور مشیر چانکیہ کی مدد سے آزادی پسند پنجابیوں کے ایک بھاری لشکر کے ساتھ یونانیوں کو شکست دے کر تمام پنجاب اور سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر مگدھ کے راجہ مہا پدم آنند کو شکست دیکر خود تمام شمالی ہند کا بادشاہ بن گیا۔ اور اغلباً اپنی ماں مورا کے نام پر اپنے خاندان کا نام موریہ رکھا۔ چندر گپت موریہ ہندوستان کا پہلا شہنشاہ تھا۔ اس کا پایہ تخت پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ) تھا ۔

سلوکس کا حملہ ۳۰۵ ق م

سکندر کی وفات پر ایشیائے کوچک۔ شام۔ ایران اور افغانستان کے علاقوں پر اس کا جرنیل سلوکس قابض ہوگیا۔ جب اس نے سنا کہ چندر گپت نے سکندر کے مفتوحہ پنجاب پر قبضہ کر کے یونانیوں کو وہاں سے نکال دیا ہے تو اس نے اس ملک کو دوبارہ فتح کرنے کے لیئے ایک لشکر جرار سے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ اس عرصہ میں چندر گپت اپنی حکومت کو خوب مستحکم کر چکا تھا۔ اور اب وہ ایک زبردست فوج اور نہایت وسیع ذرائع کا مالک تھا۔ اس لئے جب سلوکس نے دریائے سندھ کو عبور کر کے پنجاب پر حملہ کیا۔ تو چندر گپت نے اس کو شکست دی۔ سلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی چندر گپت سے کر دی۔ اور موجودہ افغانستان اور بلوچستان کا علاقہ اس کے جہیز میں دیا۔ اور ایک یونانی سفیر میگستھنیز نامی چندر گپت کے دربار میں مقرر کیا۔ اس کے عوض میں چندر گپت نے پانسو ہاتھی سلوکس کی نذر کیئے ۔

تاریخی ماخذ

۱- میگستھنیز - اس یونانی سفیر نے چندر گپت کے زمانے کے حالات مفصل طور پر اپنی کتاب 'انڈکا' میں لکھے تھے - یہ کتاب تو ضائع ہو چکی ہے - لیکن دوسرے مصنفین کی کتابوں میں 'انڈکا' کے بہت سے اقتباسات ملتے ہیں - جو اس وقت کے ہندوستان کی تاریخ کا بہترین ماخذ ہیں ؛

۲- چانکیہ یا کوٹلیا - چندر گپت موریہ کے وزیر چانکیہ کا لکھا ہؤا ارتھ شاستر آج تک راج نیتی کی ایک مستند کتاب مانا گیا ہے - اس کتاب سے چندر گپت کے طرزِ حکومت راجہ اور رعایا کے تعلقات اور ملک کی عام حالت پر کافی روشنی پڑتی ہے ؛

۳- مدرا راکشس - یہ کتاب ایک سیاسی ڈرامہ ہے - جس میں نند خاندان کی تباہی اور چندر گپت موریہ کی تخت نشینی کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا ہؤا ہے ؛

Q. Write short notes on Magasthenese and Chanakya. **V. Imp.**

سوال - میگستھنیز اور چانکیہ پر مختصر نوٹ لکھو ؛

میگستھنیز - یہ ایک یونانی سفیر تھا - جو سلوکس کی طرف سے چندر گپت موریہ کے دربار میں رہا کرتا تھا - یہاں وہ کئی سال تک رہا - اس نے چندر گپت کے زمانے کے چشم دید حالات اپنی اصلی تصنیف 'انڈکا' میں لکھے ہیں ؛

چانکیہ - چانکیہ ذات کا برہمن اور اعلیٰ درجہ کا سیاستدان چندر گپت کا اتالیق اور اس کا معتمد وزیر تھا - تاریخ اور پرانی

کتابوں میں اسے کوٹلیا اور وشنو گپت کے ناموں سے بھی پکارا گیا ہے۔ مگدھ کے نند راجہ نے ایک دفعہ اس کی بے عزتی کی تھی۔ اس پر اس نے عہد کر لیا تھا۔ کہ اس خاندان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر چھوڑوں گا۔ چنانچہ چندر گپت نے اسی کی مدد سے پہلے پنجاب فتح کیا۔ اور پھر مگدھ کے راجہ نند کو معزول کر کے پاٹلی پتر کے تخت کو حاصل کر لیا۔ یہ شخص اپنی دُھن کا پکا۔ نہایت عقلمند اور سازش مجسم تھا۔ ایک بڑی عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم ہونے کے باوجود وہ شاہی محلات کے پہلو میں ایک غریبانہ جھونپڑی میں رہتا تھا۔ اس کا ارتھ شاستر حکمت عملی اور راج نیتی پر ایک بے مثل کتاب ہے ؛

Q. Describe municipal organization of Patliputra in the reign of Chandra Gupta.

(P.U. 1930) Imp.

سوال - چندرگپت موریہ کے عہد حکومت میں پاٹلی پتر کا میونسپل انتظام کیا تھا ؟

چندرگپت موریہ کا پایہ تخت پاٹلی پتر تھا۔ جو دریائے سون اور گنگا کے مقامِ اتصال کے قریب واقع تھا۔ یہ شہر ۹ میل لمبا اور تقریباً ۱½ میل چوڑا تھا۔ اس کے گرد حفاظت کے لئے لکڑی کی ایک مضبوط فصیل تھی۔ جس میں ۶۴ دروازے اور ۵۷۰ بُرج تھے۔ فصیل کے چاروں طرف چھ سو فٹ چوڑی اور تیس فٹ گہری خندق تھی۔ جو ہر وقت دریائے سون کے پانی سے بھری رہتی تھی۔ اس خوبصورت اور عالیشان شہر کے انتظام کے لئے ایک میونسپل

کمیٹی تھی - جس کے تیس ممبر تھے - یہ کمیٹی چھ بورڈوں میں منقسم تھی - جن کے فرائض حسب ذیل تھے :-

ایک بورڈ کا کام شہر کی صنعت و حرفت اور کاریگروں و مزدوروں کی اجرت کا مقرر کرنا تھا ؛

دوسرے بورڈ کا کام پیدائش و اموات کے رجسٹر میں اندراج کرنا اور ان کا باقاعدہ حساب رکھنا تھا ؛

تیسرے بورڈ کا کام غیر ملکی سیاحوں - مسافروں اور اجنبیوں کے آرام کا خیال رکھنا تھا ؛

چوتھے بورڈ کا کام تجارت اور ماپ تول کے پیمانوں اور بٹوں کی نگرانی کرنا تھا ؛

پانچویں بورڈ کا کام محصول چُنگی اور چیزوں کی فروخت پر محصول جمع کرنا تھا ؛

چھٹے بورڈ کا کام مختلف دستکاریوں اور کارخانوں کی دیکھ بھال کرنا تھا ؛

اس کے علاوہ ہسپتالوں - سڑکوں - منڈیوں - مندروں اور دھرم شالوں کے انتظام کی ذمہ داری کمیٹی کے تمام ممبروں پر مجموعی طور پر تھی - مورخین کا خیال ہے - کہ دوسرے بڑے شہروں کا انتظام بھی اسی طریقہ پر ہوتا تھا ؛

Q. What does Magasthenese tell us about the administration and social life of Chandra Gupta's reign? Imp

سوال - میگستھنیز چندر گپت کے زمانے کے طرز حکومت اور لوگوں کی مجلسی زندگی کے متعلق کیا لکھتا ہے ؟

انتظامِ سلطنت - چندر گپت موریہ نے اپنے وزیر چانکیہ کی مدد سے سلطنت کے انتظام کو نہایت قابلیت سے سرانجام دیا - بادشاہ مطلق العنان تھا - اس کی صلاح اور مشورہ کے لئے وزرا کی ایک کونسل تھی - جن کا صدر بادشاہ کا وزیر اعظم چانکیہ تھا - تمام سلطنت چار صوبوں میں منقسم تھی - ہر ایک صوبہ ایک صوبہ دار کے ماتحت تھا - جو عموماً شاہی خاندان سے ہوتا تھا - صوبے اضلاع اور دیہات میں منقسم تھے - آسانی کے لئے صوبوں کا انتظام مختلف محکموں میں تقسیم کیا ہوا تھا - زراعت - جنگلات - آبپاشی - مال - صنعت و حرفت - تعمیرات وغیرہ کے محکمے علیحدہ علیحدہ افسروں کے ماتحت تھے ؀

زراعت کی ترقی کے لئے آبپاشی کا انتظام معقول تھا - بہت سی جگہوں پر تالاب کھدوائے گئے - بند باندھے گئے - اور نہریں نکالی گئیں - تمام مروّجہ رقبہ کی باقاعدہ پیمائش کر کے اس پر زرِ لگان مقرر کیا گیا - جو پیداوار کا ۱/۴ تھا - اور زمیندار کی مرضی کے مطابق جنس - نقدی یا مویشی کی صورت میں ادا کیا جاتا تھا - تجارت - جنگلات اور چند اور ٹیکس بھی سرکاری آمدنی کا ذریعہ تھے ؀

سڑکیں - آمد و رفت کی سہولت کے لئے بڑے بڑے شہروں کے درمیان عمدہ سڑکیں بنی ہوئی تھیں - جن کی مرمّت کا باقاعدہ انتظام تھا - دو رویہ درخت تھے - ان میں سے ایک سڑک پاٹلی پتر سے ٹیکسلا تک جاتی تھی - سڑکوں پر کوسوں کے نشان لگے ہوتے تھے -

اور ہر چند کوس کے فاصلہ پر مسافروں کے آرام کی خاطر مسافر خانوں کا انتظام کیا ہوا تھا +

عدالتی انتظام - ہر ایک گاؤں میں ایک پنچایت ہوتی تھی - جو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو نپٹاتی تھی - گاؤں کا بڑا آدمی مکھیہ یا نمبردار کہلاتا تھا - اور یہی گاؤں کا افسر اعلیٰ تھا - بڑے بڑے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے علیحدہ عدالتیں تھیں - چونکہ اس زمانے کے ہندو عدالتوں میں جانے سے کتراتے تھے - اور نہ لوگوں میں جھوٹ بولنے کی عادت تھی - اس لئے لوگوں کو عدالتوں کی ضرورت بھی بہت کم تھی - مقدمات کے فیصلہ کے علاوہ قحط کے دنوں میں لوگوں کی مدد - تقاوی کی تقسیم - بیج کا مہیا کرنا - بیکاری کا انسداد بھی انہی عدالتوں کا فرض تھا - قانون فوجداری بڑا سخت تھا - قانون چنگی سے بچنے - مقدس درختوں کے کاٹنے وغیرہ کے لئے بہت سخت سزائیں مقرر تھیں - معمولی - معمولی جرموں کے بدلے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے تھے - سزائے موت عام تھی - خون کے بدلے خون کا قانون جاری تھا +

جاسوسی انتظام - چندرگپت نے ملک کے مختلف حصوں میں معتمد جاسوس مقرر کر رکھے تھے - جو اس کو سلطنت کے اندر اور باہر کے دشمنوں کی سازشوں اور رعایا کی عام حالت سے آگاہ کرتے رہتے تھے - اس محکمہ میں عورتوں اور کبوتروں سے بھی بہت مدد لی جاتی تھی +

فوجی انتظام - اس کی کل فوج سات لاکھ کے قریب تھی - جس میں چھ لاکھ پیادہ - تیس ہزار رسالہ - نو ہزار ہاتھی -

آٹھ ہزار رتھ شامل تھے - اس سپاہ کو شاہی خزانہ سے نقد تنخواہ ملا کرتی تھی - فوج ایک سپہ سالار کے ماتحت تھی - جس کی مدد کے لئے پانچ پانچ ممبروں کے بورڈ بنا کر ہر ایک بورڈ کے ذمہ ایک ایک محکمہ کیا ہوا تھا - مختلف محکمے حسب ذیل تھے :-

۱- پیادہ فوج - ۲- رسالہ - ۳- بحری فوج - ۴- جنگی ہاتھی - ۵- جنگی رتھ - ۶- کمسٹریٹ یعنی سامان رسد و بار برداری *

مجلسی حالت - ہندوؤں کی عام سوشل حالت کے متعلق میگستھنیز لکھتا ہے - کہ اس زمانے میں ہندوستان تہذیب و تمدن کا گھر تھا - ملک خوشحال اور حکومت کے خزانے بھرپور تھے - بھوکا کوئی بھی نہ تھا - ہندوستانیوں کو صنعت کی عام اشیاء اور سونے چاندی کے زیورات بنانے میں کمال حاصل تھا - بادشاہ نہایت شان و شوکت سے رہتا تھا - اس کی پوشاک بہت قیمتی ہوتی تھی - اُس کی کئی رانیاں تھیں - اور اُن کے لئے عالیشان محلات بنائے ہوئے تھے - بادشاہ قتل کے ڈر سے ایک کمرہ میں دو سے زیادہ متواتر راتیں نہیں سوتا تھا - عام لوگ بہت سادہ زندگی بسر کرتے تھے - لیکن خاص خاص موقعوں پر سونے چاندی اور جواہرات کے استعمال سے بھی پرہیز نہ تھا - ہندوؤں میں چند باتیں خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل تھیں :-

۱- وہ لوگ بات کے سچے اور قول کے پکے تھے - تمام اقرار اور معاہدے زبانی ہوتے تھے - گواہ اور تحریر کی مطلقاً ضرورت نہ تھی *

۲ - ہندو عدالت میں جانے سے کوسوں بھاگتے تھے - چوری چکاری کا نام بھی نہ تھا - رات کو کوئی شخص بھی اپنے گھروں یا دکانوں میں تالا نہیں لگاتا تھا ÷

۳ - ہندو سپاہی ایشیا کے دیگر ممالک کے سپاہیوں سے زیادہ بہادر اور دلیر تھے - اور ان کی عورتیں تعلیم یافتہ باعصمت اور پاکدامن ہوتی تھیں ÷

۴ - ہندو لوگ بہت قدامت پسند تھے - نئی باتوں کو بہت مشکل سے قبول کرتے تھے - جو رسوم دو ہزار برس پہلے منو کے وقت میں ان میں رائج تھیں وہی آج (چندر گپت کے زمانے میں) بھی جاری ہیں ÷

بندوسار

چندر گپت نے ۲۹۸ ق م میں وفات پائی - اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بندوسار راجہ بنا - اس کی حکومت ۲۵ سال تک رہی - اس نے دکن کے کچھ علاقہ کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسعت دی - اور ۲۷۲ ق م میں اس جہان سے انتقال کیا ÷

Q. Give a short account of the reign of Asoka and describe the measures adopted by him for the spread of Buddhism. (P.U. 1922, 34, 37) Imp.

سوال - اشوک کے عہدِ حکومت کا مختصر حال لکھو - اور بتاؤ - کہ اس نے بدھ مت کے پھیلانے کے لئے کون کونسے طریقے اختیار کئے ؟

بادشاہت کے پہلے دس سال - اشوک موریہ خاندان کا تیسرا اور سب سے زبردست لیکن رحمدل بادشاہ گذرا

ہے - شہزادگی کے زمانے میں اس نے پنجاب اور مالوہ کا نہایت قابلیت اور بہادری سے انتظام کر کے وہاں امن و امان قائم کیا تھا - انہی صفات کو مدنظر رکھ کر بندوسار نے بڑے لڑکے کی بجائے اسے ولی عہد مقرر کیا تھا - پہلے پہل وہ برہمنی مت کا پیرو تھا - اور شیوجی کی پوجا کیا کرتا تھا - شکار اور لڑائیوں کا بھی بڑا شوقین تھا - چنانچہ اس نے کالنگہ کی ریاست پر حملہ کیا - اور ایک خونریز لڑائی کے بعد سے فتح کر لیا ؞

بُدھ مت کو قبول کرنا - اس لڑائی میں ایک لاکھ کے قریب آدمی مارے گئے - اور اسی قدر گرفتار ہو کر جیلخانوں میں ڈالے گئے - بیشمار عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو گئے - تباہی اور موت کے اس ہولناک نظارے نے اس کے دل پر ایسی ٹھیس لگائی - کہ اس نے آئندہ کے لئے جنگ سے توبہ کر لی - اور اپنی تمام توجہ کا مرکز مذہب کو بنایا - اہنسا کو پورے طور پر اپنایا - اور برہمنی مت کو چھوڑ کر بودھ بن گیا ؞

وسعتِ سلطنت - اس کے نصب کئے ہوئے میناروں اور لاٹھوں سے معلوم ہوتا ہے - کہ اشوک کی سلطنت کوہ ہندوکش اور کشمیر سے لے کر دریائے کاویری تک اور اور بنگال کے مشرق سے بحیرہ عرب تک پھیلی ہوئی تھی ؞

کتبے - بدھ مت اختیار کرنے کے بعد اس نے مقدس مقامات کی زیارت کی - اور لمبنی کے گاؤں میں جہاں مہاتما بدھ نے جنم لیا تھا - پتھر کا ایک بلند ستون تعمیر کرایا جو وہاں آج تک

موجود ہے۔ اسی طرح گیا۔ سارناتھ ۔ راج گڑھ ۔کسی نگر وغیرہ مقامات، پر بھی ستون نصب کرائے ۔جن میں سے کئی اب کھودنے سے نکل رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ اس بادشاہ نے پہاڑ کی چٹانوں ۔ ستونوں اور میناروں پر اپنے احکام اور بُدھ مت کے اصُول کندہ کرائے ۔ جو اس علاقہ کی مقامی زبانوں میں تھے ۔ یہ کتبے نہایت اہم ہیں ۔کیونکہ :-

۱- یہ ہمیں اشوک کی سلطنت کی وسعت کا پتہ دیتے ہیں ÷

۲- ان سے ہمیں اشوک کی ہدایات اور اس کے کیرکٹر کا پتہ چلتا ہے ÷

۳- یہ کتبے اُس زمانے کے لوگوں کے اخلاقی اور مجلسی حالات پر روشنی ڈالتے ہیں ÷

۴- یہ کتبے اشوک کے زمانہ کے فنِ سنگتراشی اور انجینیری کا اعلےٰ نمونہ پیش کرتے ہیں ÷

۵- یہ کتبے ہمیں بتلاتے ہیں ۔کہ اشوک کے زمانہ میں کونسی زبان کِس کِس صُوبہ میں بولی جاتی تھی ÷

رفاہِ عام کے کام ۔ اس نے رعایا کے آرام کی خاطر پرانی سڑکوں کی مرمت کرائی ۔ اور کئی نئی سڑکیں بنوائیں ۔ ان کے دونو طرف پھلدار درخت لگوائے ۔کوئیں کھدوائے ۔ سرائیں بنوائیں ۔ انسانوں اور حیوانوں کے لئے سرکاری خرچ پر شفاخانے کھلوائے ۔ لوگوں کی تعلیم کے لئے مندروں میں عالم اور پنڈت مقرر کئے ۔ جو نہ صرف تعلیم ہی مفت دیتے تھے ۔ بلکہ طلبا کے دیگر اخراجات بھی حکومت کی عطا کردہ جاگیر سے ادا کرتے تھے ۔ اسی طرح سے

بھکشوؤں اور بھکشنیوں کو بھی سرکاری خرچ دے کر روٹی کے فکر سے آزاد کر دیا ۔

انتظامِ سلطنت ۔ اشوک نے عموماً چندر گپت کے انتظامِ سلطنت کو برقرار رکھا ۔ ملک چار بڑے صوبوں میں منقسم تھا :-

۱ - گندھارا ۔ جس میں پنجاب اور دریائے سندھ کے مغرب کا علاقہ شامل تھا ۔ ٹیکسلا اس کا صدر مقام تھا ۔

۲ - کالنگا ۔ اس میں خلیج بنگال کے متصل کا علاقہ اور کلنگا شامل تھے ۔

۳ - اجین ۔ جس میں مالوہ ۔ گجرات اور کاٹھیا واڑ اور راجپوتانہ کا کچھ علاقہ شامل تھے ۔

۴ - اس میں دریائے نربدا کا جنوبی علاقہ شامل تھا ۔

اشوک اپنی رعایا کو اپنے بچوں کی مانند سمجھتا اور ان سے اسی طرح سلوک کرتا تھا ۔ بادشاہ خود بڑا محنتی تھا ۔ اور وہ ہر وقت دکھیوں کی فریاد سننے کو تیار رہتا تھا ۔ اس کے زمانے میں لوگ نیک اور خوشحال تھے ۔ اور حکومت کو بھی اندرونی اور بیرونی دشمن کا کوئی خطرہ نہ تھا ۔

اشوک کا دھرم Law of Piety اشوک کے خیال کے مطابق دھرم میں مندرجہ ذیل امور ضروری تھے :-

۱ - ہر انسان کا یہ فرضِ اولین ہے ۔ کہ وہ اپنے ماں باپ ۔ اُستاد اور دوسرے بزرگوں کی عزت کرے ۔ اور اپنے ماتحتوں ۔ ملازموں ۔ غلاموں اور دیگر جانداروں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آوے ۔

۲ - کسی جاندار کو خواہ وُہ انسان ہو یا حیوان کِسی طرح سے بھی ایذا نہ پہنچائے :.

۳ - ہمیشہ سچائی کو عزیز رکھّے :.

۴ - دوسروں کے مذہب اور عبادت گاہوں اور بزرگوں کی عزت کرے :.

۵ - دِل کو صاف رکھ کر اپنی خواہشات کو قابُو میں رکھے - اور ان کو کم کرنے کی کوشش کرے :.

بُدھ مت کی اشاعت - اشوک نے بُدھ مت کی اشاعت کے لئے ذیل کے طریقے اختیار کئے :-

۱ - شاہی شکار کا محکمہ بند کر دیا - اور لوگوں کو جانداروں کے مارنے اور گوشت کھانے سے منع کیا :.

۲ - بُدھ مت کے تمام مقدّس مقامات کی زیارت کی اور وہاں مٹھ اور مندر بنوائے اور یادگاریں قائم کیں :.

۳ - بدھ مت کو راج مت بنا دیا - اور کچھُ عرصہ کے لئے خوُد بھکشوُ بن کر مذہب کا پرچار کیا :.

۴ - اپنی لڑکی چارومتی کو نیپال اور لڑکے مہندر کو لنکا کی طرف بدھ مت کے پرچار کے لئے بھیجا :.

۵ - تمام بھکشوؤں اور بھکشنیوں کے رہنے کے لئے مٹھ اور کھانے پینے اور پہننے کا سرکاری بندوبست کرکے انہیں روزی کمانے کے فکر سے آزاد کر دیا - تاکہ وہ بے فکری سے مذہب کا پرچار کر سکیں :.

۶ - انسانوں اور حیوانوں کے لئے شفا خانے کھول کر اہنسا کا عملی نمُونہ پیش کیا :.

سلطنت اشوک اعظم
کشمیر
ٹیکسلا
سلوکس سے فتح کیا ہوا علاقہ
اندر پرستھ
بیراٹ
کپل وستو
للتا پٹن
ویسالی
پٹنہ
کاشی
سارناتھ
روپ ناتھ
گیا
راجگیرہ
مگدھ
اجین
تامرلپتی
چپارن
گرنار
ناسک
دریائے گوداوری
اندھرا
کلنگ
دریائے کرشنا
سدھاپور
خلیج بنگال
بحیرہ عرب
دریائے کاویری
لنکا
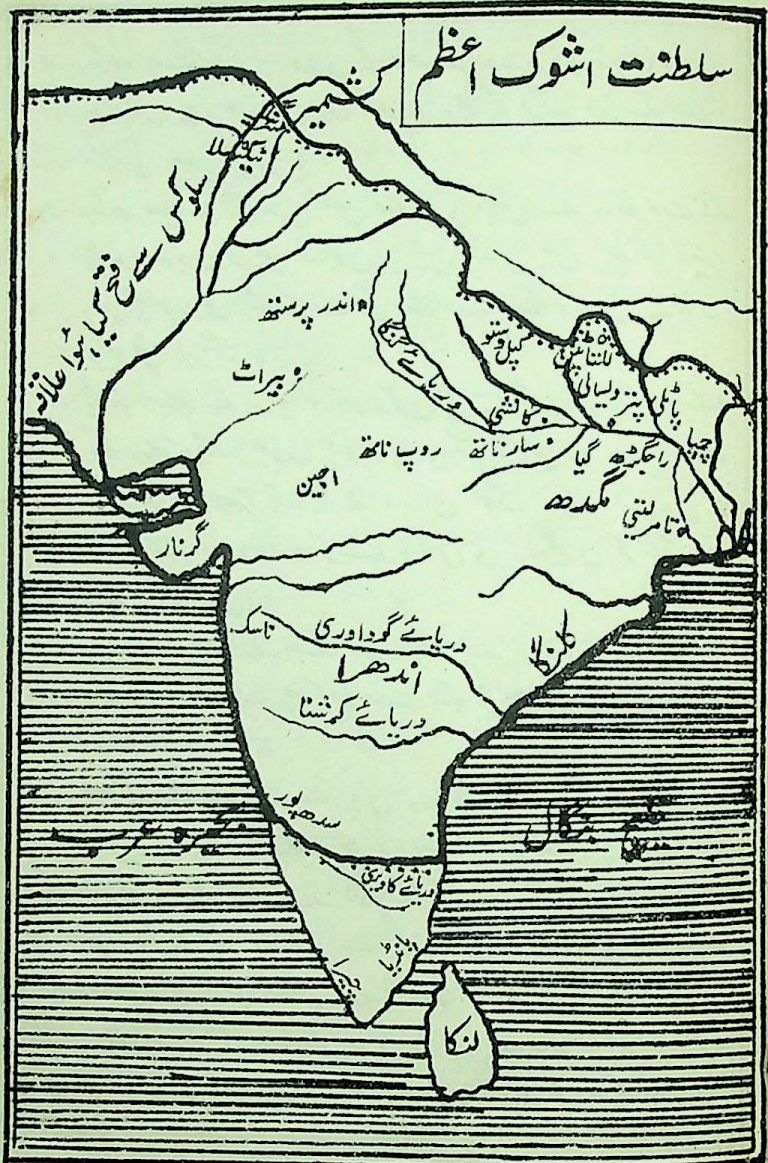
۷ - بُدھ مت کے اصولوں کو عام فہم اور مروّجہ زبانوں میں چٹانوں اور ستونوں پر لکھوایا - تاکہ لوگ ان کے مطابق زندگی بسر کریں ÷

۸ - بُدھ مت کی تیسری مجلس منعقد کی جس نے بدھ مت کے جملہ اصولوں کو تین کتابوں یا تین پٹکوں میں جمع کیا - نیز اس مجلس میں بُدھ مت کی اشاعت کے ذرائع پر غور و خوض کیا گیا ÷

۹ - بُدھ مت کے پرچار اور لوگوں کی زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کے لئے ایک علیحدہ محکمہ جاری کیا - جس کا افسرِ اعلےٰ دھرم مہامتر کہلاتا تھا - اس محکمہ کے افسروں کا فرض تھا - کہ دورہ کر کے لوگوں کی زندگیوں کو نیک اور پاکیزہ بنا دیں ÷

۱۰ - نہ صرف تمام ملک کے اندر بلکہ مِصر - مقدونیہ - نیپال وغیرہ غیر ممالک میں حکومت کے خرچ پر مذہبی پرچارک روانہ کئے گئے ÷

۱۱ - سنسکرت کی بجائے پالی زبان کو ترقی دی ÷

تاریخ میں اشوک کا درجہ و وفات - چالیس سال تک لوگوں کے دِلوں پر حکومت کرنے کے بعد ۲۳۲ ق م میں اس عالیشان شہنشاہ نے دُنیا سے رحلت کی - قدیم ہندوستان میں ایسی شان اور عظمت کا کوئی بادشاہ نہیں ہوا - بلکہ اگر یہ کہا جاوے - کہ دُنیا بھر کے بادشاہوں میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہے - تو کوئی بیجا نہ ہوگا ÷

Q. Write causes that led to the decline and fall of the Maurya dynasty.

سوال - موریہ خاندان کے زوال کے اسباب بیان کرو؟

۱- اشوک نے کالنگہ کی فتح کے بعد بُدھ مت کو اختیار کرکے اہنسا کو اپنایا - شکار کھیلنا تک حکماً ممنوع قرار دیا گیا - کسی جاندار کو ایذا دینا مہاں پاپ سمجھا جانے لگا - اس تعلیم نے لوگوں کے اندر جنگجویانہ سپرٹ کو بالکل دُور کر دیا - فوج بھی ان خیالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہی - جس کا نتیجہ یہ ہُوا - کہ لوگ غیر ملکی حملوں سے اپنی حفاظت نہ کر سکے +

۲- اشوک کے جانشینوں میں کوئی ایسا قابل راجہ نہ تھا - جو اتنی وسیع سلطنت کو سنبھال سکے - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا - کہ مرکز کی کمزوری سے دور دراز کے صوبوں نے فائدہ اٹھا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا +

۳- برہمن مت کے لوگ شروع سے ہی بُدھ مت کے مخالف تھے - لیکن موریہ بادشاہوں کی طاقت سے خوف زدہ ہو کر خاموش ہو رہے تھے - اب بادشاہوں کو کمزور پاکر اُنہوں نے بھی سازشیں شروع کر دیں - اور آخرکار موریہ خاندان کے آخری بادشاہ برہدارتھ کو اس کے برہمن سپہ سالار پشپیہ متر نے قتل کر کے خود حکومت سنبھال لی +

Q. Give a short account of the Bactrian, Sanga, Kanwa and Andhra dynasties.

سوال - سنگا - کنو اور اندھرا خاندانوں کا مختصر حال بیان کرو -

اشوک کے مرتے ہی اس کی وسیع سلطنت کے حصے بکھرنے
ہونے شروع ہو گئے۔ باختریا کے یونانی بادشاہ ڈی میٹریس
نے پنجاب اور مغربی ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ اسی خاندان
کے ایک اور بادشاہ مینینڈر نے دریائے گنگا اور جمنا
کی وادیوں پر بھی حملے شروع کر دیئے۔ سکالا (سیالکوٹ)
واقع پنجاب کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ یہ بادشاہ بدھ مت کا
پیرو تھا۔

مگدھ کا علاقہ کافی عرصہ تک موریہ خاندان ہی کے قبضہ
میں رہا۔ آخر ۱۸۵ ق م میں اس خاندان کے آخری راجہ
برہدارتھ کو اس کے برہمن سپہ سالار پشیہ متر نے قتل
کر کے مگدھ کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک نئے خاندان
سنگا کی بنیاد ڈالی۔ یہ راجہ برہمنی مت کا حامی تھا۔
اس کے عہد میں یونانی بادشاہ مینینڈر نے مگدھ پر حملہ
کیا۔ لیکن پشیہ متر کے ہاتھوں شکست کھائی۔ اور پنجاب کی
طرف واپس دھکیل دیا گیا۔ چند اور فتوحات کے بعد پشیہ متر
نے اشومیدھ یگیہ رچا کر برہمنی مت کو ترقی دی۔ یہ بادشاہ
بڑا بہادر۔ قابل اور علم دوست تھا۔ اس نے سنسکرت
زبان کو پھر سے زندہ کرنے کی کوشش کی۔ پتنجلی اسی کے
زمانے کا ایک مشہور عالم گذرا ہے۔

پشیہ متر کی وفات کے بعد اس کے خاندان کو زوال آ گیا۔
اور اس کے آخری راجہ دیو بھومی کو اس کے برہمن وزیر
واسدیو کنو نے ۷۳ ق م میں قتل کر کے کنو خاندان کی
بنیاد رکھی۔

کنو خاندان - اس خاندان کے چار بادشاہوں نے تقریباً ۴۵ سال تک حکومت کی - ان کی راجدھانی پاٹلی پتر تھی - مگر ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہو کر دارالخلافہ سے صرف چند میل تک ہی رہ گیا ۔

اندھرا خاندان - یہ خاندان دراوڑ نسل سے تھا - قدیم زمانے میں دریائے گنگا اور جمنا کی وادیوں سے نکل کر دریائے مہاندی اور گوداوری کی وادی میں چلا گیا تھا - اور وہیں اپنی سلطنت قائم کر لی تھی - اشوک کے زمانے میں انہوں نے خراج دینا منظور کر لیا تھا - لیکن جب موریہ خاندان کو زوال آنا شروع ہو گیا - تو یہ خاندان بھی خود مختار ہو گیا - ۴۵۰ سال تک اس خاندان نے حکومت کی - ۲۸ ق - م میں اس خاندان نے پاٹلی پتر فتح کر کے کنو خاندان کا خاتمہ کر دیا - یہ لوگ برہمنی مت کے پیرو تھے - لیکن بدھ مت سے رواداری کا سلوک کرتے رہے - ان کے زمانے میں دکن کے لوگ سماٹرا - ہند چینی - عرب - اٹلی وغیرہ سے تجارت کرتے تھے - اس لئے عام رعایا خوشحال اور سرکاری خزانہ بھرپور رہتا تھا - ۲۲۵ء میں اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا ۔

شاکا خاندان

Q. Who were Kushans? When and how did they come to occupy India? Give a detailed account of Kanishka.
(P.U. 1920, 26, 28, 32, 36, 38) **Imp.**

سوال۔ کشن کون تھے۔ وہ کب اور کیونکر ہندوستان
پر قابض ہوئے؟ کنشک کا مفصل حال لکھو۔

ساکا قوم۔ یہ ایک وحشی اور خونخوار قوم تھی۔ جسے
چین کی ایک مزدور وحشی اور خانہ بدوش قوم یوچی نے
دریائے جیحون اور سیحون کی وادی سے نکال دیا تھا۔ ساکا
قوم نے ہندوستان پہنچ کر باخترین اور پارتھین یونانی
بادشاہوں سے کابل۔ پنجاب۔ متھرا۔ سندھ اور گجرات
کاٹھیاواڑ کے علاقے چھین کر وہاں اپنی حکومت قائم
کر لی۔

یوچی قوم۔ یہ وحشی قوم اصل میں چین کے مغرب میں
خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کرتی تھی۔ جب مسیح سے تقریباً
ڈیڑھ سو سال پہلے چینیوں نے اس وحشی قوم کو اپنے
علاقے سے نکال دیا۔ تو یہ لوگ پہلے تو دریائے جیحون
اور سیحون کی وادی میں آباد ہو گئے۔ لیکن جب چینیوں
اور دیگر منگول اقوام نے انہیں وہاں بھی آرام نہ کرنے
دیا۔ تو یوچی قوم کے لوگ ترکستان چھوڑ کر ہندوستان
کی طرف چلے آئے۔ اس قوم کی ایک شاخ کشن نے
کابل اور پنجاب اور بلوچستان سے ساکا اقوام کو نکال کر

وہاں اپنی حکومت قائم کر لی - اس قبیلے کا پہلا بڑا حاکم کیڈ فائیسس اوّل گزرا ہے - اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے کیڈ فائیسس دوم نے اپنی سلطنت کو بہت بڑھایا - اور سندھ اور دریائے گنگا کے قریب کے علاقے پر بھی قبضہ کر لیا -

کنشک
۱۲۰ء سے ۱۶۲ء تک

کنشک کشن قوم کا تیسرا اور سب سے زبردست بادشاہ ہوا ہے - اس نے اجین - کشمیر - باختریا - پارتھیا - کاشغر - ختن - یارقند اور بخارا کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو بہت وسعت دی - اس کا پایہ تخت پرش پور (پشاور) تھا -

کنشک اور بُدھ دھرم

کنشک مہاراجہ اشوک کی طرح بُدھ مذہب کا پُرجوش مبلغ تھا - اس نے چین - تبت اور جاپان میں مذہبی پرچارک بھیج کر وہاں بھی بُدھ مت کو پھیلایا - اور کئی مذہبی مسائل کو حل کرنے اور بُدھ مذہب کو اشاعت دینے کے لئے ۱۲۰ء میں اس نے اس مذہب کے عالموں کی ایک مجلس کشمیر میں منعقد کی - اس مجلس نے بُدھ لوگوں کو مہاتما بدھ کی مورتی بنانے اور اس کی پوجا کرنے کی اجازت دیدی - اس تبدیلی سے بدھ مت دو فرقوں میں بٹ گیا - مہایان اور ہین یان - ہین یان یا جنوبی فرقہ کے لوگ بدھ کو گورو مانتے تھے اور اس کی مورتی کی پوجا ناجائز سمجھتے تھے - لیکن مہایان یا شمالی

فرقہ بُدھ کو دیوتا مان کر اس کی مورتی کی پوجا کرنا تھا ۔ کنشک مہایان فرقہ کا پیرو تھا +

کنشک کی علم دوستی

کنشک بڑا علم دوست بادشاہ تھا ۔ اس کے دربار میں بہت سے عالم اور فاضل رہا کرتے تھے ۔ ان میں سے مشہور اشو گھوش (شاعر اور راگی)، ناگ ارجن (مہایان فرقہ کا سرگرم لیڈر) اور چرک (ہندوستان کا شہرۂ آفاق طبیب) تھے ۔ اس بادشاہ نے بُدھ کے قدِ آدم بُت بنوا کر کئی جگہ نصب کرائے ۔ بہت سی عمارتیں بنوائیں ۔ پشاور کے قریب ایک بلند مینار تعمیر کرایا ۔ اور گندھارا فنِ سنگتراشی کو ترقی دی +

اس بادشاہ کے زمانے میں سنسکرت پھر سے درباری زبان بن گئی تھی ۔ اور ہر قسم کی مذہبی ادبی یا طبی کتب بھی اسی زبان میں لکھی جانے لگیں +

ہندو نو آبادیاں ۔ حال ہی میں سٹائن صاحب نے ختن اور صحرائے گوبی میں ایسے کھنڈرات معلوم کئے ہیں ۔ جن سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کنشک کے زمانے میں بہت سے ہندوستانی ان شمالی علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے ۔ ان کھنڈرات سے ہندوستانی سکے، گنیش اور گوتم بدھ ہندو دیوتاؤں اور بُدھ کی آدم قد مورتیاں اور کئی اور دستاویزات دریافت ہوئی ہیں +

کنشک کی وفات ۔ کنشک کو فتوحات کا بڑا شوق تھا ۔ اس لئے وہ اپنی فوج کو ہمیشہ کسی نہ کسی طرف حرکت

سلطنت کنشک
ترکستان
بخارہ
کاشغر
یارقند
ختن
بلوچستان
کوہ ہمالیہ
راجپوتانہ
متھرا
مگدھ
اندھرا
چولا
لنکا
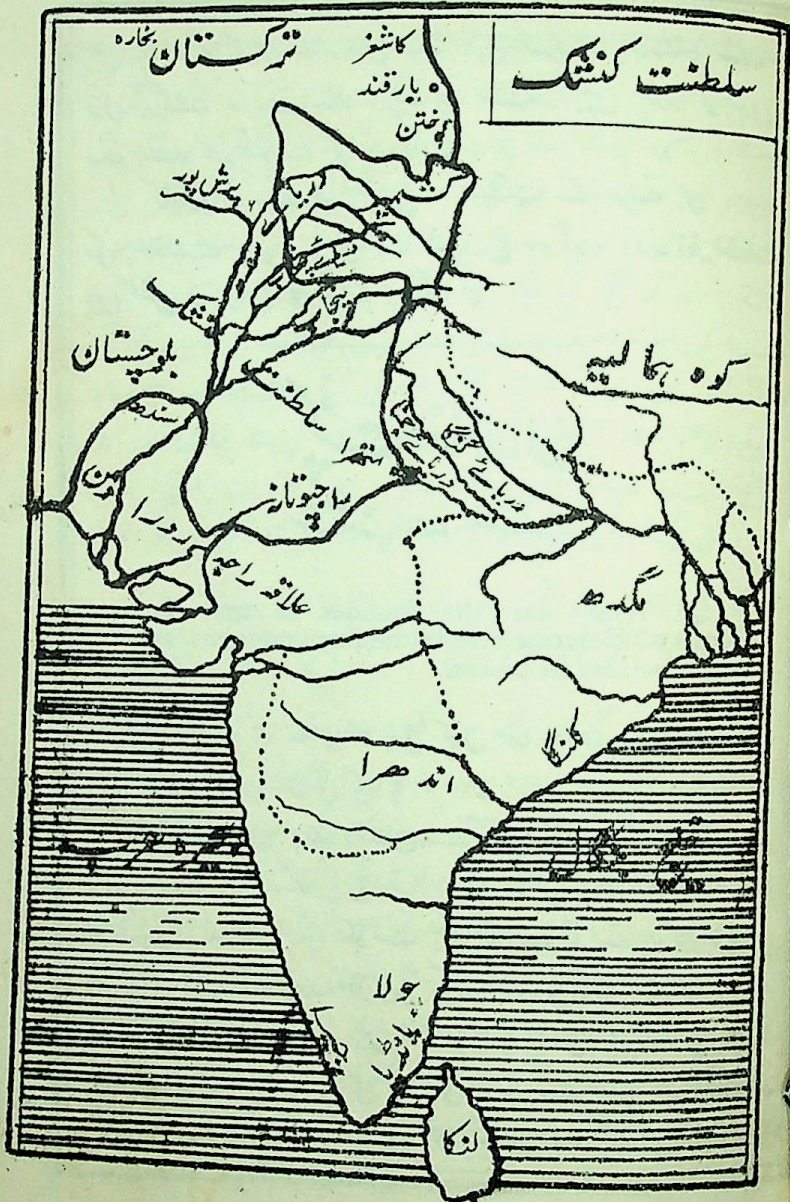
میں ہی رکھا کرتا تھا - اس لئے فوجی سردار بادشاہ سے دل برگشتہ رہتے تھے - چنانچہ ۱۶۲ء میں چند فوجیوں نے اسے گلہ گھونٹ کر مار ڈالا ۔

کنشک کے جانشین - کنشک کے مرتے ہی اس کی سلطنت میں زوال آنا شروع ہو گیا - اور آخر ۳۲۰ء میں کشن خاندان کا خاتمہ ہو گیا ۔

گپت خاندان

۳۲۰ء سے ۴۱۳ء

Q. Who was the founder of the Gupta dynasty? Describe briefly the circumstances under which he rose to power.

سوال - گپت خاندان کا بانی کون تھا؟ اور اس نے کن حالات میں ترقی کی؟

۳۲۰ء میں ہندوستان سے کشن خاندان کا خاتمہ ہو گیا - اور اس کے پانچ سال بعد دکن کے مشہور دراوڑ خاندان اندھرا کی حکومت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نابود ہو گئی - اس کے بعد تقریباً ایک صدی تک ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم رہا - ان ریاستوں میں سے لچھاوی قوم کی پاٹلی پتر کی ریاست سب سے زبردست تھی - اس ریاست کے پاس ہی ایک اور گمنام اور چھوٹی

سی ریاست تھی - جس کا مالک گپت نامی ایک شخص گذرا ہے - اس گپت کے پوتے چندر گپت نے لچھاوی قوم کی ایک شہزادی کمار دیوی سے شادی کر کے پاٹلی پتر پر قبضہ کر لیا - اور بعد ازاں اسی قوم کی مدد سے ترہٹ اور بہار کو فتح کر کے اپنا علاقہ پریاگ (الہ آباد) تک وسیع کر لیا - اور مہاراج ادھیراج کا لقب اختیار کر کے ۳۲۰ء میں اپنا سمت بھی جاری کیا - جو گپت سمت کے نام سے مشہور ہے - یہی راجہ گپت خاندان کا بانی گذرا ہے - اس نے ۳۳۵ میں وفات پائی - اور اس کی جگہ اس کا لڑکا سمدر گپت تخت نشین ہوا ؀

Q. Give a brief account of the reign of Samudra Gupta and justify his title to being called the 'Napoleon of India'. (P.U. 1923, 31) **Imp.**

سوال - سمدر گپت کے عہدِ حکومت کے واقعات لکھو - نیز بتاؤ - کہ اسے ہندوستان کا نپولین کیوں کہتے ہیں ؟

سمدر گپت - خاندانِ گپت کا ایک نہایت شجاع - بہادر اور اولعزم راجہ ہوا ہے - اس کو ملکی فتوحات کا از حد شوق تھا - اس نے نہ صرف تمام شمالی ہندوستان کو ہی فتح کیا - بلکہ دکن کی تمام ریاستوں سے لڑ بھڑ کر انہیں بھی اپنا باجگذار بنا لیا - اس نے اپنے چالیس سالہ دورانِ حکومت میں کبھی شکست کا منہ نہ دیکھا - ان فتوحات اور اولالعزمیوں کے باعث مورخ اس کو بجا طور پر ہندوستان کا نپولین کہتے ہیں ؀

اس کے عہد کے واقعات

۱ - تخت نشینی کے تھوڑا ہی عرصہ بعد اس نے پنجاب - سندھ اور شمال مغربی ہندوستان کے بچے کھچے پارتھین - ساکا اور کشن حکمرانوں کو فتح کر کے اپنے ماتحت کر لیا ؛

۲ - اس کے بعد اس نے اوڑیسہ اور وسطِ ہند کی مختلف اقوام کو مطیع کیا ؛

۳ - بعد ازاں ایک لشکر جرار کے ساتھ دکن کو فتح کرنے کو چل پڑا - ان دنوں دکن کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ بہت سی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں - جن میں سے پشتا پور - ونجی - کانجی درم اور پال گھاٹ بڑی زیادہ مشہور تھیں - اس نے ان تمام ریاستوں کو سخت جنگوں کے بعد باجگذار بنا کر مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کا رُخ کیا - اور دیوراشٹر (مہاراشٹر) اور خاندلیس کو فتح کر کے دو سال کے بعد اپنے دارالخلافے پاٹلی پتر میں واپس پہنچا - ان فتوحات کی یادگار میں اس نے اشومیدھ یگیہ رچایا - جس میں تقریباً تمام ہندوستان کے راجے شامل ہوئے ؛

۴ - یہ عالیشان بادشاہ نہ صرف ایک قابل جرنیل اور زبردست فاتح ہی تھا - بلکہ مختلف علوم و فنون میں بھی غیر معمولی ملکہ رکھتا تھا - علم موسیقی کا اسے خاص شوق تھا - اور ستار اور سارنگی کے بجانے میں اسے کمال حاصل تھا

عالموں کا بڑا قدر دان تھا - اور ان کے لئے اس نے وظائف مقرر کر رکھے تھے - یہ بادشاہ برہمنی مت کا سرگرم پیرو تھا - لیکن بدھ اور جین متوں سے بھی رواداری کا سلوک کرتا تھا۔

Q. Describe briefly the important events of the reign of Chandra Gupta Vikaramaditya (P.U 1926, 31, 34) **Imp.**

سوال - چندر گپت وکرمادتیہ کے زمانے کے مشہور واقعات کا مختصر حال بیان کرو۔

سمدر گپت کی وفات کے بعد اس کا بیٹا چندر گپت ثانی ۳۷۵ء میں تخت نشین ہوا - اور وکرمادتیہ یا 'سورج کی طاقت والا' کا لقب اختیار کیا۔

سلطنت کی وسعت و خوشحالی تخت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنے باپ کے فتوحات کے کام کو مکمل کرنا شروع کر دیا - اور کئی سال کی متواتر جنگوں کے بعد مالوہ - گجرات اور کاٹھیاواڑ کے علاقوں کو ساکا قوم سے فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا - اب اس کی سلطنت کوہ ہمالیہ سے دریائے نربدا اور دریائے ہگلی سے بحیرہ عرب تک پھیل گئی - کئی مغربی بندرگاہوں کے قبضہ میں آ جانے کے باعث ملک کی تجارتی اور مالی ترقی میں بہت مدد ملی - اور ملک کی دولت میں اضافہ ہو گیا - اس بادشاہ نے پاٹلی پتر کی جگہ اجودھیا کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔

چندر گپت وکرمادتیہ اپنے باپ کی طرح بہادر اور اس سے کہیں بڑھ کر انصاف پسند - رعایا پرور اور علم دوست تھا۔ عموماً رات کے وقت بھیس بدل کر چکر لگایا کرتا تھا - تاکہ رعایا کی تکالیف اور ان کے خیالات سے اسے پورے طور پر آگاہی رہے - بادشاہ کی فیاضی اور علم پروری کے باعث اس کا دربار علما و فضلا کا ایک مجمع بن گیا تھا - اس کے 'نورتن' آج تک مشہور ہیں :-

۱- کالی داس - سنسکرت زبان کا شہرہ آفاق شاعر - اعلیٰ درجہ کا ڈرامہ نویس اور نورتنوں کا سرتاج تھا - اسے ہندوستان کا شیکسپیئر بھی کہتے ہیں - شکنتلا کا مشہور ناٹک - میگھ دوت کا تصنیدہ - کمار سنبھو - رگھوونش - اور رتو سمہار اس کی تصنیف کردہ کتب ہیں ؛-

۲- دھنونتری - یہ علم طب اور فن جراحی کا ماہر اور یکتائے روزگار حکیم و جراح ہو گزرا ہے - کہا جاتا ہے - کہ اس جراح کے پاس اتنے باریک اوزار تھے - کہ وہ ان سے ایک بال کو موٹائی میں کئی برابر حصوں میں تقسیم کر سکتا تھا ؛-

۳- امر سنگھ - سنسکرت کا بڑا بھاری عالم تھا - اس نے سنسکرت کی ڈکشنری لکھی تھی ؛-

۴- وررچی - پراکرت زبان کی گرامر کا مصنف تھا ؛-

۵- وراہ مہر - سورج سدھانت کا مصنف اور مشہور نجومی تھا - ان کے علاوہ کشپنک - ویتیل بھاٹ - گھٹ کرپرا اور منکو کا شمار بھی نورتنوں میں ہوتا تھا ؛-

نقشہ سمدرگپت کا راستہ و گپت سلطنت سنہ ۴۰۰ء

Q. What light does Fahien throw on the Gupta period? (P.U. 1923, 33, 36) **Imp.**

سوال - فاہین گپت خاندان کے زمانے پر کیا روشنی ڈالتا ہے؟

فاہین یا فاہیان - ایک چینی سیاح تھا - جو شمال مغرب کی طرف سے بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت اور مذہبی کتب کے مطالعہ کے لئے ہندوستان میں آیا - وہ ۴۰۵ء سے ۴۱۱ء تک صرف چھ سال ہندوستان میں رہا - اس نے اپنے سفرنامہ میں چندرگپت وکرما دتیہ کے کچھ حالات لکھے ہیں - جن سے ہمیں اس عظیم الشان بادشاہ کے زمانے کے لوگوں کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔

انتظام حکومت کے متعلق وہ لکھتا ہے - کہ "بادشاہ مطلق العنان ہے - لیکن اس کے مشورہ کے لئے وزرا کی ایک کونسل مقرر ہے - ہر ایک وزیر کسی ایک محکمہ کا انچارج ہے - بادشاہ اور اس کے درباری برہمنی مت کے پیرو ہیں - لیکن بدھ اور جین مت کے لوگوں کو بھی پوری پوری آزادی حاصل ہے - کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو مذہب کی بنا پر تنگ نہیں کر سکتا - حکومت لوگوں کے ذاتی معاملات میں بالکل دخل نہیں دیتی - جرائم کی سزائیں بہت نرم ہیں - اکثر جرمانہ پر ہی کفایت کی جاتی ہے - موت کی سزا کسی کو نہیں دی جاتی - باغیوں اور خطرناک جرائم کی سزا ہاتھ پاؤں کا کاٹ دینا ہے - چوری چکاری اور دیگر جرائم بہت کم ہیں - چھوٹے چھوٹے مقدمات کا فیصلہ گاؤں کے لوگ اپنی پنچائتوں کے ذریعے کر لیتے ہیں - اس لئے انہیں اکثر

عدالت میں جانا ہی نہیں پڑتا۔ سڑکیں عام اور اچھی حالت میں ہیں۔ اور راستے عموماً محفوظ ہیں۔ سرکاری آمدنی کا بڑا ذریعہ مالیہ زمین اور شاہی زمینوں کی پیداوار ہے۔ زرِ لگان کل پیداوار کا ¼ حصّہ ہے۔ ٹیکس کم ہیں۔ ملک میں امن و امان ہے:۔

لوگوں کی عام حالت۔ فاہیان لکھتا ہے کہ " لوگ دولتمند اور خوشحال ہیں۔ ملک کی اکثر آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ تاہم شہروں کی تعداد بھی کافی ہے۔ سب سے بڑا شہر پاٹلی پتر ہے۔ جہاں اشوک کے زمانے کے محلات باوجود چھ سو سال گزر جانے کے اپنے تمام نقش و نگار اور خوبصورتی کے ساتھ قائم ہیں۔ بدھ بھکشوؤں کے لئے تمام ملک میں اور خاصکر پاٹلی پتر میں شاندار مٹھ بنے ہوئے ہیں۔ جہاں ان کے لئے کھانے پینے۔ چٹائیوں اور بستر کا انتظام ہے۔ بُدھ مت کے تیوہاروں پر عام چھٹی ہوتی ہے۔ اور اس موقعہ پر ہندو۔ بودھ اور جینی تمام لوگ خوشی مناتے ہیں۔ بودھ عالم لوگ سنسکرت زبان میں اپنی کتابوں کو لکھتے ہیں۔ پاٹلی پتر میں ایک سرکاری ہسپتال ہے۔ جہاں مریضوں کو مفت دوائی کے علاوہ خوراک اور کپڑا بھی مفت ملتا ہے۔ اس قسم کے ہسپتال کئی اور شہروں میں بھی ہیں۔ ملک میں سڑکیں عام ہیں۔ اور ان کے کنارے پر مسافروں کے آرام کے لئے سرائیں اور کوئیں موجود ہیں۔ مگر جنوبی ہند میں علاقہ پہاڑی ہونے کے باعث راستے دشوار گزار ہیں۔ اور نہ وہاں دیگر سہولتیں حاصل ہیں۔

عام لوگ شراب - گوشت - پیاز اور لہسن کو استعمال نہیں کرتے۔ اور نہ سؤر اور مرغ پالتے ہیں - صرف چنڈال لوگ گوشت کھاتے ہیں اور وہ شہر سے باہر رہتے ہیں"۔

Q. Why is the Gupta period called the Golden Age of the Hindu period? (P.U. 1931, 34) Imp. Give an account of Hindu Renaissance.

سوال - گپت خاندان کو ہندو تاریخ کا سنہری زمانہ کیوں کہتے ہیں - نیز ہندو تہذیب و تمدن کی از سر نو بحالی کا حال بیان کرو۔

گپت خاندان کے زمانے کو ہندو تاریخ کا سنہری زمانہ کہنے کی مفصلہ ذیل وجوہات ہیں :-

۱- ملک غیر ملکی حملوں سے بالکل محفوظ رہا - بادشاہ زبردست مگر رحمدل اور روادار تھے - اس لئے مذہبی امور میں لوگوں کو پوری آزادی تھی - قوانین نرم اور ٹیکس ہلکے تھے۔ اس لئے ملک میں امن و امان تھا - اور رعایا خوشحال و فارغ البال تھی۔

۲- ہندو مذہب کی ترقی - تمام گپت راجے ہندو مت کے پیرو کار تھے - برہمنوں کو مذہب کے پرچار میں سہولتیں بہم پہنچائی گئیں - ہندو دیوی دیوتاؤں کے بُت اور پوجا کے لئے مندر کثرت سے تعمیر ہونے شروع ہو گئے۔

۳- سنسکرت زبان کو ترقی - سنسکرت کو عدالتی زبان بنا دیا گیا - تمام قسم کی علمی - ادبی - قانونی اور مذہبی کتب بھی سنسکرت میں لکھنی شروع ہو گئیں - حتیٰ کہ بدھ مت کے

عالم بھی اپنی کتابوں کو سنسکرت میں تصنیف کرنے لگے۔ پران - بھگوت گیتا - مہا بھارت - منو کا دھرم - شاستر وغیرہ کتب کو اسی زمانہ میں تحریر میں لایا گیا ٭
ٹیکسلا - ایجنٹا - سارناتھ اور نالندہ میں بلند پایہ کی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں - جن کا ذریعہ تعلیم سنسکرت تھا - ان یونیورسٹیوں میں ہر قسم کے دینی و دنیوی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - فاہیان نالندہ یونیورسٹی کے متعلق لکھتا ہے - "اس یونیورسٹی میں سنسکرت زبان میں مختلف مضامین آرٹ - سائنس - طب - قانون - مصوری سنگتراشی اور مذہب وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے یہاں پندرہ سو کے قریب پروفیسر - اور دس ہزار کے قریب طالب علم رہتے ہیں - جن کی کتب - رہائش اور خوراک و پوشاک کا انتظام بھی یونیورسٹی کے منتظمان کی طرف سے ہوتا ہے" ٭
۴ - علمی اور ادبی ترقی - اس زمانے میں ایسے بڑے بڑے عالم اور فاضل گذرے ہیں - جن کی تصنیف کردہ کتب آج تک بے مثل سمجھی جاتی ہیں - مثلاً کالیداس کی تصانیف - شکنتلا ناٹک - رتو مہار اور میگھ دوت دنیا کے علم ادب میں نہایت ممتاز درجہ رکھتی ہیں - امر سنگھ کا امرکوش اور وررچی کی گرامر بھی اسی زمانہ میں لکھی گئیں ٭
۵ - علم طب اور جراحی - دھنونتری سے طبیب اور سشرت سے جراح اسی زمانے میں ہوئے ٭

۶- ریاضی اور نجوم - اس عہدِ حکومت میں علم ہیئت اور ریاضی نے بھی بہت ترقی کی - آریہ بھٹ - وراہ مہر - اور برہم گپت تین مشہور ریاضی دان اور نجومی اسی زمانہ میں ہوئے تھے - اجین کی مشہور رصدگاہ اسی زمانے میں بنائی گئی ؞

۷- راگ وِدیا - سمدرگپت خود بھی ایک بڑا راگی تھا۔ اس کے زمانے کے سکوں پر اس کی تصویر بمعہ سارنگی کے اس کے اس ذوقِ لطیفہ کی شاہد ہے - بادشاہ کی دیکھا دیکھی امرا اور دوسرے دولتمند لوگوں نے بھی علم موسیقی میں خاص دلچسپی لیکر اس علم کو اپنایا۔

۸- فنِ تعمیر - مصوّری - نقاشی اور سنگتراشی - اگرچہ اس زمانے کی اکثر عمارتیں انقلابِ زمانہ نے تباہ کر دی ہیں - لیکن پھر بھی جو موجود ہیں وہ اس زمانے کے کاریگروں کے کمال کو ظاہر کرتی ہیں - ایجنٹا کے غاروں کی سنگتراشی ان کے اندر نقش و نگار اور تصاویر باوجود صدیاں گذر جانے کے آج بھی دنیا کے دور دراز کے مقامات کے سیاحوں کو اپنی خوبصورتی اور دل کشی کے باعث اپنے پاس کھینچنے کی کشش رکھتی ہیں - دہلی میں لوہے کی لاٹھ بھی جس پر ڈیڑھ ہزار سال کے باد و باراں نے ابھی تک ذرا بھر اثر نہیں کیا - اس زمانے کی حیرت انگیز یادگار ہے

۹- نو آبادیاں - اس زمانے میں ہندوستانیوں نے مختلف ممالک میں اپنی نو آبادیاں قائم کیں :-

(۱) مشہور چینی سیاح فاہیان کے زمانہ میں جزیرہ جاوا کے لوگ ہندو مت کے پیرو تھے - اور بہت سے ہندوستانی وہاں آباد تھے - اس کے علاوہ سورن دویپ (سماٹرا) اور یودویپ (جاوا) میں بھی ہندو نوآبادیاں تھیں ÷

(۲) بالی اور بورنیو - ان جزیروں میں آج تک ہندو مت جاری ہے - اور لوگ ہندو دیوتاؤں کو پوجتے ہیں ÷

(۳) کمبوڈیا اور چمپا میں بھی ہندوؤں نے نوآبادیاں قائم کیں - جنہیں بالترتیب تیرھویں اور پندرھویں صدی میں زوال آیا ÷

ان تمام علاقوں میں پتھروں پر کندہ سنسکرت حروف و زبان میں لکھی ہوئی عبارت - ہندوستانی نمونے کے مندر اور رامائن کی کہانی کی تصاویر آج تک عام ملتی ہیں ÷

۱۰ - **تجارت** - اس زمانے میں ہندوستان - افغانستان - ایران - یونان اور سلطنتِ روم کے درمیان تجارت بڑے زوروں پر تھی - اور ہندوستان کا مال ہند چینی سے لیکر یورپ تک کی منڈیوں پر قبضہ کئے ہوئے تھا ÷

ہُن اقوام کی آمد

Q. What do you know about the Huns and their invasion of India? (P.U. 1931, 34)

سوال - تم ہُن اقوام اور اُن کے ہندوستانی حملہ کے متعلق کیا جانتے ہو؟

وسطِ ایشیا میں منگولیا کے علاقے میں ایک خانہ بدوش قوم رہا کرتی تھی - جسے ہن کہتے تھے - ان لوگوں کی شکل و

صورت سے ہیبت ٹپکتی تھی - ان کا قد لمبا - چھاتی چوڑی - سر بہت بڑا - ہونٹ موٹے - ناک چپٹی - آنکھیں چھوٹی چھوٹی - کان چوڑے اور پاؤں لمبے اور بھرے ہوئے تھے - یہ قوم سخت بیرحم اور خونخوار تھی - چوتھی صدی میں فاقہ کشی سے تنگ آ کر اس وحشی اور سفاک قوم کا ٹڈی دل پہاڑوں اور غاروں سے نکلا - کچھ تو یورپ کو چلے گئے اور وہاں اٹیلا کی سرکردگی میں سلطنت روما کی اینٹ سے اینٹ بجا دی - اور شہر روما کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا - باقیوں نے افغانستان اور پنجاب کا رُخ کیا - اور کشن خاندان کے باقی ماندہ راجاؤں سے تاج و تخت چھین کر خود قابض ہو گئے - اور وہاں سے گنگا و جمنا کی وادیوں کی طرف بڑھے - اس قوم کو تاریخ میں سفید ہن کہتے ہیں ؀

تورمان

گپت خاندان کے راجہ سکند گپت نے پہلی دفعہ تو ۴۵۵ء میں انہیں شکست دے کر واپس کر دیا - لیکن دس سال بعد انہوں نے بڑے بھاری لشکر کے ساتھ پھر مگدھ پر حملہ کیا تو سکند گپت لڑتا ہؤا مارا گیا - اور وحشیوں نے مگدھ کی عظیم الشان اور دولتمند سلطنت کو تباہ و برباد کر ڈالا - ۵۰۰ء کے قریب اس قبیلہ کے لوگوں نے ہندو مت اختیار کر لیا - اور ان کے ایک سردار تورماں نے پنجاب - راجپوتانہ - سندھ اور مالوہ پر قبضہ کر کے مہاراج ادھیراج کا لقب اختیار کیا - لیکن وہ جلد ہی مر گیا ؀

مہر گل

تورمان کی وفات پر اس کا بیٹا مہر گل ۵۰۲ء میں تخت نشین ہوا - اس کا دارالخلافہ سیالکوٹ تھا۔ یہ شخص سخت ظالم - خونخوار اور وحشی تھا - اس لئے عوام اس سے سخت برگشتہ ہو گئے - اور آخر کار انہوں نے بغاوت کر دی - یشودھرمن والئے مالوہ اور بالادتیہ والئے مگدھ نے چند دیگر ریاستوں کے ساتھ مل کر مہر گل کو ۵۲۸ء میں ملتان کے قریب کروڑ کے مقام پر شکست دی - اور اسے کشمیر کی طرف بھگا دیا - اور وہ وہیں مارا گیا - اس شکست نے ہُن قوم کی طاقت کو توڑ دیا - اور ان کے چھوٹے چھوٹے سرداروں کو راجپوت راجاؤں نے مطیع کر لیا - آخر کار یہ لوگ راجپوتوں میں جذب ہو کر ملک کے مختلف حصّوں میں آباد ہو گئے - ہن قبیلے کے اس حملہ سے ہندوستان ایک دفعہ اور چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں میں منقسم ہو گیا

راجہ ہرش

۶۰۶ء سے ۶۴۷ء

Q. Give an account of the reign of King Harasha. (P.U. 1924, 28, 35, 38) **Imp.**

سوال - راجہ ہرش کی عہدِ حکومت کے حالات لکھو۔

تخت نشینی - تھانیسر | راجہ ہرش ۶۰۶ء سے ۶۴۷ء تک

کے ایک راجہ پربھاکر وردھن کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی - لڑکوں کا نام راجیہ وردھن اور ہرش وردھن تھا - اور لڑکی کا نام راجیشوری تھا - راجیشوری کی شادی قنوج کے ایک راجہ سے ہوئی تھی - سنہ ۶۰۴ء میں پربھاکر وردھن مرگیا - اور اس کی جگہ اس کا بڑا بیٹا راجیہ وردھن راجہ بنا - اسی اثنا میں مالوہ کے ہن راجہ نے قنوج کو فتح کر کے راجیہ وردھن کے بہنوئی کو قتل اور راجیشوری کو قید کر لیا - اس لئے راجیہ وردھن نے مالوہ پر چڑھائی کی - بنگال کے راجہ ساسنک نے جو راجہ مالوہ کا دوست تھا - صلح کرانے کے بہانے راجیہ وردھن کو ملاقات کے لئے بلا کر قتل کر دیا - اس پر تھانیسر کے امراء نے سنہ ۶۰۶ء میں ہرش وردھن کو تخت پر بٹھا دیا ۔

ہرش کی فتوحات

تخت نشینی کے وقت ہرش کی عمر مشکل سے سولہ سال کی تھی - اور وہ چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا تھا - بنگال اور مالوہ کے راجے تھانیسر کو فتح کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے - لیکن ہرش بڑا بہادر اور مستقل مزاج بادشاہ تھا - اس نے مصمم ارادہ کر لیا - کہ وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لئے بغیر نہ رہیگا - چنانچہ اس نے اپنی تمام فوج کو جمع کیا - اور اپنی پوری طاقت سے مالوہ پر حملہ کر کے ہن راجہ کو شکست دی - اور اسے قتل کر دیا - اور اس کے بعد بنگال کو بھی فتح کر کے اپنی عملداری میں شامل کر لیا - نیز آسام اور نیپال کے راجاؤں کو بھی مطیع بنا کر خراج ادا

سلطنتِ ہرش

گوجر اقوام

سندھ

پلی کے سین
کی
سلطنت

خلیج بنگال

بحیرۂ عرب

لنکا
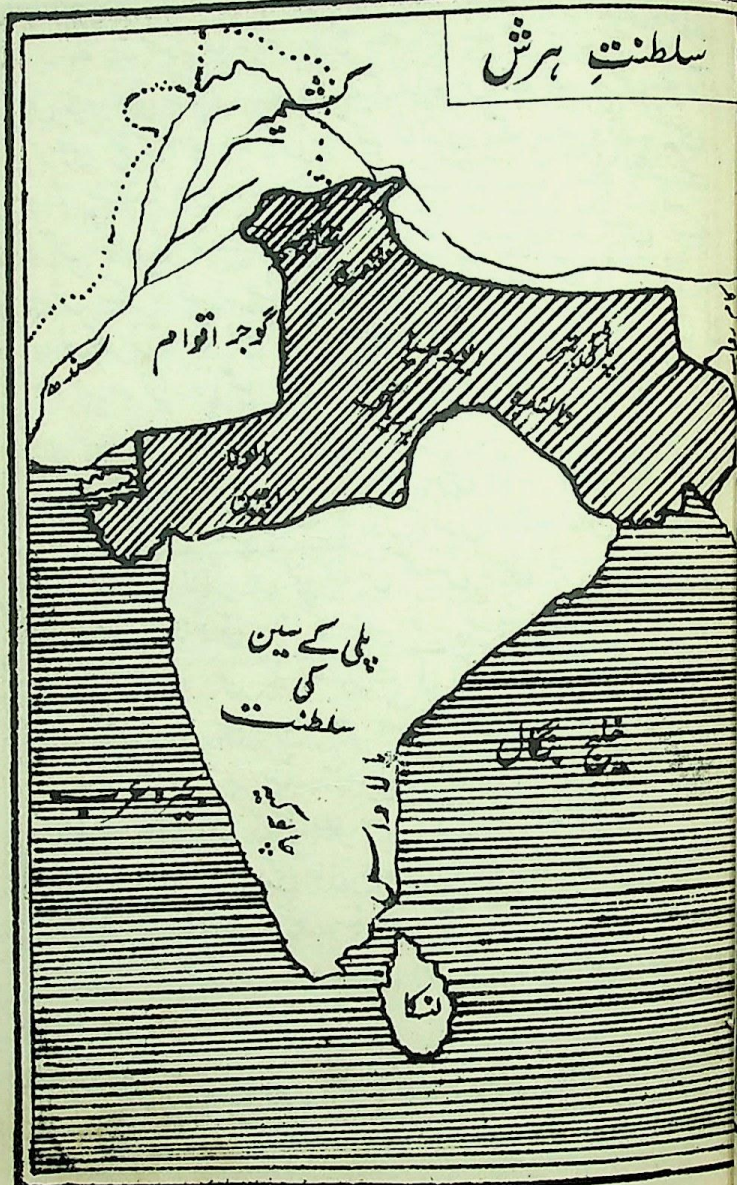
کرنے پر مجبور کیا - اس طرح سے اس نے چھ سال کے قلیل عرصہ میں تمام شمالی ہند کو اپنے ماتحت کر لیا - اس کے بعد ہرش نے دکن کو بھی فتح کرنا چاہا - لیکن چالوکیہ خاندان کے راجہ پولک سین نے ۶۲۰ء میں دریائے نربدا کے کنارے اسے شکست دیکر شمال کی طرف ہٹا دیا - کچھ عرصہ بعد پولک سین نے ہرش کے علاقہ پر چڑھائی کی - لیکن شکست کھائی - اس پر دونو حکمرانوں نے صلح کر لی - اور دریائے نربدا مہاراجہ ہرش کی جنوبی حد قرار دیا گیا - اس کے بعد راجہ ہرش نے قنوج کو اپنا پایہ تخت بنا لیا ؞

ہرش کی علم پروری

راجہ ہرش ایک زبردست عالم اور عالموں کا قدردان تھا - اس نے سنسکرت زبان میں کئی کتابیں لکھیں - جن میں سے تین ڈرامے رتناولی - ناگانند اور پریہ درشکا مشہور ہیں اس کے علاوہ اس نے سنسکرت کی ایک گرامر بھی لکھی تھی - اس کے دربار میں بہت سے علما - فلسفی اور شاعر جمع رہتے تھے - اس کا وزیر پنڈت بان بھی اعلیٰ پایہ کا شاعر اور مصنف تھا - اس کی کتاب ہرش چرتر تاریخ ہند کے بڑے مستند ماخذوں میں گنی جاتی ہے - نالندہ اور کاشی میں برہمنوں کی بڑی بھاری یونیورسٹیاں تھیں - جن میں سائنس اور آرٹس کے ہر قسم کے مضامین اور مذہب کی تعلیم مفت دی جاتی تھی ؞

ہرش کا مذہب اور اس کے دربار

پہلے پہل ہرش ہندو مت کا پیرو

لیکن جب ہیون سانگ اس کے دربار میں آیا۔ تو اس نے اپنی لیاقت اور قابلیت سے ہرش کو بدھ مت کا پیرو بننے کی طرف راغب کر لیا۔ تاہم برہمنی مت اور جین مت کی طرف اس کی فیاضی میں فرق نہ آیا۔

۶۳۴ء میں ہرش نے پریاگ میں ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں بیس کے قریب راجہ اور لاکھوں آدمی شامل ہوئے۔ اس دربار میں ہرش نے پہلے دن بدھ۔ دوسرے روز سورج اور تیسرے روز شیوجی کی پوجا کی۔ یہ جلسہ دو ماہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد ہرش نے اپنا سارا خزانہ غربا میں تقسیم کر دیا۔ اس قسم کے جلسے وہ ہر پانچ سال کے بعد کیا کرتا تھا۔

ہیون سانگ

ہیون سانگ ایک لائق چینی سیاح تھا۔ جو انتیس سال کی عمر میں بدھ مت کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ۶۳۰ء میں ہندوستان میں آیا۔ اور ۶۴۵ء تک پندرہ سال یہیں رہا۔ اس نے تمام ملک کی سیاحت کی۔ اور راجہ ہرش کے عہد حکومت کے حالات مفصل طور پر لکھے۔ یہ سفرنامہ تاریخ ہند کے بہترین ماخذوں میں سے ایک ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

نظام حکومت

بادشاہ مطلق العنان ہے۔ وہ خود حکومت کے سارے کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ برسات کے موسم میں وہ قنوج میں رہتا ہے۔ لیکن باقی سارا سال وہ دورہ پر رہتا ہے۔ تاکہ ماتحت افسران کے کام کی نگرانی کر سکے اور رعایا کی شکایات سن سکے۔ فوجداری قوانین اور سزائیں سخت ہیں۔ سنگین جرائم کے عوض

ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کاٹ دئے جاتے ہیں۔ جرائم
کم ہوتے ہیں۔ پیداوار کا ۱/۶ حصّہ بطور زرلگان وصول
کیا جاتا ہے۔ دیگر محصولات بھی کم ہیں۔ بیگار کا نام ونشان
نہیں۔ ملک کے اندر مختلف شہروں کے درمیان سڑکیں بنی
ہوئی ہیں۔ جن کے کنارے پر سایہ دار درخت لگے ہوئے
ہیں۔ لیکن یہ راستے بہت محفوظ نہیں۔ مسافر خانے اور شفا
خانے عام ہیں ۰

رعایا کی حالت

رعایا خوشحال ہے۔ لوگ راستباز۔
مہذّب اور سادہ ہیں۔ مرد بہادر اور
عورتیں پاکباز ہیں۔ گوشت کھانے کی ممانعت ہے۔ بچپن کی شادی
کا رواج نہیں۔ امرا اور دولتمند لوگوں کی عورتیں تعلیم یافتہ ہیں
ستی کی رسم جاری ہے۔ پردہ کا رواج نہیں۔ لوگ سادہ اور مہمان نواز
ہیں۔ شادیوں میں ذات پات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بدھ دھرم
کو آہستہ آہستہ زوال آرہا ہے۔ اور ہندو مت زوروں پر ہو
رہا ہے ۰

Q. Write short notes on Kamaral Bhatta, Shankar Acharya and Ramanuj. **Imp.**

سوال۔ کمارل بھٹ۔ شنکر اچاریہ اور رامانج پر مختصر نوٹ لکھو۔
کمارل بھٹ۔ آپ آٹھویں صدی کے ایک مشہور ہندو
پرچارک تھے۔ آسام آپ کا وطن تھا۔ ویدوں کے بغور مطالعہ کے
بعد آپ نے سارے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اور مختلف راجاؤں
کے دربار میں بدھ اور جین مت کے عالموں سے مذہب پر
زبردست بحث مباحثے کرکے ہزاروں لوگوں کو ہندو مت کی

فضیلت کا قائل کر دیا - آپ شو جی کے پجاری اور کئی کتابوں کے مصنّف تھے ؞

شنکر اچاریہ - آپ ۷۸۸ء میں مالابار کے علاقہ میں پیدا ہوئے - چھوٹی ہی عمر میں سنیاس لے لیا - بنارس میں تعلیم حاصل کی - اور وہیں گیتا اور شاستروں کی شرحیں لکھیں - آپ سنسکرت زبان کے ماہر - جادو بیان پرچارک اور مذہبی بحث مباحثہ میں لاثانی قابلیّت کے مالک تھے - آپ نے بدھ مت اور جین مت کے عالموں کو مناظرہ میں شکست دیکر ہزارہا لوگوں کو شو جی کا پجاری بنا دیا - آپ نے مذہب کے پرچار کے لئے شرینگیر (میسور) بدری ناتھ - جگن ناتھ اور دوارکا میں مٹھ قائم کئے - اور تیس سال کی عمر میں بمقام کدار ناتھ وفات پائی - آپ کا عقیدہ تھا - کہ جس طرح سے لہر سمندر سے پیدا ہوتی ہے - اور آخر اسی میں غائب ہو جاتی ہے - اسی طرح سے انسان پرماتما سے پیدا ہوا - اور اسی میں مل جاویگا ؞

رامانج - آپ ۱۰۵۰ء کے قریب دکن کے جنوبی علاقہ میں پیدا ہوئے - ایک بڑے عالم اور وشنو کے بھگت تھے - آپ کی کوششوں سے راجہ میسور جین مت چھوڑ کر وشنو مت کا پیرو بن گیا ؞

Q. Write a short note on the Puranas and describe their religious and historical value.

پران - تعداد میں اٹھارہ ہیں - چھ شو - چھ وشنو اور چھ برہما کی تعریف میں لکھے گئے تھے - ان میں دنیا کی پیدائش زمین آسمان - بہشت دوزخ - موت وغیرہ امور پر بحث کی گئی ہے -

نیز ان میں راجاؤں کے شجرے اور حالات۔ رشیوں اور بہادروں کے قصے اور کہانیاں لکھی ہوئی ہیں۔ وشنو پران میں دکن کے اندھرا اور مگدھ کے موریہ خاندان کے حالات درج ہیں۔ اس لئے ان سے تاریخی واقفیت کے حاصل کرنے میں بھی کافی مدد ملتی ہے۔ ان پرانوں میں سے اکثر گپت خاندان کے زمانے میں لکھے گئے۔ ان کی تصنیف کی وجوہات یہ ہیں:-

۱- شودروں کو ویدوں کے پڑھنے اور سننے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے برہمنوں نے ان کے واسطے پران لکھے۔

۲- برہمن چاہتے تھے۔ کہ برہما۔ وشنو اور شو کی پوجا سارے ہندوؤں میں جاری کر دی جاوے۔ تاکہ اُن کا اقتدار ہندوؤں میں ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاوے۔ نیز نو وارد اقوام اپنشدوں کے باریک فلسفے کو سمجھ نہیں سکتی تھیں۔ لہٰذا ان کے لئے بھی ایک مذہبی کتاب کی ضرورت تھی۔

۳- برہمن لوگ اپنے ملک کے حکمران طبقے کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے پرانوں میں بہت سے راجاؤں کے خاندانوں کا شجرہ سری رام چندر جی۔ سری کرشن جی اور پانڈو کورو سے ملا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ راجوں مہاراجوں نے خوش ہو کر برہمنی مت کی سرپرستی شروع کر دی۔

راجپوتوں کا زمانہ

Q. Give an account of the origin, organisation, character and social customs of the Rajputs.
(P.U. 1915, 25, 27, 36) **Imp.**

سوال - راجپوتوں کے آغاز - تنظیم - قومی خصائل اور رسوم و رواج کو مختصراً بیان کرو :-

راجپوتوں کا آغاز

راجپوتوں کے آغاز کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے -

۱- راجپوت کے معنی راجہ کا بیٹا ہیں - اسی بنا پر اکثر راجپوت اپنا حسب نسب سورج بنسی - چندر بنسی اور یادو بنسی خاندانوں سے ملا کر اپنے آپ کو شری رامچندر جی - پانڈو کورو اور سری کرشن جی کی نسل سے بتاتے ہیں ہندو ان کے اس دعوے کو درست سمجھتے ہیں +

۲- یورپین مؤرخین کا خیال ہے - کہ اکثر راجپوت اُن شاکا- سنھین - ہُن - گوجر اور جاٹ اقوام کی اولاد ہیں - جو مختلف اوقات میں مغرب سے آئیں - یہیں آباد ہو گئیں - اور ہندو مذہب اختیار کر کے رفتہ رفتہ ہندوؤں میں جذب ہو گئیں +

۳- بعض مورخین کا خیال ہے - کہ راجپوتوں کے بہت سے خاندان ہندوستان کے اُن بہادر اور جنگجو قدیمی باشندوں

سے ہیں۔ جو آریوں کے عروج کے وقت بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے تھے۔ بدھ مت کے عروج کے دنوں میں جب برہمنوں کے حمائتیوں کی تعداد کم ہو گئی۔ تو اُنہوں نے ان بہادر آدمیوں کی طرف مدد کے لئے رجوع کی۔ اور انہیں اپنی سوسائیٹی میں ملا کر کھشتریوں کا درجہ دیکر ان کا شجرہ نسب قدیمی آریہ خاندانوں سے جوڑ دیا ؀

۴۔ اگنی کل راجپوتوں کی پیدائش کے متعلق ایک روایت ہے کہ جب رشیوں نے دیکھا۔ کہ راکھشس لوگ ویدوں کو پاؤں تلے روندتے ہیں۔ اور برہمنوں اور اُن کی مذہبی رسوم کی علانیہ بے قدری ہورہی ہے۔ تو اُنہوں نے کوہ آبو پر ایک اگنی کنڈ تیار کر کے اسے گنگا جل سے پاک صاف کیا اور اس میں پوتر اگنی جلا کر (ہون کر کے) پرماتما سے پرارتھنا کی۔ کہ وہ ایک ایسی کھشتری قوم پیدا کرے۔ جو راکھششوں اور بے دینوں سے ملک کو پاک کردے۔ کہتے ہیں۔ کہ ان کی دعا قبول ہو گئی۔ اور اگنی کنڈ سے چار سورما پیدا ہوئے۔ جنہوں نے چار راجپوت خاندانوں پرہی ہار۔ پرمار۔ چوہان اور چالوکیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ خاندان اگنی کل راجپوت کہلاتے ہیں ؀

راجپوتوں کا نظام

راجپوت بہت سے قبیلوں میں منقسم تھے۔ ہر ایک قبیلہ کا اپنا راجہ تھا۔ گویا جتنے قبیلے تھے۔ اگر اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی ہی ان کی ریاستیں تھیں۔ جو اکثر آپس میں لڑتی بھڑتی رہتی تھیں۔ راجہ موروثی ہوتے تھے۔ اور وہی ساری زمین

کے مالک تھے۔ راجہ اس زمین کو اپنے معتمد امرا میں تقسیم کر دیتا تھا۔ اس کے عوض میں وہ اپنی زمین کا زر لگان شاہی خزانہ میں داخل کرتے اور جنگ کے دوران میں سپاہیوں اور سامان رسد وغیرہ سے اپنے آقا کی مدد کرتے تھے:۔

راجپوتوں کے خصائل

ہر ایک راجپوت پیدائشی سپاہی ہوتا ہے۔ بہادری۔ شجاعت اور عزت کا وُہ پُتلا ہے۔ جاں نثاری۔ وفاداری اور وعدہ ایفائی اس کو ورثہ میں ملی ہوتی ہیں۔ اور انہیں وہ جان سے بھی عزیز رکھتا ہے۔ خودداری اور آن پر مرمٹنا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وُہ میدانِ جنگ میں پیٹھ دکھانا قومی ہتک سمجھتا ہے۔ ان کی عورتیں بھی شجاعت میں اپنے مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ وہ دلیری اور پاکدامنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ جب کبھی انہوں نے اپنی عزت وعصمت کو خطرے میں دیکھا۔ تو اپنے آپ کو زندہ جلا دیا۔ تاریخ میں اسے جوہر کی رسم کہتے ہیں۔ رانا ہمیر۔ رانا سانگا۔ رانا پرتاپ اور جے مل کے کارنامے اس گئے گزرے زمانے میں بھی راجپوتوں کی مردہ ہڈیوں میں جوش پیدا کر دیتے ہیں۔

راجپوت کیوں سلطنت قائم نہ کرسکے

مگر ان خوبیوں کے باوجود ان میں چند ایسے نقائص بھی موجود تھے۔ جن کے باعث وہ بڑی بڑی سلطنتیں قائم کرنے میں ناکامیاب رہے:۔

۱۔ **اتحاد کی سپرٹ کی کمی**۔ راجپوت بہت سی ریاستوں میں منقسم تھے۔ ان میں کوئی ایسا زبردست حاکم نہیں

ہؤا - جو ان تمام کو ایک نظام میں باندھ کر مشترکہ دشمن کے برخلاف متحد کر سکتا - اور نہ ہی کبھی ان کو خود اپنے چھوٹے چھوٹے تفرقات کو بھولنا اور ایک لڑی میں پرو دیا جانا پسند آیا :-

۲ - قومیّت کی کمی - ان کی حب الوطنی انہیں اپنی ریاست کی خاطر لڑا سکتی تھی - لیکن ہندوستان کی خاطر کبھی بھی نہیں - اور نہ ہی سارے ہندوستانیوں کو انہوں نے کبھی اپنا بھائی سمجھا - بلکہ وہ ہمیشہ اپنی ریاست سے باہر ہر ایک آدمی کو اجنبی خیال کرتے رہے :-

۳ - وہ ہمیشہ دیانتدارانہ طریقہ سے فتح حاصل کرنا چاہتے تھے - پالیسی اور مکر سے فتح حاصل کرنا اُن کی شان سے بعید تھا - اسی سبب سے جب ان لوگوں کا مقابلہ ایسے دُشمن سے پڑا - جو ضرورت کے وقت سب کچھ جائز سمجھتے تھے - تو راجپوتوں کو ہمیشہ ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا :-

۴ - راجپُوت اچھے بہادر تھے - لیکن قابل مدبّر نہ تھے :-

۵ - ان کے مختلف قبیلے آپس میں حسد رکھتے تھے - اور اکثر لڑتے رہتے تھے - اور اپنے مخالف کو تکلیف میں دیکھ خوش ہوتے تھے - چنانچہ اُسے زک پہنچانے کے لئے غیر ملکیوں کی مدد سے بھی گریز نہ کرتے تھے - اس باہمی جنگ و جدل سے ان کی ہر ایک ریاست کمزور ہو گئی :-

۶ - وہ مغرور اور خود پسند تھے - اور اس نخوت کے باعث وُہ دوسروں کو خاطر میں نہ لاتے تھے - وہ اپنے آپ کو سارے جہان سے طاقتور سمجھتے تھے - اسی لئے دُشمن کو حقیر سمجھ کر اس

کے مقابلہ کے لئے کافی تیاری نہ کر سکتے تھے۔

راجپوتوں کی مجلسی زندگی

راجپوت سپاہی بننے میں ایک خاص لذّت محسوس کرتا تھا۔ اور کاشتکاری - صنعت و حرفت اور تجارت کے کاموں کو وہ باعثِ عار تصوّر کرتا تھا - لڑکوں میں بچپن ہی سے فوجی سپرٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی - جب کوئی لڑکا پہلی مرتبہ کسی درندے کا شکار کرتا - تو اس کا والد اپنے تمام رشتہ داروں کو بلا کر اپنی حیثیت کے مطابق ایک ضیافت دیا کرتا تھا - جس میں شکار کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی - انگریزوں کی عملداری سے پہلے عورتوں میں جوہر کی رسم کا ادا کرنا قابلِ فخر سمجھا جاتا تھا - ستی کی رسم کا بہت رواج تھا - دختر کشی بھی عام تھی - شہزادیوں کی شادیاں عموماً سوئمبر کے ذریعے ہوتی تھیں - عورتوں میں پردے کا مطلقاً رواج نہ تھا - ایک خاص تیوہار کے موقعہ پر راجپوت لڑکیاں جس بہادر راجپوت کو بھائی بنانا چاہتیں - اسے سوت کے رنگدار دھاگے کی راکھی بھیج دیتیں - اور اگر وہ راجپوت اسے لے لیتا - تو وہ اس لڑکی کو اپنی سگی بہن تصوّر کر لیتا تھا - اکثر راجپوت افیون کھانے کے عادی تھے۔

راجپوت ریاستیں

Q. Describe briefly the principal Rajput kingdoms on the eve of the Mohammadan invasion. (P.U. 1915, 25, 27, 36) **Imp.**

سوال - اسلامی حملے کے وقت ہندوستان میں راجپوتوں کی بڑی

بڑی ریاستوں کے نام اور ان کا مختصر حال بیان کرو۔
اسلامی حملے کے وقت ہندوستان میں مفصلہ ذیل بڑی بڑی راجپوت ریاستیں موجود تھیں:-
۱- دہلی - یہاں تنوار یا تومار خاندان کی حکومت تھی - جس کی بنیاد اننگ پال نے ڈالی تھی۔ اور اسی نے موجودہ دہلی کو آباد کیا تھا۔ اننگ پال ثانی اس کا آخری راجہ تھا۔ اس کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ تھی - صرف دو لڑکیاں تھیں۔ ایک تو راٹھور راجہ سے بیاہی ہوئی تھی - جس کا لڑکا جے چند تھا - دوسری کی شادی سمیشور چوہان راجہ اجمیر سے ہوئی تھی- پرتھی راج اس کا لڑکا تھا۔

۲- اجمیر- یہاں چوہان راجپوتوں کی حکومت تھی- پرتھی راج اس خاندان کا آخری اور مشہور راجہ تھا- جو اپنے نانا اننگ پال کی وفات پر دہلی اور اجمیر دونو حکومتوں کا مالک بن گیا- اس نے ۱۱۹۱ء میں تراوڑی کے مقام پر محمد غوری کو شکست دی- لیکن ۱۱۹۲ء میں محمد غوری نے اسے شکست دیکر قتل کر دیا- اس فتح سے دہلی اور اجمیر دونو مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔
۳- قنوج - یہاں راٹھور خاندان کے راجہ حکومت کرتے تھے- ان کی سلطنت میں موجودہ یو-پی کا بہت سا حصہ شامل تھا- جے چند اس خاندان کا آخری راجہ تھا- جے چند راجہ اننگ پال ثانی والئے دہلی کا نواسہ تھا- اور دہلی کے تخت پر اپنا حق سمجھتا تھا- لیکن جب اننگ پال نے پرتھی راج چوہان کو اپنا وارث بنا لیا- تو جے چند ناراض ہو گیا- اور پرتھی راج کو اپنا دشمن سمجھنے لگا - بعض کا خیال ہے- کہ اسی عداوت کے باعث جے چند نے محمد غوری

مُسلمانوں کے حملے کے وقت
راجپوت ریاستیں
تومار
دہلی
چوہان
اجمیر
سمیرا
راٹھور
قنوج
سین
انہلواڑہ
پرمار
اجین
چالوکیہ
یادو
اندھرا
راشٹرکوٹ
بحیرہ عرب
خلیج بنگال
چولا
یادو
لنکا

کو پرتھوی راج پر دوبارہ حملہ کی دعوت دی۔ لیکن ۱۱۹۴ء میں اُسی محمد غوری سے چندواڑہ کے مقام پر شکست کھائی۔ جے چند مارا گیا۔ اور قنوج پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس پر راٹھور راجپوت قنوج کو چھوڑ کر مارواڑ میں جا بسے۔

۴- **گجرات** - پہلے پہل یہاں گوجر راجپوتوں کے پری ہار خاندان کی حکومت تھی۔ بعد میں وہاں **چالوکیہ راجپوتوں کی بگھیلا** شاخ حکمران ہو گئی۔ ان کا پایہ تخت **انہلواڑہ** تھا۔ ۱۲۹۸ء میں علاؤالدین خلجی نے اسے فتح کر لیا ÷

۵- **کشمیر** - پہلے یہاں کرکوٹ خاندان حکومت کرتا تھا۔ جس کا مشہور راجہ **للت دتیہ** ہوا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے وقت یہاں رانی **ڈڈا** راج کرتی تھی۔ جس نے محمود کی افواج کو شکست دیکر واپسی پر مجبور کیا۔ بارھویں صدی میں یہاں کا راجہ **جے سنگھ** تھا۔ جس کے زمانے میں کشمیر کی مشہور تاریخ راج ترنگنی کا مصنف **پنڈت کلہن** ہوا ہے۔ ۱۳۳۹ء میں مسلمانوں نے اس ریاست پر قبضہ کر لیا ÷

۶- **مالوہ** - پرمار خاندان کا علاقہ تھا۔ **مُنج** اور **بھوج** اس خاندان کے مشہور راجے گزرے ہیں۔ بھوپال کے قریب کی جھیل بھوج پور کے راجہ بھوج نے بنائی تھی۔ یہ دونو راجے بڑے علم دوست اور سنسکرت زبان کے بڑے بھاری سرپرست تھے۔ ۱۱۶۰ء میں گجرات کے بگھیلا راجپوتوں نے مالوہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ÷

دکن کی ریاستیں :-

۱- **چالوکیہ خاندان** - راجہ ہرش کے زمانے میں یہ خاندان دکن کے

تمام خاندانوں کا سرتاج تھا - اور پولکے سین اس کا زبردست راجہ تھا - لیکن ۷۵۰ء کے قریب دکن کی مختلف اقوام نے راجپوتوں کے ایک قبیلہ راشٹر کوٹ کے ساتھ ملکر اس خاندان کو تباہ کر دیا - اس خاندان کی ایک شاخ نے دو سو سال بعد پھر اقتدار حاصل کر لیا - اور کلیان کو اپنا پایہ تخت بنایا - آخر یادو خاندان نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

۲ - راشٹر کوٹ کا خاندان - اس خاندان نے ۷۵۰ء سے ۱۰۰۰ء تک مغربی دکن پر حکومت کی - ایلور کا عظیم الشان کیلاش مندر جو پہاڑ کی چٹان کو کاٹ کر بنایا گیا تھا - اسی خاندان کی یادگار ہے۔

۳ - یادو خاندان - سری کرشن جی اسی خاندان سے تھے - اس خاندان کی تین شاخیں تھیں - ایک دوارکا میں - دوسری دیوگری میں اور تیسری میسور میں حکمران تھی - علاؤالدین خلجی کے سپہ سالار ملک کافور نے ان کو فتح کر لیا۔

مذکورہ راجپوت خاندانوں کے علاوہ دکن میں دراوڑ قوم کے اندھرا - پلو - چولا - پانڈی اور چیرا خاندان بہت عرصہ تک حکمران رہے۔

مُسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندوؤں کی عام حالت

Q. Write a short note on the religious and social condition of India on the eve of Mohammadan invasion.

سوال - مُسلمانوں کے حملے کے وقت ہندوؤں کی مذہبی اور مجلسی حالت پر ایک نوٹ لکھو۔

مسلمانوں کے حملہ کے وقت ہندوؤں کی مذہبی حالت

موریا خاندان کے زمانے میں بدھ مذہب ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلا گیا - اور ہندو مت کے پیرو خال خال ہی رہ گئے - لیکن تقریباً ایک ہزار سال کے بعد جب مسلمانوں نے ہندوستان پر حملے شروع کئے - تو ہندو مت ہندوستان کا مقبولِ عام مذہب تھا۔ یہ ہندو مت آریوں کے قدیمی ہندو دھرم سے بہت مختلف تھا۔ اس نئے ہندو مت میں بُدھ اور جین مت کے بہت سے اصول اور بیرونی حملہ آوروں کی کئی ایک رسمیں شامل کر لی گئی تھیں۔ ایک ایشور کے علاوہ برہما - وشنو - مہیش - گنیش - رام - لچھمن - سیتا اور کرشن کی مورتیوں کی پرستش شروع ہو گئی - مہاتما بُدھ کو بھی اوتار مان لیا گیا - راجاؤں نے بڑی بڑی جاگیریں مندروں کے نام وقف کر دیں - دولت کی فراوانی کے باعث مندروں کے پجاری عیش کے غلام ہو کر اعلیٰ اخلاق سے گر گئے - دیوی دیوتاؤں

کے نام پر قربانی کی رسم جاری ہو گئی - صبح و شام دیوتاؤں
کی آرتی گھنٹے - گھڑیال اور باجوں سے شروع کر دی گئی -
تیوہاروں کے موقعوں پر بڑے عالیشان جلوس نکالے جانے
لگے - پہلے جہاں ویدوں اور اُپنشدوں کی کتھا ہوتی تھی - اب
وہاں پران پڑھے جانے لگے ۔

مجلسی حالت

مجلسی لحاظ سے بھی ہندو گراوٹ کے
گڑھے میں گر گئے تھے - ذات پات کی
قیود بہت کڑی کر دی گئیں - اعمال کو کم اور ذات کو زیادہ
اہمیت دی جانے لگی - راجپوت خود تو سوائے لڑائی کرنے کے
اور کچھ جانتے ہی نہ تھے - اس لئے مجلسی معاملات کی رہنمائی
پُورے طور پر برہمنوں کے ہاتھ میں آ گئی - علم اور مذہب کے
واحد اجارہ دار تو وہ آگے ہی بن چکے تھے - اب سیاسی
اور مجلسی معاملات بھی انہی کی رائے سے طے ہونے لگے غرضیکہ سوسائٹی
میں برہمنوں کا درجہ اتنا اُونچا ہو گیا - کہ ان کی مدد کے بغیر دین
اور دنیا کا حاصل کرنا امرِ محال ہو گیا ۔

سوسائٹی میں برہمنوں سے اُتر کر راجپوتوں کی عزت تھی - تاجروں
اور زراعت پیشہ لوگوں کا مجلسی رُتبہ بہت ادنےٰ قرار دیا گیا -
سوئمبر کی رسم جو بُدھ مت کے زمانے میں نابود ہو گئی تھی - پھر سے
تازہ ہو گئی - دختر کشی - ستی اور جوہر کی رسوم نے زور پکڑا - مندر
جو پہلے تعلیم کے استھان تھے - اب عیش و عشرت یا بھنگ پینے کی
جگہ بن گئے - اکثر پجاری اور مہنت علم سے بے بہرہ رہنے لگے -
مختلف دیوتاؤں کی پرستش نے ایک کو دُوسرے کے خلاف کر دیا - شِو
کے پجاری وشنو کے ماننے والوں کو اور رام کے ماننے والے کرشن

کے بھگتوں کو بُرے بُرے ناموں سے یاد کرنے لگے - ان تمام باتوں نے ہندوؤں کو اتنا گرا دیا - کہ وہ اس قابل نہ رہے - کہ غیر ملکی حملہ آوروں کے سامنے کھڑے بھی ہو سکیں -

Q. What are the sources of the Mohammadan period of Indian History.

سوال - مسلمانوں کے زمانے کی ہندوستانی تاریخ کے ماخذ بتاؤ؟

ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ تیار کرنا آسان ہے - کیونکہ مسلمان علماء کو تاریخ نویسی میں خاص مذاق تھا - نیز عموماً مُسلمان بادشاہ بھی اس بارے میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے - اسلامی تاریخ ہند کے ماخذ ذیل میں درج ہیں :-

۱- **مسلمان بادشاہوں کی خود نوشت سوانح عمریاں -** اکثر مسلمان بادشاہوں نے اپنی زندگی کے حالات خود لکھے ہیں - جن میں سے فیروز شاہ تغلق کی سوانح عمری - تزک تیموری - تزکِ بابری - تزک جہانگیری خاص طور پر مشہور ہیں -

۲- **مسلمان مصنفین کی تاریخی کتابیں** - ابوالفضل کا آئین اکبری - اکبر نامہ - رقعاتِ عالمگیری -

۳- **غیر ملکی سیاحوں کے سفر نامے** - ابنِ بطوطا - فرشتہ اور برنیر کی تاریخیں اور سفر نامے -

۴- **شاہی عمارتیں - سکّے اور یادگاریں** - مثلاً دہلی - آگرہ - فتح پور سیکری - جونپور - لکھنئو - لاہور - شاہدرہ - رہتاس - اٹک وغیرہ کی عمارات -

۵- **سر طامس رو - سر ایلیٹ - پروفیسر جان ڈوسن** وغیرہ انگریزوں کے خطوط - معلومات اور تصنیفات -

Q. Write a short note on the life of the founder of Islam and give a brief account of his teaching.

سوال - اسلام اور اس کے بانی کی زندگی پر ایک نوٹ لکھو ؛

پیدائش اور بچپن - حضرت محمدؐ ملکِ عرب کے شہر مکہ میں ایک معزز قبیلے قریش کے ایک سردار عبداللہؑ کے ہاں سنہ ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے - بچپن ہی میں سر سے والدین کا سایہ اُٹھ جانے کے باعث آپ کی پرورش کا بوجھ آپ کے دادا اور اس کے بعد آپ کے چچا ابو طالب پر پڑا - ابتدائی عمر ہی سے آپ میں غور و خوض کی عادت تھی - اور لوگ آپ کی دیانتداری - راستبازی اور خیالات کی پاکیزگی کے لئے آپ کی بڑی عزت کرتے تھے ؛

شادی - پچیس سال کی عمر میں آپ ایک دولتمند بیوہ خاتون خدیجہ کے ہاں ملازم ہو گئے - جس نے تجارت کے سلسلہ میں آپ کو شام - کنعان - یمن وغیرہ کئی ممالک میں بھیجا - جس سے آپ کا تجربہ بہت وسیع ہو گیا - آخر آپ کے حُسنِ اخلاق کی گرویدہ ہو کر خدیجہ نے آپ سے شادی کر لی ؛

نبوت کا اعلان اور ہجرت - اس طرح سے آپ مالی تفکرات سے آزاد ہو گئے - اور آپ نے اپنی ساری توجہ روحانیت

کی طرف لگائی - چالیس سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا اعلان کر کے اسلام کی بنیاد ڈالی - ان دِنوں عرب کے لوگ بُت پرست تھے اور ان میں جوا بازی - شراب نوشی - قتل و غارتگری وغیرہ کئی قبیح رسمیں پائی جاتی تھیں - نیز وُہ بہت سے قبائل میں منقسم تھے اور ذرا ذرا سی بات پر سالوں ایک دُوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے - آپ نے ایسے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا - اور کہا - کہ "خدا ایک ہے - اور مَیں اُس کا رسول ہوں - تم پر واجب ہے - کہ بُت پرستی ترک کر کے صرف ایک خدا پر ایمان لاؤ - ہر ایک انسان کو بھائی سمجھو - اور تمام برائیاں چھوڑ دو" لیکن مکّہ کے لوگوں نے آپ کی مخالفت کی - اور سخت تکلیفیں دیں جس پر آپ نے معہ اپنے ہمراہیوں کے ۶۲۲ء میں مکّہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی - اس تاریخ سے مسلمانوں کا سنِ ہجرت شروع ہوتا ہے ×

مدینہ کے لوگوں نے آپ کی مدد کی - جس پر آپ نے مکّہ فتح کر کے وہاں سے بت پرستی کا خاتمہ کر دیا - اس کے تھوڑا عرصہ بعد اکثر اہلِ عرب مسلمان ہو گئے - آپ نے ۶۳۲ء میں وفات پائی - وُہ تمام الہامات جو آپ کو وقتاً فوقتاً حضرت جبرئیل فرشتہ کے ذریعے خدا کی طرف سے ہوتے رہے - آپ کی وفات کے بعد کتابی صورت میں جمع کر لیے گئے - یہ کتاب قرآن شریف کہلاتی ہے ×

اسلام کی ترقی - حضرت محمدؐ صاحب کی وفات پر یکے بعد دیگرے چار اصحاب خلیفہ بنے - ان کے عہد میں اسلام نے بہت ترقی کی - خاصکر دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں

نے شام - کنعان - عراقِ عرب - آرمینیا - ایران اور مصر کو فتح کر
لیا - ۷۵۰ء تک چینی ترکستان سے ٹرکی اور مصر سے سپین تک تمام
ممالک مسلمانوں کی حکومت میں شامل ہو گئے - اور ان ممالک کے
اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ۔

مسلمانوں کے ابتدائی حملے

Q. Give a brief account of the Arab conquest of Sindh. (P.U. 1921)

سوال - عربوں کی فتح سندھ کا حال مختصر طور پر بیان کرو ۔

آٹھویں صدی کے شروع تک عربوں نے ایران اور اِس کے
اردگرد کے علاقوں پر قبضہ جما لیا تھا - اور ان کے تجارتی تعلقات
مغربی ہند کی بندرگاہوں سے قائم ہو چکے تھے - انہی دنوں میں عرب
کے چند تجارتی جہازوں کو سمندری قزاقوں نے لوٹ لیا - اِس
پر بصرہ کے گورنر حجاج نے راجہ داہر والئے سندھ کو مسلمانوں
کے نقصان کی تلافی کرنے کو لکھا - لیکن راجہ نے اس بنا پر کہ دیول
کی بندرگاہ جہاں جہاز لوٹے گئے تھے - اس کی عملداری میں نہیں -
معاوضہ کی ادائیگی سے انکار کر دیا - اس پر حجاج نے اپنے اٹھارہ
سالہ نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کی سرکردگی میں ایک فوج بھیجی -
جس نے مکران کی راہ ۷۱۲ء میں سندھ پر حملہ کیا - اس نے پہلے
تو دیول لیا - پھر راور کے میدان میں راجہ داہر کو شکست
دی - داہر مارا گیا - اس کی رانی نے کچھ عرصہ تک عربوں کا
مقابلہ کیا - لیکن جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی - تو سہیلیوں

سمیت جوہر کی رسم ادا کر کے جل مری - اب محمد بن قاسم نے مُلتان تک کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا +

سندھ و مُلتان کا انتظام - محمد بن قاسم نے ہندوؤں کے مندروں اور مقدس مقامات کو کوئی نقصان نہ پہنچایا - اور اطاعت قبول کرنیوالوں سے نہایت مہربانی اور رواداری سے سلوک کیا - چونکہ ان دنوں اس نئے فتح کئے ہوئے علاقہ میں اہلِ عرب کی تعداد بہت کم تھی - اس لئے حکومت کا کام زیادہ تر ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں رہا - اور اس طرح سے اسلامی حکومت ہو جانے کے باوجود عام ہندو باشندوں کو وہی حقوق حاصل رہے - جو اِن کو ہندو راج کے زمانے میں حاصل تھے - اور نہ ہی ہندوؤں کے مجلسی انتظام میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی - ۷۱۴ء میں خلیفہ بغداد نے محمد بن قاسم سے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے قتل کرا دیا - اس قتل کے بعد بیس سال کے اندر ہی یہ علاقہ پھر راجپوتوں کے قبضہ میں چلا گیا -

اِس فتح کے مستقل ثابت نہ ہونے کی وجوہات :-

۱ - محمد بن قاسم کی وفات کے بعد کوئی قابل جرنیل یا منتظم نہ رہا - جو ملک کو قبضہ میں رکھ سکتا +

۲ - خلیفہ نے بھی ایسے دُور دراز کے بنجر اور ریگستانی علاقے کو اپنے قبضہ میں رکھنا مفید نہ سمجھا +

۳ - اس زمانے میں سندھ کے قرب و جوار میں زبردست راجپوت ریاستیں موجود تھیں - جو غیر ملکی حملہ آوروں کے مستقل طور پر حکومت قائم کرنے کے راستے میں بڑی بھاری روکاوٹ تھیں +

Q. Who was Sabuktagin? Give a brief account of his invasion of the Punjab.

سوال - سبکتگین کون تھا - اس کے پنجاب پر حملہ کا مختصر حال لکھو۔

جواب - خلافت بغداد کے زوال کے دنوں میں افغانستان کے ایک شہر غزنی میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی سلطنت قائم ہو گئی - جس کا حاکم سبکتگین ایک بہادر عقلمند اور رحمدل انسان تھا - اس نے اپنی حکومت کو پنجاب کی مغربی سرحد تک پہنچا دیا - راجہ جے پال والئے پنجاب کو سبکتگین کی اس روز افزوں ترقی سے خدشہ پیدا ہو گیا - چنانچہ اس نے درہ خیبر کو عبور کر کے غزنی پر چڑھائی کی - ابھی دونو لشکر آمنے سامنے آئے ہی تھے - کہ برف گرنی شروع ہو گئی - راجہ کی افواج سردی کی شدت کو برداشت نہ کر سکیں - اس لئے راجہ نے تاوان جنگ ادا کرنے کے وعدہ پر سبکتگین سے صلح کر لی - لاہور پہنچ کر راجہ اپنے اقرار سے منحرف ہو گیا۔ اس پر سبکتگین نے پٹھانوں کے ایک بھاری لشکر سے پشاور کے علاقہ پر حملہ کر دیا - اب کی دفعہ راجہ جے پال نے دہلی۔ اجمیر اور کالنجر کے راجاؤں کو مدد کے لئے بلا لیا تھا - لیکن پھر بھی شکست کھائی - اور پٹھانوں نے پشاور تک کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا ۔

محمود غزنوی

Q. Who was Mahmud? Give an account of his important invasions. What was his object and how far did he achieve it?

(P.U. 1914, 20, 26, 35) **Imp.**

سوال - محمود کون تھا - اس کے مشہور حملوں کا حال بیان کرو - اس کے حملوں کی غرض و غایت کیا تھی - اور اس مدعا میں وہ کہاں تک کامیاب ہوا؟

محمود کون تھا

محمود سبکتگین والئے غزنی کا بیٹا تھا - جو اپنے باپ کی وفات کے بعد ۹۹۸ء میں غزنی کے تخت پر بیٹھا ؛

محمود کے حملے

محمود نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے - ان میں سے مفصلہ ذیل زیادہ مشہور ہیں :-

پہلا حملہ پنجاب پر - ۱۰۰۱ء میں پنجاب کے راجہ جے پال پر کیا - اور اسے پشاور کے قریب شکست دیکر گرفتار کر لیا - جے پال کے بیٹے انند پال نے زرِ فدیہ ادا کرکے اپنے باپ کو رہائی دلائی - جے پال متواتر شکستوں کی شرمندی کے باعث زندگی سے بیزار ہو گیا - اور زندہ ہی چتا پر بیٹھ کر جل مرا - اس کے بعد اس کا بیٹا انند پال گدی پر بیٹھا ؛

دوسرا حملہ انند پال پر ۱۰۰۸ء - انند پال کچھ عرصہ تو باقاعدہ خراج ادا کرتا رہا - پھر اس نے مذہب اور قوم کے نام پر شمالی ہند کے مختلف راجاؤں سے اپیل کی - جس پر دہلی - گوالیار - اجین - کالنجر - قنوج وغیرہ کے راجے اپنے لشکروں کے ساتھ

انند پال کی مدد کو آ گئے - دریائے جہلم اور سندھ کے درمیانی علاقہ کی گکھڑ اور کھوکھر اقوام نے بھی دل کھول کر مدد کی حتیٰ کہ اُن کی عورتوں نے اپنے زیورات بیچ کر اور چرخہ کات کر روپیہ جنگ کے لئے بھیجا - اس لشکرِ کثیر کے ساتھ انند پال محمُود کے مقابلہ پر آیا - پشاور کے قریب لڑائی ہوئی - اور چالیس روز تک میدانِ کارزار جما رہا - چالیسویں روز پنجابیوں کی ایک جمعیت نے اُس پہاڑی پر چڑھنا شروع کر دیا - جہاں محمُود اپنے چیدہ لشکر کے ساتھ موجود تھا - پٹھانوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا - لیکن گکھڑوں اور کھوکھروں کے مذہبی جوش سے سرشار فوجوں کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ چل سکی - اور وہ پہاڑی کے اوپر کے کنارے کے قریب پہنچ گئیں - قریب تھا - کہ ہندوستانی فوج کو فتح ہو - کہ ایک تیر راجہ کے ہاتھی کو ایسا لگا - کہ وہ بپھر کر بھاگا - اسے بھاگتا دیکھ کر باقی راجاؤں نے بھی لڑائی سے مُنہ پھیر لیا - محمود نے بھاگتوں کا تعاقب کر کے ہزاروں کو تہ تیغ کیا - اور بیشمار سامانِ غنیمت اور دریائے سندھ سے مغرب کے علاقہ پر قبضہ کر کے غزنی کو مراجعت کی ۔

چوتھا حملہ نگر کوٹ پر ۱۰۰۹ء - اس دفعہ محمود نے نگر کوٹ یا کوٹ کانگڑہ پر حملہ کر کے مندر کو لوٹ لیا - بیشمار مالی دولت کے ساتھ غزنی کو واپس چلا گیا ۔

بارھواں حملہ قنوج اور متھرا پر ۱۹-۱۰۱۸ء - ۱۰۱۸ء میں محمُود نے ایک بڑے بھاری لشکر کے ساتھ قنوج پر حملہ کیا - راجہ نے اطاعت قبول کر لی - اس پر محمود متھرا کے راستہ واپس لوٹا - یہ شہر سری کرشن جی کی جنم بھُومی ہونے کے باعث ہندوستان

کا ایک متبرک استھان تھا۔ اور ہزارہا سال سے اس کے مندر دولت سے اٹے پڑے تھے۔ محمود نے بیس دن تک اس کو خوب لوٹا۔ اور اس کے مندروں اور بتوں کو مسمار کر کے کروڑہا روپیہ کے زر و جواہر یہاں سے غزنی لے گیا۔

چودھواں حملہ لاہور پر ۱۰۲۱ء۔ محمود نے لاہور کو فتح کر کے پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور یہاں ایک مسلمان گورنر مقرر کر دیا۔

سترھواں حملہ سومنات پر ۱۰۲۵ء۔ ۱۰۲۴ء میں محمود غزنی سے درہ بولان کے راستے ہندوستان پر آخری حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ اب کے اس کا ارادہ سومناتھ کے مندر کو لوٹنے کا تھا۔ یہ مندر گجرات کاٹھیاواڑ کے جنوب میں سمندر کے کنارے ایک قلعہ میں واقع تھا۔ محمود پہلے اجمیر پہنچا۔ پھر کوچ در کوچ کرتا ہوا گجرات کے پایۂ تخت انہلواڑہ سے گزر کر سومنات جا پہنچا۔ محمود کے حملے کی خبر سن کر دور دراز سے راجہ اپنی فوجیں لے کر مندر کی حفاظت کے لئے آ پہنچے۔ چار روز تک گھمسان کا جنگ رہا۔ مگر آخر فتح محمود کے ہاتھ رہی۔ محمود نے مندر میں داخل ہو کر بت کو توڑ دیا۔ جس میں سے کروڑہا روپیہ کے زر و جواہرات نکلے۔ اس لوٹ کے بعد محمود غزنی واپس چلا گیا۔

محمود کے حملوں کی غرض و غایت۔ ۱۔ محمود نے ہندوستان کی خوشحالی اور زر و دولت کے بہت سے قصے سنے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ اس ملک کو لوٹ کر غزنی کو مالا مال کرنا چاہتا تھا۔

۲۔ وہ ایک پرجوش مسلمان تھا۔ لہٰذا وہ مذہب اسلام کی اشاعت

کا بھی خواہشمند تھا ؀

۳- محمود اپنے باپ کے ساتھ جے پال کی جنگوں میں شامل تھا۔ اور اس نے دیکھ لیا تھا - کہ ہندوستانی خواہ کتنے ہی بہادر کیوں نہ ہوں وہ مغربی حملہ آوروں کے سامنے ٹھیر نہیں سکتے - ہندوستانیوں کی اس کمزوری نے اس کے دل میں فتوحات کا شوق پیدا کر دیا - اور اس کی ناموری حاصل کرنے کی خواہش کو پورا کر دیا ؀

حملوں کا نتیجہ - محمود کے اکثر حملے مندروں پر ہوئے - جس سے بہت حد تک اس کا مقصد پورا ہو گیا - دولت ہاتھ آئی - بت پرستی کی بیخکنی کی - اور دنیا میں شہرت پائی - لیکن سوائے پنجاب کے کسی علاقہ کو مستقل طور پر اپنی حکومت میں شامل نہ کیا ؀

Q. Describe the character of Mahmud of Ghazni. (P.U. 1935)

سوال - محمود غزنوی کا چال چلن بیان کرو ؀

محمود کا چال چلن اور خصائل

سلطان محمود ایک بیخوف سپاہی - قابل جرنیل اور عالی ہمت شہزادہ تھا - اس نے اپنے قوتِ بازو سے غزنی کی چھوٹی سی ریاست کو ایک بڑی زبردست سلطنت بنا دیا - اس کا ہندوستان پر بار بار کامیابی سے حملے کرنا اس کی بہادری اور قابلیت کا بیّن ثبوت ہے ؀

محمود خود عالم تھا اور عالموں کی قدر کرتا تھا - اس نے غزنی میں ایک یونیورسٹی - ایک بڑا کالج اور ایک عالیشان لائبریری قائم کی - مستحق طلباء اور علماء کو وظائف دیئے - فرخی - عنصری

اور فردوسی جیسے فارسی کے شاعر اور البرونی جیسے سنسکرت ریاضی اور جوتش کے ماہر اور مورخ اس کے دربار کی زینت تھے۔ غزنی کے عالیشان محلات۔ مسجدیں۔ باغات۔ عجائب گھر۔ حوض اور حمام ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس کو عمارات کے بنوانے اور رفاہ عامہ کے کاموں میں خاص دلچسپی تھی*

محمود پہلے درجے کا انصاف پسند بادشاہ تھا۔ مظلوموں اور دکھیوں کی فریادوں کو وہ غور سے سنتا اور ان کا انسداد کرتا تھا۔ اس کو دولت جمع کرنے کی ہوس بھی بہت تھی لیکن لوٹ مار سے جمع کردہ روپیہ کو اس نے غزنی کی آراستگی اور اہل علم کی سرپرستی میں صرف کیا*

نقائص ۔ محمود نقائص سے بھی مبرا نہ تھا۔ اس کے چال چلن کی بڑی برائی اس کا لالچی ہونا تھا۔ فردوسی سے اس نے اقرار کیا۔ کہ اگر تم شاہنامہ نظم میں تیار کرو۔ تو فی شعر ایک اشرفی دوں گا۔ لیکن جب تیس سال کی محنت شاقہ کے بعد اس نے تیس ہزار اشعار کی کتاب پیش کی۔ تو محمود کا ارادہ بدل گیا۔ اور فردوسی کو ایک اشرفی کے بدلے ایک دینار دینا چاہا۔ جس کے لینے سے اس نے انکار کر دیا۔ اور آخر اس کے دربار کو چھوڑ کر اپنے وطن مشہد کو چلا گیا*

اس عظیم الشان بادشاہ نے ۱۰۳۰ء میں وفات پائی*

غوری خاندان

Q. Give a brief account of the invasions and conquest of India by Mohammad Ghauri and his generals. (P.U. 1919, 22, 26) Imp.

سوال - محمد غوری کے حملوں اور اس کی اور اس کے جرنیلوں کی فتوحات کا حال بیان کرو۔

محمود کی وفات کے بعد اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور آخرکار **غیاث الدین** اور **شہاب الدین** نامی دو بھائیوں نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں اپنی حکومت مستحکم کرنے کے بعد محمد غوری نے ہندوستان کا رخ کیا **اس کا مقصد محمود غزنوی کی طرح لوٹ مار کرنا ہی نہیں تھا۔ بلکہ اس کا اصلی مدعا ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنا تھا۔**

محمد غوری کے حملے

۱- **فتح ملتان و سندھ** - ۱۱۷۵ء میں محمد غوری نے ملتان کو فتح کرکے اپنی حکومت میں ملا لیا۔ اس کے بعد سندھ کے کچھ علاقے کو مطیع کیا۔

۲- ۱۱۸۶ء میں غزنی خاندان کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو لاہور سے نکال کر پنجاب پر قبضہ کر لیا۔

۳- **ترائن (تراوڑی) کی پہلی لڑائی** - محمد غوری نے ۱۱۹۱ء میں پرتھی راج والئے اجمیر و دہلی پر حملہ کیا۔ شمالی ہند کے اکثر راجے پرتھی راج چوہان کی مدد کو اکٹھے ہو گئے۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ محمد غوری زخمی ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی افغانوں نے بھی راہِ

فرار اختیار کی ⁂

راجپوتوں میں پھوٹ - پرتھی راج کی فتح اور چند دیگر وجوہات کے باعث جے چند کی حسد کی آگ اور بھڑک اٹھی - اس نے پرتھی راج کے خلاف چند راجاؤں کو اپنے ساتھ ملا لیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ شمالی ہند کے راجپوت دو مخالف گروہوں میں بٹ گئے ⁂

۴- ترائن (تھانیسر) کی دوسری لڑائی ۱۱۹۲ء - محمد غوری نے راجپوتوں کی اس پھوٹ سے فائدہ اٹھا کر ایک لاکھ پچیس ہزار فوج سے دہلی پر حملہ کیا - تھانیسر کے مقام پر لڑائی ہوئی - اس دفعہ راجپوتوں کو شکست ہوئی - اور پرتھی راج مارا گیا - یہ لڑائی فیصلہ کن تھی - کیونکہ دہلی اور اجمیر مسلمانوں کے ہاتھ میں آ جانے کے باعث ان کے لئے ہندوستان کی فتح کا راستہ کھل گیا ⁂

۵- چندواڑہ کی جنگ ۱۱۹۴ء - محمد غوری نے ۱۱۹۴ء میں جے چند اور اس کے ساتھیوں کو چندواڑہ کے مقام پر شکست دی - جے چند مارا گیا - اور قنوج - الہ آباد اور بنارس محمد غوری کے قبضہ میں آ گئے ⁂

جے چند کو عام مورخ غدّار کے نام سے یاد کرتے ہیں ⁂

۶- فتح کالنجر - قنوج کی فتح کے بعد محمد غوری اپنے ایک معتمد غلام قطب الدین ایبک کو نئے فتح کئے ہوئے علاقے کا حاکم بنا کر غزنی واپس چلا گیا - قطب الدین نے چند سالوں کے اندر ہی کالنجر اور دیگر بڑے بڑے شہروں کو فتح کر کے تمام بندھیلکھنڈ اور گجرات کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا ⁂

۷- فتح بنگال و بہار - محمد غوری کے دوسرے غلام بختیار خلجی نے ۱۱۹۷ء میں بہار فتح کرکے بُدھ مت کے مٹھوں اور عبادت گاہوں کو تباہ کر دیا - اور بعد ازاں بختیار خلجی نے گھوڑوں کے سوداگروں کے بھیس میں بنگال کی راجدھانی ندیا میں داخل ہو کر دربانوں کو قتل کرکے شہر پر قبضہ کر لیا - وہاں کا راجہ لکشمن سین بھاگ گیا - اور اس طرح سے بنگال و بہار کے قبضے میں آ گیا۔

۸- گکھڑوں سے جنگ - ۱۲۰۵ء میں پنجاب میں گکھڑوں نے بغاوت کی - اس پر محمد غوری نے ۱۲۰۶ء میں ان کو شکست فاش دی - اور بہت بیدردی سے سینکڑوں باغیوں کو موت کے گھاٹ پار اتارا - اس بغاوت کو فرو کرنے کے بعد وہ غزنی کو واپس جا رہا تھا - کہ کسی گکھڑ نے دھمیاک ضلع جہلم کے مقام پر اسے قتل کر دیا۔

Q. Trace the causes that helped Mohammadans to found an empire in India.

سوال - وہ وجوہات بیان کرو - جن کے سبب سے مسلمان ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہوئے۔

مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب :- ۱- ہندوستان میں پھوٹ کا بازار گرم تھا - اسی سبب سے راجپوت مشترکہ دشمن کے برخلاف کبھی بھی متحد نہ ہو سکے - اور اگر وہ کسی موقعہ پر اکٹھے ہو کر دشمن کے مقابلہ پر آئے - تو بھی اُن کے اپنے اپنے سپہ سالار ہوتے تھے - ان کے برعکس مسلمان ہمیشہ ایک ہی سپہ سالار کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔

۲- مسلمانوں میں مذہبی جوش زیادہ تھا - نیز غریب ہونے کے باعث وہ ہمیشہ لوٹ مار کی خاطر لڑائی پر تیار رہتے تھے۔

۳- جے چند اور پرتھی راج کی باہمی عداوت نے شمالی ہند کے اکثر راجپوتوں کو دو مخالف فریقوں میں منقسم کر دیا۔

۴- مسلمان سرد علاقہ کے باشندے ہونے کے باعث زیادہ بہادر اور جنگجو تھے - نیز مسلمانوں کی پیادہ فوج چست اور قواعد دان تھی - اور رسالہ میں تیز ٹمہ کی گھوڑے ہوتے تھے - اس کے برخلاف راجپوتوں کی فوج میں جنگی ہاتھی ہوتے تھے - جو بعض اوقات اپنی ہی فوج کو کچل ڈالا کرتے تھے۔

۵- ہر ایک مسلمان اسلام کا سپاہی تھا - لیکن اس کے برخلاف ہندوستان میں لڑائی کا کام صرف راجپوتوں کے سپرد تھا۔ برہمن - ویش - شودر وغیرہ جو آبادی کا کثیر حصّہ ہوتے تھے۔ لڑائی میں دلچسپی لینا اپنا فرض نہیں سمجھتے تھے - اس لئے وُہ نتائج جنگ سے بے پرواہ رہا کرتے تھے۔

Q. Who was the real founder of Muslim rule in India, Mahmud Ghaznavi or Mohammad Ghauri? Give reasons in support of your answer. **Imp.**

سوال - محمد غوری اور محمود غزنوی میں سے کونسا ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا بانی تھا - اپنے جواب کی وجوہات بھی بیان کرو

محمود کا ہندوستان پر بار بار حملے کرنے کا مطلب لوٹ کھسوٹ سے دولت جمع کرنا تھا - جس سے وہ غزنی کو مالا مال کرنا چاہتا تھا اسی لئے اُس نے غربا کو عام طور پر قتل نہ کیا - ساتھ ہی اس کا مطلب بُت پرستی کو ہٹانا تھا - ان دو مقاصد کے حصول کے

لئے اُس نے عموماً اُن مقامات پر حملہ کیا - جہاں قدیمی مندر تھے - اور جہاں سالہا سال سے دولت جمع ہو رہی تھی - لیکن محمد غوری کا مدعا لوٹ کھسوٹ کے علاوہ ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنا تھا - اسی لئے اس نے اپنے دشمن راجپوتوں کو چُن چُن کر قتل کیا - اور اس قتل میں گناہ گار یا بے گناہ کی تمیز نہ کی - دہلی اور اجمیر میں راجپوتوں اور پنجاب میں گکھڑوں کے بے ضرورت قتل اس بات کا بین ثبوت ہیں - نیز اس نے ریاستوں کے دارالخلافوں اور اُن بڑے بڑے شہروں پر حملے کئے - جو سیاسی طور پر اس کو مفید ہو سکتے تھے - اور مندروں اور مقدس مقامات پر بہت کم حملے کئے ؀

دہلی کے افغان بادشاہ

۱۲۰۶ء سے ۱۵۲۶ء تک مفصلہ ذیل پانچ افغان خاندانوں نے ہندوستان پر حکومت کی :-

۱ - خاندان غلامان	۱۲۰۶ء	سے	۱۲۹۰ء تک
۲ - خاندان خِلجی	۱۲۹۰ء	سے	۱۳۲۰ء تک
۳ - خاندان تغلق	۱۳۲۰ء	سے	۱۴۱۴ء تک
۴ - خاندان سادات	۱۴۱۴ء	سے	۱۴۵۰ء تک
۵ - خاندان لودھی	۱۴۵۰ء	سے	۱۵۲۶ء تک

خاندان غُلامان

Q. What do you understand by the Slave kings? Why were they called so? Give a brief description of the founder of the Slave dynasty.

سوال - غلام بادشاہوں سے تم کیا سمجھتے ہو - ان کو ایسا کیوں کہتے تھے - غلام خاندان کے بانی کا حال لکھو ۔

غلام خاندان کا بانی قطب الدّین ایبک تھا - جو شہاب الدین محمد غوری کا ایک غلام تھا - اس خاندان کے باقی بادشاہ بھی یا تو خود غلام تھے - یا غلاموں کی اولاد تھے - اس لئے اس خاندان کو خاندانِ غلاماں کہتے ہیں ۔

اس خاندان کے مفصلہ ذیل بادشاہ ہو گزرے ہیں :-

قطب الدّین ایبک	۱۲۰۶ء	سے	۱۲۱۰ء تک
آرام (چند ماہ)	۱۲۱۰ء	سے	۱۲۱۱ء تک
شمس الدّین التمش	۱۲۱۰ء	سے	۱۲۳۶ء تک
رکن الدّین (چند ماہ)	۱۲۳۶ء	سے	۱۲۳۶ء تک
سلطانہ رضیہ بیگم	۱۲۳۶ء	سے	۱۲۳۹ء تک
بہرام	۱۲۳۹ء	سے	۱۲۴۲ء تک
علاؤ الدّین	۱۲۴۲ء	سے	۱۲۴۶ء تک
ناصر الدین محمود	۱۲۴۶ء	سے	۱۲۶۶ء تک
غیاث الدین بلبن	۱۲۶۶ء	سے	۱۲۸۶ء تک
کیقباد	۱۲۸۶ء	سے	۱۲۹۰ء تک

قطب الدّین ایبک - محمد غوری کا ایک ترکی غلام تھا

جو اپنی بہادری اور لیاقت سے سپہ سالار بن گیا - جب محمد غوری
قنوج کو فتح کر کے واپس غزنی چلا گیا - تو اسے نائب السلطنت مقرر
کر کے دہلی چھوڑ گیا - ان ایام میں اس نے بندھیلکھنڈ اور گجرات
کو فتح کر لیا - ۱۲۰۶ء میں محمد غوری کی وفات پر قطب الدین
ہندوستان کا بادشاہ بن گیا - یہ شخص بڑا بہادر - انصاف
پسند اور سخی تھا - لوگ اس کی سخاوت کے باعث اس کو لکھ
داتا کہتے تھے - اس نے محمد غوری کے دوسرے غلام تاج الدین
یلدوز کی بیٹی سے خود شادی کی - اور تیسرے غلام ناصر الدین
قباچہ کے ساتھ اپنی بہن کی شادی کر دی اور اپنے ایک ہونہار
غلام شمس الدین التمش کی شادی اپنی بیٹی سے کر دی -- ان
رشتہ داریوں کے ذریعے اس نے اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا -
۱۲۱۰ء میں وہ لاہور میں چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کر مر گیا -
مشہور قطب مینار کی تعمیر اسی بادشاہ نے شروع کرائی تھی -
جسے التمش نے اپنے زمانہ میں ختم کرایا +

Q. Give a brief description of the reign of Altamash. (P.U. 1923, 28, 29, 38)

سوال - التمش کے عہدِ سلطنت کا حال لکھو +

شمس الدین التمش قطب الدین ایبک کا ایک ترک غلام
تھا - لیکن ترقی کرتے کرتے پہلے تو گورنر بہار بنا - اور بعد میں اس
کی بہادری اور قابلیت کو دیکھ کر قطب الدین نے اس کو داماد
بنا لیا - بادشاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا آرام تخت نشین
ہوا - لیکن امرا نے اس کو نا قابل پا کر التمش کو بادشاہ بنا دیا +

تخت نشینی کے وقت ملک کی حالت | تخت پر بیٹھتے

وقت اس کی سلطنت کوئی ایسی مستحکم نہ تھی - پنجاب سے تاج الدّین یلدوز حاکم غزنی و پنجاب نے دہلی پر چڑھائی کی - جسے اس نے ۱۲۱۵ء میں تھانیسر کے قریب شکست دے کر غزنی کی طرف ہٹا دیا ۔

۱۲۱۷ء میں بنگال میں بختیار خلجی اور ملتان و سندھ میں ناصر الدّین قباچہ نے بغاوت کی - لیکن زک اٹھائی - اور مطیع ہو گئے ۔

ان بغاوتوں کو فرو کر کے التمش راجپوت ریاستوں کی طرف متوجہ ہُوا - اور اجین - گوالیار اور رنتھمبور کو چھ سال کی لڑائیوں کے بعد فتح کر لیا - اس بادشاہ کو اس کی فتوحات اور دیگر خدمات سے خوش ہو کر خلیفہ بغداد نے سلطان ہند کا خطاب دیا ۔

چنگیز خاں مغل وسطِ ایشیا سے انہی دنوں ایک وحشی اور خونخوار قبیلہ نے سر اٹھایا - چنگیز خان ان کا لیڈر تھا - اُس نے ترکستان کو فتح کر کے خوارزم پر حملہ کیا - یہاں کا بادشاہ جلال الدّین بھاگ کر دہلی چلا آیا - اور التمش سے مدد کا خواہاں ہُوا - چنگیز خان بھی اس کے تعاقب میں ۱۲۲۱ء میں دریائے سندھ تک آیا - لیکن یہ معلوم کر کے کہ التمش نے جلال الدین کو مدد دینے سے انکار کر دیا ہے - وہ وہیں سے واپس چلا گیا ۔

قُطبِ مینار کی تکمیل التمش نے قطبِ مینار اور قطبی مسجد کو مکمل کیا -

۱۲۳۶ء میں وفات پائی ۔

Q. Give a brief account of the reign of Sultana Razia. (P.U. 1928, 29) **Imp.**

سوال - سلطانہ رضیہ کے زمانے کے واقعات لکھو۔

التمش کے بعد اس کا بیٹا رکن الدّین بادشاہ بنا - لیکن نالائق ہونے کے باعث امرا نے اس کو اتار کر التمش کی بیٹی رضیہ کو تخت نشین کر دیا - رضیہ گو عورت تھی - مگر نہایت قابل اور دلیر تھی - اور التمش اکثر کہا کرتا تھا - کہ وہ بیس بیٹوں سے بھی بہتر ہے - یہی وجہ تھی - کہ دہلی سے اپنی غیر حاضری میں وُہ انتظامِ سلطنت رضیہ ہی کے سپرد کر جایا کرتا تھا - یہ سُلطانہ مردانہ لباس پہن کر ہر روز دربار کیا کرتی تھی - اور ضرورت کے وقت زرہ بکتر لگا کر جنگ میں بھی شامل ہو جایا کرتی تھی - لیکن افغان امرا جلدی ہی عورت کی حکومت سے تنگ آ گئے - اور جب اس نے یاقوت نامی ایک حبشی غلام کو جو اس کے اصطبل کا داروغہ تھا - اپنی افواج کا سپہ سالار مقرر کر دیا - تو اُنھوں نے اس پر طرح طرح کے اتہام لگائے - آخر بھٹنڈہ کے حاکم التونیہ نے بغاوت کر دی - رضّیہ خود اس کی سرکوبی کو گئی - لیکن فوج کی بے وفائی کے باعث گرفتار ہو گئی - اب رضیہ نے التونیہ سے شادی کر لی - لیکن دوسرے امرا راضی نہ ہوئے - اور آخر کار اُنھوں نے اکٹھے ہو کر التونیہ اور رضیہ کی افواج کو شکست دیکر دونوں کو قتل کر دیا۔

Q. Give a short description of the reigns of Nasir-ud-Din Mahmud, Balban and Kaikbad.

سوال - ناصر الدّین محمود - بلبن اور کیقباد کے عہد حکومت کا حال لکھو۔

ناصر الدّین محمود - رضیہ کے بعد بہرام اور رکن الدّین یکے بعد دیگرے گدی پر بیٹھے - لیکن جلدی ہی امرا نے انہیں تخت سے علیٰحدہ کر کے التمش کے ایک اور بیٹے ناصر الدّین کو ۱۲۴۶ء میں بادشاہ بنایا - یہ بادشاہ نہایت سادہ - نیک طبع - اور بیحد رحمدل تھا - اس کے گھر میں کوئی نوکر نہ تھا - اس کی بیوی خود کھانا تیار کرتی تھی - اور بادشاہ آپ قرآن شریف اور دوسری کتب لکھ کر گزارہ کرتا تھا - خزانہ سے ایک پائی تک اپنے ذاتی اخراجات کے لئے نہ لیتا تھا - اسی لئے اس کو درویش بادشاہ کہتے ہیں - ایسا شخص فطرتاً بادشاہت کے لائق نہ تھا - خاص کر ان ایام میں جبکہ اس کے پیش رووں کی کمزور حکومت نے راجپوتوں اور ترک افراد کے حوصلے بلند کر کے انہیں باغی بننے کی ترغیب دی ہو - اور ملک کی سرحد پر منگول جیسے خونخوار اور بے رحم قبائل منڈلا رہے ہوں - لیکن بادشاہ اور ملک کی خوش قسمتی سے اس کمزور طبع بادشاہ کو ایک نہایت جابر - قابل اور منتظم وزیر مل گیا جس نے نہ صرف ہندوستانی امرا بلکہ مغلوں تک کو قابو میں رکھا - یہ وزیر بادشاہ کا خسر **غیاث الدّین بلبن** تھا - اس بادشاہ کے بیس سالہ حکومت میں دراصل بلبن ہی بادشاہ تھا +

غیاث الدّین بلبن ۱۲۶۶ء سے ۱۲۸۶ء :-

بلبن التمش کا ایک زرخرید غلام تھا - شکل وصورت میں کوئی اچھا نہ تھا - لیکن لائق اور محنتی ہونے کے باعث جلدی ہی ترقی کر گیا - اور ناصر الدین کے زمانہ میں پہلے تو مشیر اور بعد میں وزیر اعظم بن گیا - اس کے داماد ناصر الدین محمود نے سلطنت کا

سارا کاروبار اسکے سپرد کر رکھا تھا۔ اس لئے بادشاہ کے لاولد مرجانے پر یہ بلا کسی تکلیف کے تخت نشین ہو گیا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ لیکن پھر بھی کافی مضبوط اور اچھی دماغی طاقت کا مالک تھا۔

بلبن کا دربار ۔ ایشیا کے دوسرے ممالک میں مغلوں نے قیامت برپا کر رکھی تھی۔ اس لئے بہت سے ملکوں اور ریاستوں کے حکمران اس کے دربار میں آ گئے۔ اسی طرح سے بہت سے عالم و فاضل بھی غیر ممالک سے بھاگ کر اس کے ہاں پناہ گزین تھے۔ امیر خسرو ان میں سے ایک تھا۔

بلبن کا طرزِ حکومت ۔ بلبن پورا مطلق العنان بادشاہ تھا۔ سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ امرا تو درکنار اس کے اپنے لڑکوں کو بھی جو صوبوں کے گورنر تھے۔ تمام اہم معاملات میں بادشاہ سے آخری فیصلہ لینا ہوتا تھا۔ وہ امیر و غریب ہر ایک سے انصاف کرتا اور نہایت بارعب انسان تھا۔ اس کے دربار میں ہنسنا منع تھا۔ اس کا جاسوسی کا محکمہ بڑا زبردست تھا۔ بڑے بڑے امرا تک اس سے ہر وقت خائف رہتے تھے۔

بغاوتیں ۔ اس کے عہد میں میواتیوں نے بغاوت کی۔ لیکن نہایت سختی سے دبا دئے گئے۔ بنگال کے گورنر **طغرل خاں** نے بھی بغاوت کی۔ بادشاہ نے بڑھاپے کے باوجود خود اس کے برخلاف فوج کشی کر کے اسے شکست دی۔ اور باغیوں اور ان کے امدادیوں کو سخت ترین سزائیں دیں۔ غرضیکہ جہاں بھی کسی نے سر اٹھایا۔ بادشاہ نے چھوٹے بڑے جُرموں کی تمیز ہٹا کر اور خون کی ندیاں بہا کر وہاں امن و امان قائم کر دیا۔

مغلوں کے حملے - اس کے عہد میں مغلوں نے پنجاب اور سندھ کو روندنا شروع کر دیا - بلبن نے ان کی روک تھام کے لئے مختلف جگہوں میں قلعے بنائے - اور ایک لشکر جرار ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا - اور دیپال پور کے قریب انہیں شکست دی - یہاں اس کا بڑا اور چہیتا بیٹا محمد جنگ میں کام آیا ؛

بیٹے کی موت نے اس کے دل کو توڑ دیا - اور اسی صدمہ سے گھل گھل کر وہ ۱۲۸۶ء میں مر گیا ؛

کیقباد - بلبن کے بعد اس کا پوتا کیقباد بادشاہ بنا - نیا بادشاہ سترہ سالہ نوجوان تھا - اور بادشاہ بنتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا - آخر پنجاب کے حاکم فیروز خاں نے اسے قتل کروا دیا - اور وہ خود ۱۲۹۰ء میں جلال الدین خلجی کے لقب سے دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا ؛

خلجی خاندان

Q. Describe the reign of the founder of the Khilji dynasty? (P.U. 1931)

سوال - خلجی خاندان کے بانی کے عہد حکومت کا حال لکھو ؛

خلجی خاندان کا بانی جلال الدین خلجی تھا - جو ستر سال کی عمر میں تخت نشین ہوا - بڑھاپے نے اس بادشاہ کو بہت رحمدل بنا دیا تھا - اس حد سے زیادہ نرمی کے باعث ملک میں جگہ جگہ بغاوتیں ہونی شروع ہو گئیں ؛

علاؤ الدین کی تسخیر دکن

علاؤ الدین جلال الدین کا بھتیجا اور اس کا داماد اور کڑہ کا گورنر تھا۔ بادشاہ نے اسے مالوہ خاندیس اور بندھیل کھنڈ کی بغاوتوں کو فرو کرنے پر مقرر کیا۔ ان علاقوں کو زیر کر کے ۱۱۹۴ء میں وہ آٹھ ہزار آدمیوں کی جمعیت ساتھ لے کر دکن کی طرف چل پڑا۔ اور راستے میں مشہور کرتا گیا۔ کہ وہ چچا سے ناراض ہو کر دکن میں کسی بڑے حاکم کے ہاں ملازمت کے لئے جا رہا ہے۔ چونکہ ان دنوں اکثر اس قسم کے اولعزم آدمی اپنے وطن کو چھوڑ کر غیر کی خدمت کرنے چلے جایا کرتے تھے۔ اس لئے راستے میں اسے کسی نے نہ روکا۔ اور وہ برار اور خاندیس کے علاقے سے گزر کر دیوگری جا پہنچا۔ اور اچانک راجہ رام دیو پر حملہ کر دیا۔ اس پر راجہ نے بہت سا زر کثیر اور ایلچ پور کا ضلع نذر کر کے اس سے پیچھا چھڑایا ۔:۔

بادشاہ کا قتل

بادشاہ کو اپنے بھتیجے علاؤ الدین کا بلا اجازت دکن پر حملہ کرنا پہلے پہل تو اچھا نہ لگا لیکن جب علاؤ الدین کے بھائی نے منت سماجت کی۔ تو بادشاہ نے بھتیجے کا قصور معاف کر دیا۔ اور خود اس کے ملنے کے لئے کڑہ کی طرف چل پڑا۔ ملاقات کے وقت مکار بھتیجے علاؤ الدین نے اسے چھری مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد علاؤ الدین نے دیوگری کی دولت کو افغان امرا اور سپاہ میں بے دریغ تقسیم کر کے انہیں اپنی طرف کر لیا۔ اور آخر ۱۲۹۵ء میں تخت پر قبضہ کر لیا

Q. Give a brief account of Ala-ud-Din's con-

quests, his internal policy and general administration.
(P.U. 1919, 22, 26, 34) Imp.

سوال - علاؤ الدین خلجی کی فتوحات - اس کا انتظامِ سلطنت اور اندرونی پالیسی بیان کرو۔

مُغلوں کے حملے

ان دنوں مغل آئے دن ہندوستان پر حملے کر کے بادشاہ اور رعایا دونو کے لئے مصیبت بنے ہوئے تھے - علاؤ الدین نے ان کی روک تھام کے لئے پنجاب میں قلعوں کا ایک جال بچھا دیا - اور ان میں قابلِ اعتبار فوجیں رکھ کر مغلوں کو روکنے کی کوشش کی - لیکن پھر بھی ان کے حملے جاری ہی رہے - ایک دفعہ تو قتلغ خاں کی سرکردگی میں وہ دہلی تک بڑھ گئے - لیکن بادشاہ نے ۱۳۰۳ء میں انہیں ایسی شکست دی - کہ علاؤ الدین کی زندگی میں پھر وُہ کبھی ہندوستان پر حملہ آور نہ ہوئے - کئی ہزار مغل جو ہندوستان میں رہ گئے تھے - اُنہوں نے اسلام قبول کر لیا - اور دہلی کے قریب مغلپورہ میں رہنا شروع کر دیا - لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد سُلطان نے سازش کے الزام میں ان کا قتلِ عام کرا دیا۔

فتوحات

۱- فتح گجرات ۱۲۹۷ء - علاؤ الدین نے اپنے بھائی الف خاں کو ایک لشکر دیکر گجرات کی فتح پر مامور کیا - اس نے راجہ کرن والئے گجرات کو شکست دی - اور اس کی بیوی کملا دیوی اور کافور نامی ایک ہندو غلام کو گرفتار کر کے دہلی بھیج دیا - علاؤ الدین نے رانی سے شادی کر لی - اور ملک کافور کو مسلمان بنا کر اپنی ملازمت میں لے لیا۔

۲- فتح رنتھنبور ۱۳۰۱ء - علاؤ الدین نے خود راجپوتوں کے مشہور اور مضبوط قلعے رنتھنبور پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

۳- فتح چتوڑ ۱۳۰۳ء - میواڑ میں ان دنوں راجہ بھیم سنگھ کی حکومت تھی - اس کی رانی پدمنی اپنے حسن و جمال کے باعث سارے ہندوستان میں مشہور تھی - علاؤ الدین نے اس کو اپنے حرم میں لانے کے لئے ایک لشکرِ جرار کے ساتھ چتوڑ پر چڑھائی کی - راجپوت بڑی بہادری سے لڑے لیکن شکست کھائی - راجہ مارا گیا - اور چتوڑ فتح ہو گیا - رانیوں اور دیگر راجپوت عورتوں نے جوہر کی رسم کر کے اپنے آپ کو آگ کی نذر کر دیا - (اس فتح کے چند سال بعد راجپوتوں نے چتوڑ پر پھر قبضہ کر لیا)۔

۴- فتح جیسلمیر - اجین - مانڈو اور چندیری - علاؤ الدین نے ۱۳۰۳ء میں جیسلمیر اور ۱۳۰۴-۵ء میں وسط ہند کے مشہور قلعوں اجین - مانڈو - چندیری وغیرہ کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔

۵- تسخیر دکن ۱۳۰۷-۱۱ء - علاؤ الدین نے اپنے جرنیل ملک کافور کو ۱۳۰۷ء میں دکن کی فتح پر مامور کیا - اس نے ۱۳۰۷ء میں راجہ رام دیو والئے دیوگری کو شکست دی - اور اسے دہلی کا باجگذار بنایا - اور راجہ کرن کی بیٹی دیول دیوی کو گرفتار کر کے دہلی بھیج دیا - جہاں بادشاہ کے بیٹے خضر خاں نے اس سے شادی کر لی۔

اس کے بعد ملک کافور نے ۱۳۰۹ء میں وارنگل - ۱۳۱۰ء میں

بلال - ۱۳۱۱ئہ میں مہاراشٹر - دوار سمندرا اور مدورا کو فتح کر کے بے انتہا مال و دولت کے ساتھ واپس دہلی کو مراجعت کی ؛

انتظام سلطنت

جنگی پالیسی - علاؤ الدین کے دل میں سکندر اعظم کی طرح ملک گیری کی ہوس تھی۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے ملک کو مغلوں کے حملوں سے بچانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک مستقل جرار فوج تیار کر کے اس کو باقاعدہ تربیت دی - جاگیردار اور امرا کو باقاعدہ فوج رکھنے کا حکم دیا۔ سپاہیوں کو ماہانہ تنخواہیں دیں - قلعوں کی مرمت کرائی۔ گھوڑوں کو داغ دینے کا طریقہ جاری کیا - فوجی ضروریات کی تمام اشیاء کے نرخ مقرر کر دئے - اور اس طرح سے باوجود ایک بڑی فوج رکھنے کے خزانۂ شاہی کو خالی نہ ہونے دیا - ان اصلاحات کا نتیجہ یہ ہؤا - کہ اس باقاعدہ فوج سے اس نے نہ صرف مغلوں کے حملوں کو روکا - بلکہ تمام ہندوستان کو بھی زیر کر کے اپنی حکومت کو راس کماری تک پھیلا دیا ؛

اندرونی پالیسی - علاؤ الدین کا خیال تھا - کہ ملک کے اندر بدنظمی یا بغاوت کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں - (۱) شراب کا کثرت سے استعمال (۲) لوگوں کا آپس میں مل جل کر جلسے کرنا (۳) لوگوں کے پاس دولت کا اکٹھا ہو جانا - اس لئے اس نے ان تینوں اسباب کے دور کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ؛

۱- شراب نوشی حکماً ممنوع قرار دے دی گئی ؛

۲- امراء اور جاگیرداروں کو جاگیریں دینے کا طریقہ اٹھا دیا ؛

۳- اس نے حکم دیا - کہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر کوئی جلسہ نہ کیا جاوے - اور نہ ہی بلا اجازت کوئی امیر اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی

علاؤالدین کی سلطنت
۱۳۱۵ء
افغانستان
کشمیر
لاہور
دہلی
بلوچستان
ورنگل
بحیرہ عرب
خلیج بنگال
لنکا
بحر ہند
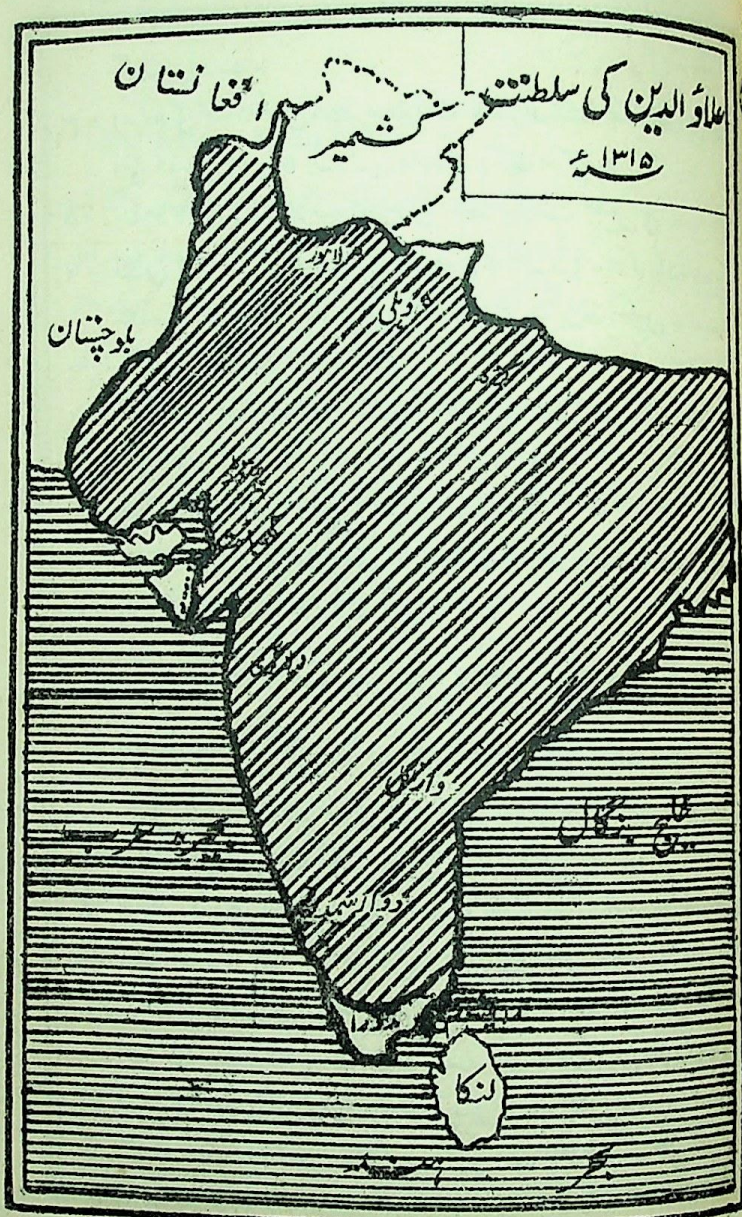
کرنے پاوے ۔

۴ - امراء کی سازشوں سے ہر وقت باخبر رہنے کے لئے اس نے اپنی خفیہ پولیس کا بڑا زبردست انتظام کیا ۔

۵ - ساہوکاروں اور امیر آدمیوں سے دولت چھین لی ۔

۶ - لگان کو جنس کی صورت میں وصولی کا حکم دیا - تاکہ بادشاہ کے غلّے کے گدام بھرے رہیں - اور نرخ نہ بڑھ سکیں ۔

۷ - نرخوں کو مقرر کیا ۔

۸ - گنگا اور جمنا کے دوآب پر نصف پیداوار بطور لگان لینے کا حکم دیا ۔

۹ - مویشیوں اور مکانات پر ٹیکس لگائے ۔

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا - کہ بادشاہ خود تو بہت طاقتور ہو گیا - اور امرا کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی ۔

Q. Write a short note on the character and death of Ala-ud-Din Khilji.

سوال - علاؤ الدّین خلجی کے چال چلن اور وفات پر ایک نوٹ لکھو ۔

چال چلن - علاؤ الدین بڑا بہادر سپاہی اور ایک لائق جرنیل تھا - خود بالکل ان پڑھ لیکن عالموں کا قدردان تھا - وہ پرلے درجہ کا بے رحم ضدّی اور مطلب پرست تھا - اور اپنے مدعا کے حصول کے لئے مکر و فریب سے بھی گریز نہ کرتا تھا - اس کا حکم ہی اس کا قانون تھا - باوجود ان نقائص کے وہ ایک بڑا منتظم اور قابل مدبّر تھا - اور اسی لئے ہندوستان کے بڑے بڑے بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے وُہ آخری عمر میں ہوش و حواس کھو بیٹھا - اور بعض کا خیال ہے - کہ ملک کافور نے اسے زہر دے دیا - جس کے باعث وہ گھُل گھُل کر

۱۳۱۶ء میں مرگیا ۔

Q. Write a short note on Malik Kafur, Mubarik and Khusro Khan Khilji.

سوال - ملک کافور - مبارک اور خسرو خاں خلجی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

ملک کافور کافور اصل میں راجہ کرن کا ایک ہندو غلام تھا۔ جو شہر کھمبایت کی فتح کے وقت علاؤ الدین کے ہاتھ آیا - دہلی آکر وہ مسلمان ہوگیا - آدمی لائق تھا - اپنی قابلیت سے ترقی کرتے کرتے بادشاہ کا سپہ سالار بن گیا اس نے تمام دکن کو فتح کرکے علاؤ الدین کا باجگذار بنا دیا - علاؤ الدین کے بوڑھے ہو جانے پر کافور نے خود بادشاہ بننے کی کوشش کی - اور علاؤ الدین کو زہر دیدیا - جس سے وہ گھل گھل کر مرگیا - بادشاہ کی وفات پر اس کے سب سے چھوٹے نابالغ بیٹے کو تخت پر بٹھا کر خود اس کا سرپرست بن گیا - دوسرے امرا اس سے حسد کرتے تھے - آخرکار انہوں نے اس کے برخلاف سازش کرکے اسے قتل کرا دیا ۔

مبارک علاؤ الدین کا بیٹا مبارک خلجی ۱۳۱۶ء سے ۱۳۱۸ء تک بادشاہ دہلی رہا - وہ ۱۷ سال کی عمر میں بادشاہ بنا - اور بہت کم ہمت اور عیاش شہزادہ تھا - اکثر اوقات شراب کے نشہ میں زنانہ لباس پہن کر دہلی کے گلی کوچوں میں گاتا پھرتا تھا - اس کے عہد میں بدنظمی اور رشوت کا بازار گرم ہو جانے کے باعث سلطنت میں کھلبلی پڑ گئی - آخرکار مبارک اپنے ہی منظورِ نظر غلام خسرو خاں کے ہاتھوں قتل ہو گیا ۔

خسرو خاں خسرو خاں اصل میں نیچ ذات کا ایک ہندو تھا - جو علاؤ الدین کے زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا -

وہ مبارک خلجی کا چاہیتا غلام اور اس کا وزیر اعظم تھا - ۱۳۱۸ء میں آقا کو قتل کر کے ناصرالدین کے لقب سے دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا - اور خلجی خاندان کے تمام مرد - عورتوں اور بچوں کو قتل کرا دیا - اِسے مسلمان امرا سے نفرت تھی - اور ہندو اس سے نفرت کرتے تھے - غیاث الدین تغلق حاکم پنجاب نے دہلی پر حملہ کر کے ۱۳۲۰ء میں اسے قتل کر دیا *

تغلق خاندان

غیاث الدین تغلق	۱۳۲۰ء	سے	۱۳۲۵ء	تک
محمد تغلق	۱۳۲۵ء	سے	۱۳۵۱ء	تک
فیروز تغلق	۱۳۵۱ء	سے	۱۳۸۸ء	تک
نصیر الدین - ابو بکر اور غیاث الدین ثانی	۱۳۸۸ء	سے	۱۳۹۴ء	تک
محمود تغلق	۱۳۹۴ء	سے	۱۴۱۲ء	تک

تغلق خاندان کا بانی **غیاث الدین تغلق** تھا - جو خسرو خان کو قتل کر کے ۱۳۲۰ء میں دہلی کے تخت پر بیٹھا - پہلے پنجاب کا صوبہ دار تھا - اور اُس زمانے میں اُس نے مغلوں کے حملوں کی روک تھام میں اپنی قابلیت اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے تھے - بادشاہ ہو کر اس نے سرحد پر قلعے بنوائے - اور بنگال کی بغاوت کو فرو کیا - جب وہ بنگال سے واپس آیا - تو اس کے بیٹے **جُونا خاں** نے اس کا استقبال کرنے کے لیئے دہلی سے کچھ فاصلے پر لکڑی کا ایک محل تیار کیا - جب

بادشاہ اور اس کے چھوٹے بیٹے معہ قریبی رشتہ داروں کے اس محل میں کھانا کھا رہے تھے - تو چھت گر پڑی - اور بادشاہ معہ ہمراہیوں کے دب کر مر گیا - بعض مورخ اس واقعہ کو محض حادثہ اور کئی اس کو جونا خاں کی سازش سمجھتے ہیں +

اس خاندان کے صرف چار بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے تھے +

Q. Describe the character of Mohammad Tughlaq and state the measures which made him unpopular and encouraged the provincial governors to revolt. (P.U. 1922, 26, 38) **Imp.** Was his character a mixture of opposites?

سوال - محمد تغلق کا کیرکٹر بیان کرو - نیز اس کی اُن تجاویز کا ذکر کرو - جن سے وہ بدنام ہو گیا - اور جنہوں نے صوبوں کے گورنروں کو بغاوت کی جرأت دلائی - کیا محمد تغلق کا چال چلن متضاد صفات کا مجموعہ تھا؟

محمد تغلق کے چال چلن کی خوبیاں

جونا خاں محمد تغلق اپنے زمانے کا ایک باکمال عالم تھا - ایک دفعہ کی دیکھی یا سنی ہوئی بات اُسے برسوں نہ بھولتی تھی - اعلیٰ دماغی قابلیت اور غیر معمولی ذہانت کے باعث وہ بلا شبہ اپنے وقت کا قابل ترین شخص تھا - سائنس، منطق اور ریاضی میں وہ کامل اور حکمت میں ماہر تھا - عربی اور فارسی کی شاعری میں اسے خاص ملکہ تھا - وُہ اعلیٰ درجہ کا خوشنویس اور انشا پردازی کا مسلمہ اُستاد تھا - خود عالم ہونے کے علاوہ علم دوست اور علم پرور بھی تھا - اس کی پرائیویٹ زندگی نہایت سادہ تھی - نماز روزہ کے بارے میں مذہب کا سخت

پابند تھا - غربا اور محتاجوں کا سچا دوست تھا - شراب سے
اسے نفرت تھی - اور ہندوؤں سے اس کا سلوک ہمدردانہ تھا ۔

نقائص

ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس میں نقائص بھی بہت تھے -
وہ بہت غصہ ور اور ضدی تھا - جس کام کا سودا
ایک دفعہ اس کے سر میں سما جاتا - اسے انجام سوچے بغیر ہی
کر گذرتا - اس میں قوتِ برداشت کی بھی بہت کمی تھی - ذرا سی
مخالفت و ناکامی اسے آپے سے باہر کر دیتی تھی ۔

مُتضاد صِفات

محمد تغلق اتنا سخی تھا - کہ لوگ اسے حاتم ثانی
کہتے تھے - ۱۳۴۵ء میں جب غریب کسان بھاری
ٹیکسوں کا بوجھ برداشت نہ کر سکے - اور اپنی زمین چھوڑ کر جنگلوں
میں بھاگ گئے - تو بادشاہ نے غصے میں آ کر ان کے قتلِ عام کا حکم دیدیا -
بعد میں جب اُسے اپنی رعایا کی بدحالی اور خستہ حالی کی خبر ملی - تو
نہ صرف زرِ لگان ہی معاف کر دیا - بلکہ کسانوں کو شاہی خزانے
سے بہت سا روپیہ بھی تقاوی کے طور پر دیا - بادشاہ کی اکثر تجاویز
اور اصلاحات اس کی غیر معمولی ذہانت کو ظاہر کرتی ہیں - لیکن ان میں
سے اکثر کے جاری کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا - اس لئے وُہ
قبل از وقت ہونے کے باعث فیل ہو گئیں - اور بادشاہ کی ناکامیابی
کا مُوجب بنیں ۔

محمد تغلق گو نماز - روزہ اور شریعت کے بہت سے احکام
کا سخت پابند تھا - لیکن تعصب سے بالکل پاک تھا - مذکورہ
بالا وجوہات کے باعث بعض مؤرخ اسے ضدی اور دیوانہ اور
بعض اسے متضاد صفات کا مجموعہ کہتے ہیں ۔

محمد تغلق کی نرالی تجاویز

۱ - دارالخلافہ کی تبدیلی -

محمد تغلق کی سلطنت بہت وسیع تھی - دہلی اس سلطنت کے تقریباً ایک کونہ میں تھا - بادشاہ کا خیال تھا - کہ دہلی کی جگہ کسی اور مرکزی شہر میں دارالخلافہ تبدیل کر دیا جاوے - تا کہ انتظامِ سلطنت میں سہولت ہو - چنانچہ اس نے دہلی کی جگہ دیوگری کو اپنا پایہ تخت بنا کر حکم دیا - کہ دہلی کے تمام باشندے دیوگری میں آباد ہوں - اس حکم کی تعمیل نہایت سختی سے کرائی گئی - ہزارہا لوگ سفر کی تکلیفوں کی نذر ہوئے - لیکن جلدی ہی بادشاہ نے ایک اور حکم کے ذریعے لوگوں کو دہلی واپس چلے جانے پر مجبور کیا ؞

۲ - **مغلوں کو روپیہ دیکر واپس کرنا** - جن دنوں بادشاہ اور لوگ دہلی سے دیوگری چلے جا رہے تھے - مغل بڑی بھاری تعداد میں ہندوستان میں آنے شروع ہو گئے - اُنہوں نے ملک کو دہلی تک لوٹ لیا - آخر سلطان نے ایک معقول رقم دے کر اس بلا کو ٹالا - اس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ان کے دل میں ہندوستان پر دوبارہ حملہ کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی ؞

۳ - **ایران اور چین کی مہمات** - ۱۳۳۷ء میں بادشاہ نے تین لاکھ آدمیوں کی ایک زبردست فوج ایران پر حملہ کرنے کے لئے تیار کی - لیکن روپیہ اور سامانِ رسد کا پورا انتظام

نہ ہو سکا۔ اس لئے اس مہم کو ترک کرنا پڑا۔ لیکن دوسرے سال اس نے چین پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک لاکھ فوج اپنے بھانجے خسرو کی ماتحتی میں نیپال کے راستے روانہ کی۔ ہندوستانی سردی کے عادی نہیں تھے۔ اس لئے بہت سے سپاہی برف باری اور سردی سے اکڑ کر رہ گئے۔ اور باقیوں کو چینیوں اور ڈاکوؤں نے تباہ کر دیا۔ اس عظیم الشان فوج میں سے صرف تھوڑے سے آدمی بچ کر واپس ہندوستان پہنچے۔ انہیں سلطان نے ناکامی کا موجب گردان کر قتل کروا دیا +

۴۔ تانبے کا سکّہ۔ محمد تغلق نے سُن رکھا تھا۔ کہ چین میں کاغذ کا سکہ ہے۔ اس لئے اس نے ہندوستان میں تانبے کا سکّہ جاری کیا۔ اور اس کی قیمت چاندی کے سکّے کے برابر رکھی۔ اس پر گھر گھر ٹکسالیں جاری ہو گئیں۔ لوگوں نے مالیہ زمین، اور گورنروں و راجاؤں نے خراج اپنے بنائے ہوئے تانبے کے سکّوں میں ادا کرنا شروع کر دیا۔ بادشاہ اس بدانتظامی کو روک نہ سکا۔ ساتھ ہی غیر ملکی تاجروں نے تانبے کے سکہ کے عوض اپنا مال دینا بند کر دیا۔ جس سے تجارت رُک گئی۔ اور اشیاء درآمد اور برآمد کے سرکاری محصول بھی بند ہو گئے۔ آخر کار محمد تغلق نے حکم دیا۔ کہ تانبے کے تمام سکّے واپس خزانہ میں لے کر ان کے عوض سونے اور چاندی کے سکّے دیئے جائیں۔ اس طرح سے بادشاہ کو بہت سا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا +

۵ - ٹیکسوں کی زیادتی - جب ان ناقابل عمل سکیموں اور بے فائدہ ضدوں کے باعث خزانہ خالی ہو گیا - تو اسے پھر سے پُر کرنے کے لئے بادشاہ نے زمین کا معاملہ بڑھا دیا - انہی دنوں مُلک کو ایک ہولناک قحط کا بھی سامنا کرنا پڑا - بعض بعض جگہ کاشتکاروں نے اپنے گھر کی ہر ایک چیز بیچنے کے بعد بیوی بچوں کو بھی فروخت کرنا شروع کر دیا - ایسے حالات میں وہ لگان اور وُہ بھی پہلے سے بہت زیادہ کیسے ادا کر سکتے تھے - محمد تغلق نے حکم دیا - کہ مالیہ زمین کو ہر حالت میں وصول کیا جاوے - چنانچہ سرکاری ملازموں نے مالیہ کی فراہمی میں بہت سختی شروع کر دی - جس کے باعث لوگوں نے غُصّہ میں آ کر باقی ماندہ فصلوں کو آگ لگا دی - اور جنگلوں کو بھاگ گئے - بادشاہ نے طیش میں آ کر ان تمام لوگوں کے قتل کا حکم دیدیا - ہزارہا شخص تلوار کی نذر ہوئے - آخر بادشاہ نے رحم کھا کر اس حکم کو منسُوخ کر دیا - اور سرکاری خزانہ سے تقاوی دیکر کسانوں کو پھر سے آباد کرنے کی کوشش کی - اس سے شاہی خزانہ اور بھی خالی ہو گیا ۔

بغاوتیں

محمد تغلق کی ان غیر دانشمندانہ کارروائیوں کے باعث رعایا بادشاہ سے تنگ آ گئی - شاہی وقار کم ہو گیا - خزانہ خالی ہو گیا - اور حکومت کمزور ہو گئی - بنگال دکن اور گجرات میں بغاوتیں شروع ہو گئیں - ظفر خاں نامی ایک جرنیل کو دکن کی بغاوت کو فرو کرنے کو بھیجا - لیکن وہ باغیوں سے مل گیا - اور ایک نئی سلطنت بہمنی نام کا بانی بنا - دکن کے جنوبی حصّہ میں

ہری ہر اور بُکا رائے دو بھائیوں نے وِجے نگر کی سلطنت کی بنیاد ڈالی -- ان ناکامیوں نے بادشاہ کو بہت پریشان کر دیا - آخر ۱۳۵۱ءمیں جب وہ سندھ کے باغیوں کی سرکوبی کو جا رہا تھا - تو بخار میں مبتلا ہو کر مر گیا ÷

Q. Give a brief account of the administration of Firoz Tughlaq with special reference to (1) his buildings, (2) irrigation works, (3) restoration of order. (P.U. 1920, 27, 37) **Imp.**

سوال - فیروز تغلق کے انتظامِ سلطنت کا مختصر حال بیان کرو - اور اس ضمن میں اس کی عمارتوں - آبپاشی کے طریقوں اور اس کی امن و امان قائم کرنے کی کوششوں کا خاص طور پر ذکر کرو ÷

محمد تغلق کے لاولد مر جانے پر اس کا چچیرا بھائی فیروز تغلق ۱۳۵۱ءمیں تخت نشین ہوا - اور تقریباً سینتیس ۳۷ سال تک حکومت کی - اس طویل عرصہ میں اس بادشاہ نے کوئی خاص بڑی لڑائی نہیں کی - اور نہ اپنے علاقہ کو وسعت دینے کی کوشش کی - بنگال کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دو دفعہ کوشش کی - لیکن کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی - اور آخر بنگال کو آزاد تسلیم کر لیا گیا - ۱۳۶۰ء میں جاج نگر (اوڑیسہ) اور نگر کوٹ (کانگڑہ) کو مطیع کیا - اور اس کے کچھ عرصہ بعد سندھ کی بغاوت کو فرو کر کے اس صوبہ کی حکومت وہاں کے باغی صوبہ دار کے بھائی کے حوالے کر دی ÷

در اصل فیروز تغلق نہ تو ایک اچھا سپاہی تھا - اور نہ ایک قابل جرنیل - لیکن وہ ایک امن پسند - خدا ترس اور نیک انسان تھا - اور اس کا عہد بھی اس کے رفاہِ عامہ کے کاموں کے باعث مشہور ہے ÷

رفاہِ عامہ کے کام | اس نے رعایا کی بہتری کے لئے مندرجہ

ذیل کام کئے :-

۱- بادشاہ نے ان تمام قرضوں کو جو کاشتکاروں کے ذمے گزشتہ دو بادشاہوں کے وقت سے چلے آ رہے تھے - بالکل معاف کر دیا :

۲- دریائے جمنا اور دریائے ستلج سے نہریں نکلوائیں - اور بہت سی بنجر زمین کو سیراب کرایا - اور لگان کی وصولی میں سختی نہ کرنے کا حکم دیا :

۳- دہلی کے گرد کئی سو نئے باغات لگوائے - اور بہت سے پرانے باغوں کو از سر نو آباد کیا - اور اس طرح سے شاہی آمدنی میں اضافہ کیا :

۴- سلطنت کے مختلف حصوں میں ہسپتال - سکول - سرائیں - مسجدیں اور پُل بنوائے - دہلی کے ہسپتال میں اعلیٰ درجے کے طبیب ملازم رکھے - جو غربا کا علاج مفت کرتے اور خوراک بھی ہسپتال کی طرف سے دیتے تھے :

۵- اس نے کئی شہر بسائے - فیروز آباد - فتح آباد - جونپور وغیرہ :

فیروز تغلق کا انتظام سلطنت

(۱) فیروز تغلق نے تمام وحشیانہ سزائیں مثلاً ہاتھ - کان - ناک وغیرہ کا کاٹنا بند کر دیا - اور حکم دیا - کہ جرم کا اقبال کرانے کے لئے کسی قسم کی سختی نہ کی جاوے :

۲- ٹیکسوں کی شرح مسلم شریعت کے مطابق کر دی :

۳- کئی محصول جو قانونِ شریعت کے مطابق نہیں تھے بند کر دئے گئے :

۴- ہندوؤں پر جزیہ لگا دیا گیا - اور ان پر اپنے مندروں میں پوجا کرنے پر کئی قسم کی پابندیاں لگا دیں - وہ

ہندوؤں کو اسلام قبول کرنے پر کئی ایک سزاؤں سے
معافی دے دیا کرتا تھا ⁂

۵ - شیعوں پر بھی سختی روا رکھی ⁂

۶ - امرا کو جاگیریں دینے کا جو طریق علاؤ الدین خلجی نے بند کیا تھا
وہ اس نے پھر سے جاری کر دیا ⁂

۷ - مسلمان علما اور غربا کے وظائف مقرر کئے - بیکاروں
کو کام مہیا کرنے اور غربا کی امداد کے لئے ایک خاص محکمہ
دیوانِ خیرات کھولا ⁂

غرضیکہ اس بادشاہ نے اپنی رعایا کو آرام پہنچانے کی ہر
طرح سے کوشش کی - اور آخر نوّے سال کی عمر میں ۱۳۸۸ء میں
وفات پائی - فیروز تغلق کی وفات پر چھ سال کی مختصر مدت میں
نصیر الدین - ابوبکر اور غیاث الدین ثانی باری باری سے بادشاہ
بنے اور قتل کئے گئے - ۱۳۹۴ء میں محمود تغلق بادشاہ بنا - اس کے
عہد میں ہندوستان میں ابتری پھیل گئی - امیر تیمور نے دہلی پر حملہ
کرکے رہی سہی کمی کو پورا کر دیا - ۱۴۱۲ء میں محمود نے
انتقال کیا - اور دو سال کی افرا تفری کے بعد ۱۴۱۴ء میں خضر خاں
نے دہلی پر اپنا تسلّط جمایا ⁂

Q. Write what you know of Timur and his invasion of India.

سوال - امیر تیمور اور اس کے حملوں کا حال لکھو ⁂

امیر تیمور

تیمور چنگیز خاں کی نسل سے ایک ترکی امیر تھا -
سمرقند اس کی سلطنت کا پایہ تخت تھا - اوائل
عمر میں اس کی ایک ٹانگ لنگڑی ہو گئی تھی - اس لئے اسے تمر لنگ

بھی کہتے ہیں - اس میں مغلوں کی بے خوفی اور جنگی قابلیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی - مگر اس کے ساتھ ہی وحشی اقوام کی بے رحمی و سنگدلی اور خونخواری میں سے بھی اسے کافی حصّہ ورثہ میں ملا تھا +

تیمُور کا حملہ ۱۳۹۸ء

مدت سے وُہ ہندوستان کی زرخیزی اور دولتمندی کی کہانیاں سن رہا تھا - لیکن اس کو حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا - محمود تغلق کے زمانے میں جب ملک میں ابتری اور بدنظمی پھیل گئی تو اس نے ۱۳۹۷ء میں اپنے پوتے پیر محمد کو کچھ فوج دیکر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور کچھ عرصہ بعد خود بھی بانوے ۹۲ ہزار سواروں کے ساتھ حملہ آور ہوا - مکھنڈ - خوشاب - تلمبہ - دیپال پور اور بھٹیر کی فتح کے بعد دہلی کے قریب محمود تغلق کو شکست دیکر بھگا دیا - اور دہلی میں داخل ہو گیا - پہلے تو لوگوں کو امان دی - لیکن جب اس کے سپاہیوں اور دہلی والوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہو پڑا - تو اس نے قتلِ عام کا حکم دیدیا - چنانچہ پانچ روز تک لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت کا بازار گرم رہا - لاکھوں قتل ہوئے - جب دہلی کو اچھی طرح سے لوٹ کر نانِ شبینہ کا بھی محتاج کر دیا - تو تیمور نے واپسی کا حکم دیا - اور میرٹھ - ہردوار - نگرکوٹ - جموں - خوشاب کو لوٹ کر افغانستان کو واپس چلا گیا - تیمور ہندوستان میں چھ ماہ اور دہلی میں صرف پندرہ دن ٹھیرا - لیکن اس نے اس عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو قتل - سینکڑوں شہروں اور دیہات کو تباہ کر دیا - اور دہلی کو سونے چاندی اور زر و جواہر سے بالکل خالی کر دیا - نیز اس حملے نے تغلق خاندان کے ٹمٹماتے چراغ کو سرے سے ہی گل کر دیا +

خاندانِ سادات

محمد تغلق کی ۱۴۱۲ء میں وفات کے بعد خضر خاں نامی ایک سید حاکم ملتان نے دہلی پر قبضہ کر کے خاندانِ سادات کی بنیاد ڈالی - لیکن سیدوں کے حکم کو دہلی سے چند میل پرے کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا - ۱۴۵۰ء میں آخری سید بادشاہ علاؤالدین نے دہلی کا تخت بہلول لودھی کے حوالے کر کے اس جھنجھٹ سے مخلصی پائی ::

خاندان لودھی

Q. Give a brief account of the **Lodi** kings.

سوال - لودھی خاندان کے بادشاہوں کا مختصر حال لکھو ::

خاندان لودھی کے تین بادشاہ گذرے ہیں :-

۱ - بہلول لودھی	۱۴۵۰ء	سے	۱۴۸۸ء	تک
۲ - سکندر لودھی	۱۴۸۸ء	سے	۱۵۱۷ء	تک
۳ - ابراہیم لودھی	۱۵۱۷ء	سے	۱۵۲۶ء	تک

بہلول لودھی

بہلول لودھی افغانوں کے لودھی خاندان کا بانی اور ایک بہادر سپاہی تھا - اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سلطنت دہلی کے کھوئے ہوئے وقار کو پھر سے بحال کرنے کی کوشش کی - اور اس غرض کے لئے اس نے ریاست جونپور پر حملہ کیا - اور چھبیس ۲۶ سال کی لگاتار جنگ کے بعد ۱۴۷۶ء میں اسے فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا ::

سکندر لودھی

بہلول لودھی نے ۱۴۸۸ء میں وفات پائی۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سکندر لودھی بادشاہ دہلی بنا۔ اس نے بھی اپنے باپ کی طرح اپنی سلطنت کو وسعت دینے کی کوشش کی۔ اور بہار و ترہت کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اور دہلی کی جگہ آگرہ کو اپنا پایہ تخت بنایا۔

اصلاحات۔ اگرچہ اس بادشاہ کے عہد کا اکثر حصّہ لڑائیوں ہی میں صرف ہؤا۔ تاہم اس نے انتظام سلطنت میں کئی اچھی اصلاحات جاری کیں۔ محکمہ ڈاک اور پولیس کا تسلّی بخش انتظام کیا۔ پرانی سڑکوں کی مرمّت کرائی اور کئی نئی سڑکیں بنوائیں۔ اس کے عہد میں کھانے پینے کی اشیاء مثلاً اناج گھی وغیرہ اتنی سستی تھیں۔ کہ ملک کے اندر بھوکا کہیں بھی نظر نہ آتا تھا۔ سکندر ایک علم دوست بادشاہ تھا۔ لیکن مذہبی معاملات میں اکثر تنگدل اور سخت متعصب تھا۔ اس کے مذہبی خیالات کے باوجود اس کی رعایا کے مختلف فرقوں میں باہمی رواداری کی سپرٹ ترقی کر رہی تھی۔ اس نے ۱۵۱۷ء میں وفات پائی۔

ابراہیم لودھی

اپنے باپ کی وفات پر ابراہیم دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اس میں اپنے باپ دادا کی کوئی بھی خوبی نہیں تھی۔ لیکن ان کی بہت سی خرابیاں موجود تھیں۔ قدرت نے اس کو نہ تلوار چلانے کے قابل بنایا اور نہ قلم کے۔ وہ ایک بد دماغ اور کینہ ور شخص تھا۔ اور امراء سے ہمیشہ متکبرانہ سلوک کیا کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ وہ اس سے سخت متنفر ہو گئے۔ پنجاب کے گورنر دولت خاں لودھی نے کابل کے بادشاہ بابر کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی۔

آخر بابر نے ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی پہلی لڑائی میں ابراہیم کو شکست دی - ابراہیم مارا گیا - اور ہندوستان افغانوں کی حکومت سے نکل کر مغلوں کے پاس چلا گیا ⁂

Q. How long did the Pathan rule last in Northern India? State clearly the circumstances that led to its overthrow. (P.U. 1932)

سوال - شمالی ہند میں پٹھان حکومت کب سے کب تک رہی - اس کے زوال کے اسباب واضح طور پر بیان کرو ⁂

پٹھانوں کی حکومت شمالی ہند میں ۱۲۰۶ء میں شروع ہوئی - اور ۱۵۲۶ء میں اس کا خاتمہ ہو گیا ⁂

افغانوں کی سلطنت کے زوال کے اسباب

۱- آب و ہوا کا اثر - جب پہلے پہل افغان ہندوستان میں آئے - تو سرد ممالک کے باشندے ہونے کے باعث وہ بڑے بہادر اور جفاکش تھے - لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا - ہندوستان کی گرم مرطوب آب و ہوا نے اِن کو بھی سُست اور عیش پسند بنا دیا - اور وہ اپنے ہی ہم مذہب سرد علاقوں کے رہنے والے حملہ آوروں کا آسان شکار بن گئے ⁂

۲- ہندوؤں سے سلوک - اکثر افغان بادشاہوں نے ہندوؤں سے اچھا سلوک روا نہ رکھا - فیروز تغلق جیسے نرم اور رحمدل بادشاہ ہندوؤں کے مندروں کو عزت کی نظر سے نہ دیکھنا اور ان سے جزیہ لینا قابلِ فخر سمجھتے تھے - اس لئے ہندوؤں کے دل میں افغان بادشاہوں کو مدد دینے کی دلی خواہش

کبھی بھی پیدا نہ ہوئی - بلکہ اس کے برعکس وہ ہر وقت انہیں شکست دینے یا دلانے کی تاک میں رہتے تھے ⁛

۳- محمد تغلق کے مظالم - محمد تغلق کی بیوفانہ اور ناقابلِ عمل تجاویز کے باعث دکن - بنگال - گجرات وغیرہ صوبے دہلی سے منحرف ہو گئے ⁛

۴- فیروز تغلق کا جاگیرانہ طریق - فیروز تغلق نے علاؤ الدین خلجی کے بند کئے ہوئے جاگیر دینے کے طریق کو پھر سے جاری کر دیا - جس کے باعث لوگوں پر شاہانِ دہلی کی جگہ جاگیرداروں کا رُعب زیادہ ہو گیا - اور اس طرح سے امرا کا خود مختار بننا آسان ہو گیا ⁛

۵- سلطنت کا بہت وسیع ہو جانا - اُن دنوں ہندوستان میں ذرائع آمد و رفت بہت ناقص تھے - اِس لئے دور دراز کے علاقوں میں فوج بھیج کر انتظام رکھنا مشکل تھا - جب سلطنت بہت وسیع ہو گئی - تو معمولی قابلیت کے بادشاہوں کے لئے اس کا قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا - اور دور کے صوبوں میں بغاوتیں شروع ہو گئیں ⁛

۶- افغان بادشاہ خود مختار تھے - اس لئے جب کوئی بادشاہ طاقتور ہوتا - تو تمام صوبے اس کے ماتحت رہتے - لیکن جب دہلی میں کسی کمزور یا رحمدل بادشاہ کی حکومت ہوتی تو سلطنت میں ابتری پھیل جاتی تھی ⁛

۷- مغلوں کے حملے - امیر تیمور نے پٹھانوں کی سلطنت اور اس کے وقار کو بڑا دھکا لگایا - اور آخر بابر کے حملہ نے ان کے چراغ کو گل کر دیا ⁛

۸ - شروع شروع میں افغان سردار متحد تھے - لیکن بعد میں وہ بہت سے فرقوں میں منقسم ہو گئے - اور ان میں آپس میں ہی جھگڑے شروع ہو گئے

مُغلوں کی آمد کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت

Q. Give a brief account of the political condition of India at the time of Babar's invasion of India.

سوال - بابر کے حملے سے پہلے ہندوستان کی سیاسی حالت بیان کرو +

مُغلوں کی آمد سے پہلے سیاسی حالت

دراصل افغانوں کی سلطنت کو زوال محمد تغلق ہی کے زمانے سے آنا شروع ہو گیا تھا - اس کے بعد تقریباً سو سال تک دہلی کے تخت پر کوئی ایسا حکمران نہ بیٹھا جس نے سلطنت کو وُسعت دی ہو - مُلک بہت سے حِصّوں میں بٹ گیا - اور ہر ایک حِصّہ کا حاکم خود مختار بن بیٹھا - یہ حاکم ہمیشہ آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے تھے - ان میں سے چند بڑی ریاستوں کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے +

گجرات - امیر تیمور کے حملے کے وقت مظفّر شاہ گجرات کا صُوبہ دار تھا - جو برائے نام دہلی کے بادشاہ کے ماتحت تھا - ۱۴۰۱ء میں اس نے اطاعت کے اس برائے نام جوئے کو بھی اتار دیا - اس خاندان کے ایک بادشاہ بہادر شاہ نے

۱۵۳۱ء میں مالوہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

مالوہ۔ ۱۴۰۱ء میں غور خاندان کے ایک سردار دلاور خاں نے مالوہ میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ اس خاندان کے ایک بادشاہ حسام الدین نے اجین کی جگہ مانڈو کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ ۱۵۳۱ء میں یہ علاقہ گجرات میں شامل کر لیا گیا۔

میواڑ۔ افغانوں کے زوال کے وقت راجپوتانہ میں بہت سی خود مختار ریاستیں تھیں۔ ان میں سے میواڑ بہت مشہور ہے۔ یہاں سسودیہ خاندان کے راجپوت حکمران تھے۔ چتوڑ ان کی راجدھانی تھی۔ ۱۳۰۳ء میں علاؤ الدین نے اسے فتح کیا تھا۔ لیکن وہ رانا ہمیر کی سرکردگی میں جلدی ہی پھر آزاد ہو گیا۔ اس خاندان کا ایک مشہور حکمران رانا کنبھ ہوا ہے۔ جس نے گجرات اور مالوہ کی متحدہ فوج کو شکست دیکر چتوڑ میں ایک مینار فتح کی یادگار میں تعمیر کر لیا تھا۔ بابر کے حملے کے وقت یہاں رانا سنگرام سنگھ (رانا سانگا) حکمران تھا۔ بابر نے اسے ۱۵۲۷ء میں کنواہا کے مقام پر شکست دی۔ اکبر کے زمانے میں یہاں رانا پرتاپ راج کرتا تھا۔

جون پور۔ تیمور کے حملے کے بعد یہاں کے حاکم خواجہ جہان نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس ریاست میں قنوج سے بنگال تک کا علاقہ شامل تھا۔ اس جگہ کے حاکم علوم و فنون کے بڑے سرپرست تھے۔ حسین شاہ کے حکم سے بھگوت گیتا اور مہابھارت کا ترجمہ بنگالی میں کیا گیا۔ بہلول لودھی نے ۲۶ سال کی جنگ کے بعد ۱۴۷۶ء میں اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

بنگال - فیروز تغلق کے زمانے میں خواجہ الیاس اس صُوبہ کا خود مختار حاکم بن گیا - پھر ۱۴۸۹ء میں ایک سیّد سردار علاؤ الدین نے اس پر قبضہ کر لیا - اس کے بعد اس کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے یہاں کے حاکم ہوئے - آخر کار شیر شاہ نے ان سے سلطنت چھین لی ÷

اوڑیسہ - چودھویں صدی کے وسط تک یہاں ہندو راجاؤں کی خود مختار حکومت تھی - فیروز تغلق نے ۱۴۶۰ء میں اسے مطیع کیا - لیکن اس کے بعد جلدی ہی یہ پھر آزاد ہو گیا - آخر کار افغانوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی - جسے اکبر نے فتح کر کے سلطنت دہلی کے ساتھ ملا لیا ÷

کشمیر - چودھویں صدی تک یہ ریاست ہندو راجپوتوں کے ماتحت تھی - لیکن اس صدی کے آخر میں راجہ کے ایک مسلمان وزیر شاہ میر نے راجہ کو تخت سے اُتار کر خود کشمیر پر قبضہ کر لیا - اس خاندان کے دو مشہور بادشاہ ہوئے ہیں - ایک سکندر جو پرلے درجہ کا متعصب بادشاہ تھا - اس نے بڑے جبر و ستم سے کشمیر کے ہندوؤں کو مسلمان بنایا - دوسرا زین العابدین جو سکندر کا بالکل الٹ تھا - وہ ایک پارسا اور نیک انسان تھا - اس نے ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر گوشت کھانا ترک کر دیا تھا - گاؤکشی حکماً بند کر دی - اور جزیہ لینا بھی بند کر دیا - اکبر کے زمانے تک یہ ریاست آزاد رہی ÷

دکّن کی سلطنتیں

افغانوں کے زوال کے زمانے میں دکّن میں دو بڑی زبردست سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ بہمنی سلطنت اور وجے نگر کی سلطنت

بہمنی سلطنت

اس سلطنت کا بانی ظفر خاں ایک افغان تھا جو تغلق خاندان کے شروع کے ایام میں دہلی کے ایک برہمن گنگو کا غلام تھا۔ جس نے اس کا ہاتھ دیکھ کر پیشین گوئی کی تھی۔ کہ وہ کبھی بادشاہ بنے گا۔ برہمن آقا نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر اسے غلامی سے آزاد کر دیا۔ اور محمد تغلق سے سفارش کر کے اسے کچھ سواروں کا افسر مقرر کرا دیا۔ ظفر خاں لائق آدمی تھا۔ جلدی ہی ترقی کر کے فوج کا جرنیل بن گیا۔ جب بادشاہ نے اسے دکن کی بغاوت کے فرو کرنے پر مقرر کیا۔ تو وہ باغیوں سے مل گیا۔ اور ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام اپنے آقا کی یاد میں اور بقول بعض بہمن خاندان کی نسل سے ہونے کے باعث بہمنی سلطنت رکھا۔ یہ خاندان تقریباً ڈیڑھ سو سال تک حکمران رہا۔ گلبرگہ اس کا دار الخلافہ تھا۔ ان کی وارنگل اور وجے نگر کے ہندو راجاؤں سے ہمیشہ مخالفت رہی۔ آخرکار یہ سلطنت پانچ خود مختار ریاستوں میں منقسم ہو گئی :-

۱۔ عادل شاہیہ۔ ۱۴۸۹ء میں یوسف عادل شاہ نے اس خاندان کی بنیاد ڈالی۔ بیجاپور اس کا پایہ تخت تھا۔ آخرکار اورنگ زیب نے اس کو ۱۶۸۶ء میں فتح کر لیا۔

۲- نظام شاہیہ - احمد شاہ نے ۱۴۸۶ء میں اس کی بنیاد رکھی - اس کا دارالخلافہ احمد نگر تھا - چاند بی بی اسی خاندان کی ایک شہزادی تھی - ملک عنبر اس ریاست کا مشہور مدبر اور سپہ سالار تھا - شاہجہان نے ۱۶۳۷ء میں اس ریاست کو فتح کر لیا ÷

۳- قطب شاہیہ - اس ریاست کا بانی قطب الملک تھا - اس کی راجدھانی گولکنڈہ تھی - اس خاندان کی حکومت ۱۵۱۵ء سے ۱۶۸۷ء تک رہی ÷

۴- عماد شاہیہ - اس کی بنیاد ایک نومسلم عماد شاہ نے ۱۴۸۴ء میں رکھی - ایلچ پور اس کا دارالخلافہ تھا - ۱۵۷۲ء میں شاہ احمد نگر نے اس کو اپنی حکومت میں ملا لیا ÷

۵- برید شاہیہ - قاسم برید نے ۱۴۹۲ء میں بیدر میں اس خاندان کی بنیاد رکھی - دکن کی دوسری مسلمان سلطنتوں نے اسے فتح کر کے بانٹ لیا ÷

وجے نگر کی سلطنت

۱۳۳۶ء میں ہری ہر اور بکا رائے دو بھائیوں نے دریائے تنگ بھدرا کے کنارے وجے نگر کا شہر آباد کر کے سلطنت وجے نگر کی بنیاد ڈالی - اس سلطنت نے بہت جلد ترقی کی - اور آخر کار دریائے کرشنا سے راس کماری تک کا سارا علاقہ اس حکومت میں شامل ہو گیا - یہاں کے راجاؤں کی دکن کی اسلامی سلطنتوں سے اکثر جنگ رہا کرتی تھی - کرشن دیو رائے اس خاندان کا ایک مشہور راجہ گزرا ہے - جس نے ۱۵۰۹ء سے ۱۵۲۹ء تک حکومت کی - یہ راجہ بڑا قابل اور علم دوست تھا -

اور مسلمانوں سے نہایت رواداری سے سلوک کرتا تھا۔ اس نے رائے چور اور مدکل کے مشہور قلعوں کو بہمنی سلطنت سے چھین کر اپنے علاقہ میں شامل کر لیا +

انتظامِ سلطنت ۔ وجے نگر کے راجے مطلق العنان تھے۔ لیکن وزرا کی ایک کونسل اُن کے مشورہ کے لئے مقرر تھی۔ وزرا کا تقرر راجہ کی مرضی سے ہوتا تھا۔ یہ سلطنت تقریباً دو صد چھوٹے چھوٹے صوبوں میں منقسم تھی۔ ہر ایک صُوبہ دار کے اختیارات بہت وسیع تھے۔ اور ہر صوبہ کی اپنی اپنی فوج تھی۔ جو ضرورت کے وقت راجہ کی مدد کرتی تھی۔ اس ساری سپاہ کی تعداد گیارہ لاکھ تھی۔ ہر ایک صُوبہ دار اپنی آمدنی کا $\frac{1}{10}$ حِصّہ شاہی خزانہ میں داخل کرتا تھا۔ محصولات۔ تجارت و چُنگی بھاری تھے۔ زراعت کی ترقّی کے لئے دریاؤں پر بند باندھے ہوئے تھے۔ اور نہریں بھی نکالی گئی تھیں۔ مالیہ زمین نقدی کی صورت میں وصول کیا جاتا تھا۔ جو عموماً پیداوار کے $\frac{1}{6}$ حِصّہ کے برابر تھا۔ معمولی جرائم کے لئے بھی سخت سزائیں مقرر تھیں۔ تجارت زوروں پر تھی۔ اور رعایا خوشحال تھی۔ عبدالرزاق نامی ایک ایرانی سفیر لکھتا ہے۔ "وجے نگر جیسا خوبصورت اور دولتمند شہر نہ دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے۔ باشندے خوشحال مگر سادہ ہیں۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہیرے اور جواہرات کی فروخت کھلے بندوں ہوتی ہے۔ چور اُچکے کا مطلق ڈر نہیں" +

تلی کوٹ کی جنگ ۱۵۶۵ء

اس خاندان کا آخری راجہ رام راجا بڑا عقلمند لیکن بد مزاج انسان تھا۔ دکن کی چاروں مسلمان سلطنتوں نے متحد ہو کر ۱۵۶۵ء میں

اس پر حملہ کر کے اسے تلی کوٹ کے مقام پر شکست دی۔ راجہ قتل کر دیا گیا۔ اور شہر وجے نگر کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی۔ اور اس کی سلطنت کو آپس میں بانٹ لیا ؞

عہدِ افغاناں پر سرسری نظر

Q. Write a note on the general administration of the country under the Afghan kings and describe the effects of the contact of Hindu and Moslem civilisations.

سوال۔ افغانوں کے عام انتظامِ سلطنت اور ہندو مسلم تہذیب کے ملاپ اور ٹکر کے اثرات پر ایک نوٹ لکھو ؞

عام انتظامی حالت

دہلی کے افغان بادشاہ عموماً شروع سے آخر تک لڑائیوں میں مصروف رہے۔ پہلے تو ان کا مقابلہ راجپوتوں سے رہا۔ اور اس کے بعد انہیں مغلوں سے لڑنا پڑا۔ افغان سردار بھی عموماً بادشاہِ وقت کے دلی وفادار نہ تھے۔ وُہ ہمیشہ اِس موقعہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ کب بادشاہ کمزور ہو۔ اور ہم بغاوت کریں۔ ان حالات میں رعایا کو امن و امان اور خوشحالی صرف اُسی حاکم کے عہد میں مل سکتی تھی۔ جو دوسروں سے بہادر اور فنونِ جنگ میں ماہر ہو۔ اس لئے بادشاہ پورے طور پر خود مختار ہو گئے۔ ایک بادشاہ کے مرنے پر اس کا بڑا بیٹا بادشاہ بنا کرتا تھا۔ لیکن اس کے کمزور ہونے کی صورت میں امراء سلطنت اسے تخت سے اتار کر دوسرے شاہزادوں میں سے کسی کو یا کسی اور زبردست

امیر کو تخت پر بٹھا دیا کرتے تھے۔ عام طور پر بادشاہ اسلامی شریعت کے مطابق چلتے تھے۔ لیکن علاؤ الدین جیسے زبردست بادشاہ شریعت کے احکام کو بہت کم خاطر میں لاتے تھے۔ البتہ کمزور اور نالائق حکمرانوں کے لئے قاضیوں کی لیڈر شپ کی ضرورت تھی۔ صوبوں کے گورنر بھی بڑے وسیع اختیارات کے مالک ہوتے تھے۔ لیکن ان کے لئے خراج کا باقاعدہ ادا کرنا۔ ضرورت کے وقت فوج اور سامانِ رسد سے بادشاہ کی مدد کرنا لازمی تھا۔ مقدمات کا فیصلہ قاضی کرتے تھے۔ اور دیہات کا انتظام عموماً پنچایت ہی کے سپرد ہوتا تھا۔ اسی لئے شاہانِ دہلی کی تبدیلی سے عام لوگوں کی روزمرہ کی زندگی میں کچھ فرق نہ آتا تھا۔ لوگ عموماً گاؤں میں رہتے تھے۔

ہندو اور مسلم تہذیبوں کی ٹکر

مسلمانوں کے آنے سے پہلے یہاں جتنے حملہ آور آئے۔ ہندو مذہب نے ان تمام کو قریباً قریباً جذب کر لیا تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ نہ تو اپنے مذہبی عقیدوں کے پکے تھے۔ اور نہ ان کی اپنی کوئی زبردست تہذیب تھی۔ اس لئے ہندو ان نو واردوں کو اس طرح سے اپنے میں جذب کر گئے۔ کہ گویا وہ کبھی ان سے الگ ہی نہ تھے۔ لیکن اس کے برخلاف مسلمان جس ملک میں گئے۔ وہاں کے باشندوں کو مکمل طور پر مسلمان بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان اپنے مذہب کے پکے تھے۔ اور خدائے واحد کے پرستار ہونے کے باعث بہت سے دیوی دیوتاؤں کو پوجنے والے برہمنوں کو اپنے سے کمتر سمجھتے تھے۔ اس لئے جہاں پہلے ہندو غیر ملکی حملہ آوروں کو جذب کرتے تھے۔

اب مسلمانوں نے ہندوؤں کو اپنے میں ملانا شروع کر دیا۔ برہمنوں نے اس کو روکنے کے لئے ذاتوں کی قیود کو سخت کر کے مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ شروع کر دیا۔

دونو مذاہب کا ایک دوسرے پر اثر

افغانوں کے زمانے میں دونو مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے ساتھ ہمسایوں کی طرح رہنے لگے۔ چنانچہ ایک دوسرے کے میل جول سے دونو کے خیالات عادات اور رسم و رواج پر مفصلہ ذیل اثر پڑا۔

۱۔ جن ہندوؤں نے جزیہ سے بچنے۔ طمع یا کسی اور امر مجبوری کے باعث یا پرچار کے زیر اثر اسلام قبول کر لیا۔ وُہ ذاتوں کی تقسیم اور اپنے پیشوں کو جوں کے توں اسلام میں لے گئے۔ علاؤ الدین خلجی اور دوسرے مسلمان حاکموں نے ہندو عورتوں سے شادیاں کیں۔ ان عورتوں نے بھی اپنے قدیمی رسم و رواج کو نہ چھوڑا۔ ان نومسلموں میں صرف اتنی تبدیلی ہوئی۔ کہ جہاں پہلے وہ دیوی دیوتاؤں اور بتوں کی پُوجا کرتے اور مندروں میں جاتے تھے۔ اب اُنہوں نے خدائے واحد کی پرستش اور مسجد میں جانا شروع کر دیا۔ اس طرح سے مسلمانوں میں بھی ذاتوں کی اونچ نیچ اور ہندوانہ رسوم رائج ہو گئیں۔

۲۔ اسلام کی توحید کے پرچار نے ہندوؤں کو بھی پرانے ویدک دھرم کی یاد دلائی۔ اور اب ہندوؤں میں بھی ایک ایشور کی پُوجا شروع ہو گئی۔ اور ذات پات کی جگہ مساوات نے لے لی۔

۳۔ ہندوؤں میں مسلمانوں کی طرح پردے کا رواج شروع ہو گیا۔ بچپن کی شادی اور ستی کے رواج آگے سے بہت بڑھ گئے۔

۴- فارسی اور ہندی زبانوں کے ملاپ سے ایک نئی زبان اُردو پیدا ہوگئی۔

۵- اسلامی اور ہندی فنونِ تعمیر کو ملا کر ایک نیا فنّ تعمیر جاری ہوا۔ قطب مینار- قطبی مسجد- جونپور- گولکنڈہ- بیجاپور- بیدر- احمد آباد وغیرہ شہروں میں قدیمی عمارات اس فن کی بہترین یادگار ہیں۔

۶- لوگوں کا جادو ٹونے- جنتر- منتر وغیرہ پر اعتقاد زیادہ ہوگیا۔

۷- دونو مذاہب کے لوگوں کے ہمسائگی کے جذبات میں ترقی ہونے کے باعث باہمی تعصب دور ہونا شروع ہوگیا- اور دونو فرقوں میں ایک نئی مذہبی تحریک شروع ہوگئی- جس کو بھگتی کی تحریک کہتے ہیں۔

Q. What movement of religious reform prevailed in India during the thirteenth and fourteenth centuries? How far were they the outcome of the contact between Hinduism and Islam? Mention the names of the chief reformers. (P.U. 1936) **Imp.**

سوال- تیرھویں اور چودھویں صدی میں ہندوستان میں مذہبی اصلاح کی کونسی تحریک جاری ہوگئی؟ اسلام اور ہندو مت کے ملاپ کا اس پر کہاں تک اثر پڑا؟ اس تحریک کے مشہور اصلاح کنندوں کے نام لکھو۔

بھگتی کی تحریک

جب ہندو اور مسلمان دونو اقوام نے ایک دوسرے کی ہمسائگی میں رہنا شروع کر دیا- تو دونو قوموں میں باہمی رواداری اور یگانگت کے خیالات پیدا ہونے شروع ہو گئے- مسلمان صوفیوں اور فراخ دل ہندو بزرگوں نے دونو اقوام کے لوگوں کے دلوں سے ذات

پات اور چھوت چھات اور اُونچ نیچ کے خیالات کو نکال کر یہ خیال بھرنا شروع کر دیا - کہ خدا ایک ہے اور وہ اپنی تمام مخلوقات سے محبّت کرتا ہے - اس لئے اِنہیں بھی آپس میں صلح اور محبّت سے رہنا چاہیئے - اس کو تاریخ میں بھگتی کی تحریک کہتے ہیں - اس تحریک کے مندرجہ ذیل پیشوا بہت مشہور ہیں :-

۱- خواجہ معین الدین چشتی - آپ ۱۱۶۶ء میں وسطِ ایشیا سے ہندوستان کی طرف آئے - آپ کے آنے کی غرض اشاعتِ اسلام تھی - اس کام کے لئے آپ نے اجمیر کو منتخب کیا - آپ اپنے معتقدین کو تعلیم دیتے تھے - کہ خدا ایک ہے اور سب مذاہب کے لوگ اس کی نظر میں مساوی ہیں - اور تمام لوگ بلا لحاظ مذہب و ملّت اس کی عبادت اور لوگوں کی خدمت سے اس کو پا سکتے ہیں - ۱۲۳۶ء میں آپ نے وفات پائی ॥

۲- بابا فرید - آپ ملتان کے رہنے والے تھے - جوانی میں پاک پٹن کی طرف چلے آئے - اور ہندو اور مسلمان دونو کو رواداری - محبت اور یگانگت کی تعلیم دی - آپ کی تعلیم انسان کو مادہ پرستی سے دور کر کے روحانیت کی طرف لے جاتی ہے - "روکھی - سوکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پی - نہ دیکھ پرائیاں چوپڑیاں نہ ترسائیں جی" وغیرہ اشعار آپ کی تصنیف ہیں ॥

۳- مادھو اچاریہ - ۱۱۹۹ء میں بنگلور کے قریب پیدا ہوئے - آپ وشنو مت کے پیرو تھے - آپ ہندو مسلمانوں کو اپنے

اپنے مذہب پر قائم رہ کر نیک بننے کی تعلیم دیتے تھے۔ ۱۲۷۹ء
میں آپ نے انتقال کیا۔

۴- راما نند سوامی - آپ رامانج کے سب سے بڑے چیلے تھے - آپ نے شمالی ہند کے لوگوں کو بتایا - کہ خدا ایک ہے - اور سب لوگ اس کی نظر میں یکساں ہیں - ذات پات کی اونچ نیچ اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

۵- **بھگت کبیر** - سوامی رامانند کے مشہور چیلے تھے - آپ کی ماں برہمنی اور پرورش کرنیوالا ایک مسلمان جولاہا تھا - شمالی ہندوستان میں وشنو کے نام پر توحید کا پرچار کیا - آپ کہا کرتے تھے - کہ اللہ اور ایشور ایک ہی ہے - اور ہر جگہ موجود ہے - اس کے حاصل کرنے کے لئے دنیا کو چھوڑنا ضروری نہیں - آپ رام کے بھگت تھے - اور آپ کی عورت مائی لوئی ایک شریف پارسا اور نیک خاتون تھی - آپ کے بچے بھی ایسے ہی تھے - غرضیکہ آپ کا گھر ہندو مسلم اتحاد کا ایک مکمل نمونہ تھا۔

۶- **گورو نانک** - آپ پنجاب کے ضلع شیخو پورہ کے موضع تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے - اور سکھ مذہب کی بنیاد ڈالی - آپ نے لوگوں میں مساوات اور ایک دوسرے سے بھائی بھائی بن کر رہنے کا پرچار کیا - آپ خدا کی توحید کے قائل تھے - ۱۵۳۸ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔

۷- چے تنیہ - آپ ۱۴۸۵ء میں بنگال کے شہر ندیا میں پیدا ہوئے - پچیس سال کی عمر میں ویشنو مت کا پرچار کرنے لگے - آپ ذات پات اور چھوت چھات میں یقین نہیں رکھتے تھے -

آپ کا خیال تھا - کہ سری کرشن جی کا سچا بھگت خواہ کسی مذہب و ملت کا ہو - ضرور نجات پائیگا - ۱۵۲۷ء میں آپ نے وفات پائی ٭

بھگتی کی تحریک کے نتائج

۱- اس تحریک نے ہندو مت میں ایک نئی رُوح پھُونک دی - ان میں بھی ذات پات کی تمیز کم ہونی شروع ہو گئی - اور خدا کی وحدت کے قائل ہوکر لوگوں کا رجوع قدیم ویدک دھرم کی طرف ہونا شروع ہو گیا ٭

۲- اس تحریک کے اس پرچار سے کہ خدا ایک ہے - اور اس کے نزدیک ہندو اور مسلمان یکساں ہیں - اور ہر ایک نیک آدمی خدا تک پہنچ سکتا ہے - مسلمانوں کو ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی سرگرمیاں بہت کچھ سرد ہو گئیں ٭

۳- ہندوؤں کے اندر کئی نئی جماعتیں سکھ وغیرہ پیدا ہونی شروع ہو گئیں ٭

خاندانِ مُغلیہ

Q. Who were Mughals? How did they come to found an empire in India and how long did their rule last in India? Name some famous rulers of this dynasty.

سوال - مغل کون تھے؟ انہوں نے ہندوستان میں کیسے سلطنت قائم کر لی؟ ان کی حکومت کب تک رہی - اور اس خاندان کے مشہور بادشاہ کون کون سے گزرے ہیں؟

منگول یا مغل منگولیا کے باشندے تھے - جو پہلے پہل

چنگیز خاں کی سرکردگی میں التمش کے زمانے میں ہندوستان
میں آئے - ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن کے زمانے میں
بلبن کی کوششوں سے ان کو دو دفعہ شکست ہوئی - علاؤ الدین
خلجی کے زمانے میں اُنہوں نے کئی حملے کئے - اور پسپا کر
دئے گئے - محمد تغلق کے عہدِ حکومت میں اُنہوں نے دہلی
تک کا علاقہ روند ڈالا - اور آخر بادشاہ نے انہیں بہت سا روپیہ
دیکر واپس کر دیا - ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے محمد تغلق کو
شکست دیکر پنجاب - دہلی - میرٹھ - ہردوار - کانگڑہ اور جموں کو خوب
لُوٹا - بابر نے بھی ابراہیم لودھی کے زمانے میں چار یورشیں کیں -
اور آخر ۱۵۲۶ء میں اسے شکست دیکر ہندوستان میں مغلیہ
سلطنت کی بنیاد ڈالی ۔

ہندوستان میں ان کی حکومت ۱۵۲۶ء سے ۱۵۴۰ء اور
۱۵۵۶ء سے ۱۸۵۷ء تک رہی - آخری چار بادشاہ درحقیقت
انگریزوں کے پنشن خوار تھے

بابر	۱۵۲۶ء	سے	۱۵۳۰ء	تک
ہمایوں	۱۵۳۰ء	سے	۱۵۴۰ء	اور
	۱۵۵۵ء	میں	چند	ماہ
اکبر	۱۵۵۶ء	سے	۱۶۰۵ء	تک
جہانگیر	۱۶۰۵ء	سے	۱۶۲۷ء	تک
شاہجہان	۱۶۲۷ء	سے	۱۶۵۸ء	تک
اورنگ زیب	۱۶۵۸ء	سے	۱۷۰۷ء	تک
بہادر شاہ	۱۷۰۷ء	سے	۱۷۱۲ء	تک
جہاندار شاہ	۱۷۱۲ء	سے	۱۷۱۳ء	تک

فرخ سیر	۱۷۱۳ء	سے	۱۷۱۹ء تک
محمد شاہ	۱۷۱۹ء	سے	۱۷۴۸ء تک
احمد شاہ	۱۷۴۸ء	سے	۱۷۵۴ء تک
عالمگیر ثانی	۱۷۵۴ء	سے	۱۷۵۹ء تک
شاہ عالم ثانی	۱۷۵۹ء	سے	۱۸۰۶ء تک
اکبر ثانی	۱۸۰۶ء	سے	۱۸۳۷ء تک
ابوظفر بہادر شاہ	۱۸۳۷ء	سے	۱۸۵۷ء تک

Q. Give a brief account of the early career, conquests and character of Babar. (P.U. 1920)

سوال - بابر کی ابتدائی زندگی - فتوحات اور چال چلن کا مختصر حال بیان کرو +

بابر کی ابتدائی زندگی

بابر امیر تیمور کی چھٹی پشت میں عمر شیخ مرزا کا بیٹا تھا - اور ماں کی طرف سے چنگیز خاں سے تعلق رکھتا تھا - ابھی بارہ ہی برس کا تھا - کہ باپ گذر گیا - اور ۱۴۹۵ء میں سلطنت کا بوجھ اس کے کندھوں پر آپڑا - چچا نے اپنے نابالغ بھتیجے سے فرغانہ کی حکومت چھیننی چاہی - بابر گو چھوٹا تھا - مگر اس نے بغیر لڑے بھڑے باپ دادا کی جائداد چھوڑنی گوارا نہ کی - کئی برسوں تک جنگ جاری رہی - کئی رنگ دیکھے - کبھی تو بادشاہ بن جاتا - اور اس کے نام کا ڈنکہ تمام ترکستان میں بجنے لگتا - اور کبھی ایسا نادار ہو جاتا - کہ چھپنے کو جگہ نہ ملتی - آخر جب دیکھا - کہ باپ دادا کے وطن میں گذارہ مشکل ہے - تو مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ ۱۵۰۴ء میں کابل کا رخ کیا - جہاں اس کا ایک اور چچا حکمران تھا - اس کی خوش قسمتی سے انہی دنوں اس چچا کا انتقال

ہو گیا - اور بابر نے کابل کے تخت پر قبضہ کر لیا - ۱۵۲۴ء تک کابل کی سلطنت کو مستحکم اور وسیع کیا - اور قندھار اور ہزارہ کو فتح کر کے پنجاب پر حملے شروع کر دیئے - پانچ دفعہ چڑھائی کی - لیکن کامیابی نہ ہوئی - صرف سرحدی علاقہ کو لوٹ کھسوٹ کر واپس جانا پڑا ۔

پانی پت کی پہلی لڑائی ۱۵۲۶ء

ان دنوں ابراہیم لودھی دہلی کا سلطان تھا - جس کے مظالم سے تنگ آکر دولت خان لودھی حاکم پنجاب اور رانا سنگرام سنگھ والئے چتوڑ نے بابر کو حملے کی دعوت دی - جس پر دو سال کی تیاری کے بعد بارہ ہزار سوار اور توپ خانہ کو ساتھ لے کر بابر نے ہندوستان کا رُخ کیا - ابراہیم لودھی نے ایک لاکھ فوج اور ایک ہزار جنگی ہاتھیوں سے اس کا مقابلہ کیا - ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان پر ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی - ابراہیم کے کمزور اور بد دِل سپاہی بابر کی مضبوط اور قواعد دان فوج کا مقابلہ نہ کر سکے - چالیس ہزار ہندوستانی کھیت رہے - ابراہیم بھی لڑتا ہوا مارا گیا - اور اس ایک ہی جنگ سے بابر کا دہلی اور آگرہ پر قبضہ ہو گیا ۔

رانا سانگا اور جنگ کنواہا ۱۵۲۷ء

رانا سنگرام سنگھ جسے رانا سانگا بھی کہتے ہیں - میواڑ کا ایک زبردست حکمران تھا - اس نے اپنے زور بازو سے تمام راجپوتانہ کو زیر کر کے تمام ہندوستان پر حکومت کرنے کے خواب لینے شروع کر دیئے تھے - اس نے ابراہیم لودھی پر خود حملہ کرنے کی بجائے

بابر کو کابل سے بلا بھیجا۔ غرض یہ تھی۔ کہ بابر سے ابراہیم کو شکست دلائی جاوے۔ اور جب بابر واپس کابل چلا جاوے۔ تو وہ خود دہلی پر قبضہ کرلے۔ لیکن اس کا مدعا پورا نہ ہُوا۔ کیونکہ بابر نے کابل واپس جانے کی بجائے آگرہ کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور کابل کو سلطنت دہلی کا ایک صوبہ بنا کر ہندوستان میں مستقل رہائش اختیار کر لی+

اس پر ۱۵۲۷ء میں رانا سانگا نے تمام راجپوت راجاؤں کو جمع کر کے ستر ہزار راجپوتوں اور کئی ہزار افغانوں کے ساتھ آگرہ کا رُخ کیا۔ رانا بڑا بہادر اور جنگ آزمودہ جرنیل تھا۔ ایک آنکھ۔ ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ گزشتہ جنگوں کی نذر کر چکا تھا۔ اور اس کے جسم پر مختلف زخموں کے اسّی نشان موجود تھے۔ دوسری طرف بابر بھی بڑا شجاع اور تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ جس نے بیسیوں دفعہ زمانے کے نشیب و فراز کو دیکھا تھا۔ اس لئے مقابلہ بہت سخت تھا۔ لڑائی شروع ہوتے ہی راجپوتوں نے کنواہا کے قریب بابر کے ہراول کو گھیر کر قتل کر دیا۔ اس پر مغل لشکر میں بد دلی پیدا ہو گئی۔ اور دشمن کی کثرت نے بھی انہیں گھبرا دیا۔ اور جنگ سے کترانے لگے۔ یہ حالات دیکھ کر بابر نے خداوند تعالےٰ سے دعا مانگی اور قسم اٹھائی۔ کہ آئندہ شراب نہ پیوں گا۔ بلکہ شراب کے سونے چاندی کے برتن بھی توڑ پھوڑ کر غریبوں اور محتاجوں میں بانٹ دئے۔ اور فوج کے سامنے ایک مؤثر اور ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس سے مغلوں اور ترکوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور اُنہوں نے مرنے مارنے پر ٹھان لی۔ راجپوتوں نے بڑی بہادری سے حملہ کیا۔ لیکن مغل افواج اور بابری توپخانہ نے اُن کے حوصلے پست کر دئے۔ اور آخر انہیں

میدانِ جنگ سے بھگا دیا۔ رانا سانگا خود ارولی پربت کی
طرف چلا گیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

فتح چندیری ۱۵۲۸ء

باقی ماندہ راجپوت افواج میدنی راؤ
والئے چندیری کے ماتحت ایک
دفعہ اور اکٹھی ہوئیں۔ لیکن بابر نے ۱۵۲۸ء میں انہیں شکست
دیکر چندیری کے مستحکم قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس شکست نے
راجپوتوں کے حوصلے بہت پست کر دئے۔

جنگ گھاگرہ ۱۵۲۹ء

پانی پت کی پہلی لڑائی کے بعد
ابراہیم لودھی کے بھائی محمود
لودھی نے بہار کے علاقہ میں افغانوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ لیکن
مغل افواج نے دریائے گھاگرہ کے کنارے ۱۵۲۹ء میں انہیں شکست
دیکر بہار فتح کر لیا۔ اور آخر نصرت شاہ والئے بنگال نے بھی بابر
کی اطاعت قبول کر لی۔

بابر کی وفات ۱۵۳۰ء

۱۵۳۰ء میں بابر کا بڑا بیٹا ہمایوں
سخت بیمار ہو گیا۔ جب ہر قسم
کے علاج معالجہ اور دوا سے فائدہ نہ ہوا۔ تو دعا کی طرف توجہ
کی۔ کسی نے کہا۔ کہ شاہی خزانہ کا سب سے قیمتی ہیرا ہمایوں
پر سے صدقہ دو۔ لیکن بابر نے کہا۔ کہ میں اپنی جان کو اپنے
فرزند پر قربان کر دوں گا۔ چنانچہ بابر نے اپنے بیمار بیٹے
کے پلنگ کے گرد تین دفعہ گھوم کر کہا۔ کہ میں نے ہمایوں کی
بیماری لے لی۔ لے لی۔ لے لی۔ قدرتِ خدا سے ہمایوں اسی وقت
سے تندرست ہونا شروع ہو گیا۔ اور بابر بسترِ علالت پر
پڑ گیا۔ آخر جب ہمایوں نے غسلِ صحت کیا۔ تو بابر نے دم

توڑ دیا ٭

بابر کا چال چلن

بابر ایک بہادر سپاہی اور تجربہ کار جرنیل تھا۔ اس کی ساری عمر مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھاتے ہی گذری۔ اسے بچپن ہی میں والد کے مرجانے کے باعث اپنے چچاؤں اور دیگر رشتہ داروں سے لڑنا پڑا۔ بعد میں کابل کے علاقہ میں افغانوں کو مطیع کرنے میں کئی ایک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی دفعہ شکست اور کئی دفعہ فتح پائی۔ ان باتوں نے اس کے دل میں اتنا صبر اور استقلال بھر دیا کہ آئندہ مشکل سے مشکل مصائب بھی اس کے دل کو کبھی مایوس نہ بنا سکیں۔ تیر اندازی کے وقت اس کا نشانہ کبھی خطا نہ کرتا تھا۔ جفاکشی میں کوئی بھی اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ صبح سے شام تک گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے رہنا اور سو سو میل کی مسافت بغیر دم لینے کے طے کرنا اس کے آگے ایک معمولی بات تھی۔ وہ بڑا جسیم۔ قدآور اور بہت نڈر تھا۔ دریاؤں کو گھوڑے یا کشتی کے ذریعے پار کرنے کی بجائے اکثر تیر کر عبور کیا کرتا تھا۔ مناظر قدرت کا بہت شیدا اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ شراب کثرت سے پیتا تھا۔ لیکن جنگِ کنواہا کے بعد اس نے شراب سے توبہ کر لی تھی۔ بابر ایک اعلیٰ درجہ کا شاعر اور اچھا مصنّف تھا۔ اس نے خود اپنی زندگی کے حالات اپنی کتاب توزک بابری میں لکھے ہیں ٭

نصیرالدّین ہمایوں بادشاہ

Q. Give a short account of Humayun's reign. (P.U. 1914)

سوال - ہمایوں کے عہدِ حکومت کا مختصر حال لکھو۔

تخت نشینی

بابر کی وفات پر اس کا سب سے بڑا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا - اس نے باپ کی وصیت کے مطابق اپنے بھائیوں سے نہایت اچھا سلوک کیا - کامران کو کابل اور قندھار کا علاقہ دیدیا - اور بعد میں جب اس نے پنجاب پر بھی قبضہ کر لیا - تو ہمایوں نے چشم پوشی اختیار کر لی - دوسرے بھائی عسکری کو میوات اور تیسرے بھائی ہندال کو سنبھل کی جاگیریں عطا کیں۔

ہمایوں کی مشکلات

۱- بابر نے صرف چار سال کی حکومت کے بعد وفات پائی - اس واسطے ہمایوں کی تخت نشینی کے وقت سلطنت ابھی مستحکم نہ ہوئی تھی۔ اور افغان اور راجپوت ابھی تک مغلوں کو ہندوستان سے نکالنے کی تدابیر سوچ رہے تھے - گجرات کے بہادر شاہ نے دہلی اور آگرہ چھیننے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں - افغانوں نے بہار میں شیر خاں کی سرکردگی میں سر اٹھایا - راجپوت راجپوتانہ اور بندھیل کھنڈ میں باغی ہو گئے - کامران نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔

۲- ہمایوں نے تخت نشین ہوتے ہی وہ علاقے جو فوجی سپاہیوں کی کان تھے - اپنے بھائیوں کے حوالے کر دئے - جس سے اس کی فوج کو

بھرتی کے لئے اچھے سپاہی نہ مل سکے ÷

۳- بابر کے زمانے کے جنگ آزمودہ جرنیل کچھ تو لڑائیوں میں مارے گئے تھے - کچھ عمرِ طبعی کو پورا کر کے مر گئے تھے - باقی سب بوڑھے ہو جانے کے باعث ہمایوں کی مدد کے قابل نہ تھے - نیز اس کی فوج میں یکرنگی نہ رہی تھی - مغل - ازبک - ترک - ایرانی اور افغانی ہر قسم کے لوگ اس کی سپاہ میں آن ملے تھے ÷

۴- ہمایوں خود بھی عیش و عشرت کا بندہ تھا - اپنے باپ جیسی ہمّت اور دور بینی اس میں نہ تھی - اور وہ عموماً ایک کام کو نامکمل چھوڑ کر دوسرے کی طرف متوجّہ ہو جاتا تھا ÷

ہمایوں کی لڑائیاں

۱- بہار پر چڑھائی - ابراہیم کے بھائی محمود لودھی نے جونپور میں بغاوت کی - ہمایوں نے اسے لکھنؤ کے قریب شکست دی - بعد ازاں بہار کے باغی افغان شیر خاں کو چنار کے قلعے میں محصور کر لیا - لیکن اس کے اظہارِ اطاعت کرنے پر ہمایوں آگرہ واپس چلا آیا ÷

۲- **گجرات کی فتح ۱۵۳۵ء** - چنار کے محاصرہ کے دوران میں اسے خبر لگی - کہ بہادر شاہ والئے گجرات کا لڑکا تاتار خاں اور علاؤ الدّین لودھی ایک بڑے لشکرِ جرّار کے ساتھ آگرہ کی طرف بڑھ رہے ہیں - اس لئے ہمایوں نے شیر خاں سے صلح کر کے گجراتیوں کو بیانہ کے قریب شکست دی - اور صرف تین سو جوانوں کے ساتھ چمپانیر کے مشہور قلعہ کو فتح کر لیا - بہادر شاہ بھاگ گیا - اور یہاں سے ہمایوں کے ہاتھ ایک بڑا خزانہ لگا - اس خوشی میں اس نے یہاں چھ ماہ تک جشن جاری رکھا - اتنے میں اطلاع ملی کہ شیر خاں سوری حاکم بہار پھر باغی ہو گیا ہے - اس پر گجرات

کی فتح کا کام اپنے بھائی عسکری کے حوالے کر کے خود بہار کی طرف متوجہ ہُوا - پیچھے سے بہادر شاہ نے اپنی افواج کو پھر سے اکٹھا کر کے عسکری کو گجرات سے نکال دیا +

۳- شیر خاں سے لڑائی - ہمایوں کی گجرات میں مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر شیر خاں نے بہار میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور قلعہ رہتاس اور بنگال پر بھی قبضہ کر لیا - جب ہمایوں گجرات سے اس کے مقابلے کے لئے آیا - تو شیر خاں نے اس کو بالکل نہ روکا - بلکہ اسے راج محل کی پہاڑیوں سے گذر کر گوڑ دارالخلافہ بنگال کو فتح کرنے دیا - اتنے میں برسات کا موسم آگیا - تمام ملک میں پانی ہی پانی پھیل گیا - اب شیر خاں نے راج محل کی پہاڑیوں پر قبضہ کر کے ہمایوں کی واپسی کے تمام ناکے بند کر دئے - اور آگرہ سے بادشاہی لشکر کا سلسلہ رسل و رسائل بالکل منقطع کر دیا - اس کے علاوہ موسمی بخار کی وجہ سے شاہی فوج کے بہت سے سپاہی بھی مارے گئے - ناچار ہمایوں نے واپسی کا حکم دیا - لیکن شیر خاں نے راستے آگے ہی بند کر رکھے تھے - اس لئے مجبوراً بادشاہ نے نہایت ذلیل شرائط پر شیر خاں سے صلح کر لی - اب شاہی افواج چوسا کے مقام پر بے فکری سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگیں کہ اتنے میں شیر خاں نے تمام قول و قرار کو بالائے طاق رکھ کر حملہ کر دیا - بادشاہی فوج میں گھبراہٹ پڑ گئی اور وہ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلی - ہمایوں نے بھی گھوڑا دریائے گنگا میں ڈال دیا - اس وقت دریا طغیانی پر تھا - گھوڑا ران کے نیچے سے نکل گیا - اور بادشاہ غوطے کھانے لگا - اس پر نظام نامی ایک

سقے نے آدھے دن کی بادشاہت کے اقرار پر بادشاہ کو اپنی پیٹھ پر بیٹھا کر دریا پار کر دیا - ہمایوں نے آگرہ پہنچ کر نظام کو نصف یوم کی حکومت دی - اور اس نے چمڑے کے درہم چلائے - دُوسرے سال ہمایوں نے ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ شیر خاں پر چڑھائی کی - لیکن ۱۵۴۰ء میں قنوج کے مقام پر شکستِ فاش کھائی - ہمایوں بھاگ گیا - اور شیر خاں شیر شاہ کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بنا۔

ہمایوں کی جلاوطنی

قنوج کے مقام پر شکست کھا کر ہمایوں پنجاب کی طرف آیا - تاکہ اپنے بھائی کامران سے مدد حاصل کرے - لیکن وہ پنجاب کو شیر شاہ کے حوالے کر کے خود کابل کو چلا گیا - اس پر ہمایوں کو راجپوتانہ اور سندھ کی خاک چھاننی پڑی - اسی دوران میں امرکوٹ کے مقام پر اکبر پیدا ہُوا - اس مصیبت کے وقت اس بچّے کو ساتھ لے جانا مشکل تھا - اس لئے اسے چند جاں نثاروں کے حوالے کر کے ہمایوں ایران کو چلا گیا - شاہ طہماسپ صفوی بادشاہِ ایران بڑی مہربانی سے پیش آیا - اور کچھ سال مہمان رکھنے کے بعد بارہ ہزار ایرانیوں کا لشکر ہمایوں کے سپرد کر دیا - اس فوج کی مدد سے اس نے پہلے تو عسکری سے ۱۵۴۵ء میں قندھار - اور اس کے دو ماہ بعد کامران سے کابل فتح کر لیا۔

ہمایوں کی واپسی اور وفات

۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے کابل سے ہندوستان کا رُخ کیا - اور پنجاب اور دہلی کے حاکم سکندر سوری کو سرہند کے قریب شکست دیکر اس سے پنجاب - دہلی اور آگرہ چھین لئے - لیکن ابھی اس کو دوبارہ

بادشاہ بنے چھ ماہ بھی نہ گذرے تھے - کہ وہ دہلی میں اپنی لائبریری کی سیڑھیوں سے گر کر مر گیا ؂

Q. Give a brief account of the early life, conquests and administration of Sher Shah Suri.
(P.U. 1912 21, 24, 27, 34, 37) Imp.

سوال - شیر شاہ سوری کی ابتدائی زندگی - فتوحات اور انتظامِ سلطنت کا مختصر حال بیان کرو۔

شیر شاہ کی ابتدائی زندگی

شیر شاہ کا اصلی نام فرید خاں تھا - اس کا باپ حسن خاں سہسرام کا ایک معمولی جاگیردار تھا - بچپن ہی میں ماں کا سایہ اس کے سر پر سے اُٹھ گیا - اور حسن خاں نے دوسری شادی کر لی - سوتیلی ماں فرید خاں سے اچھا سلوک نہ کرتی تھی - اس لئے وہ گھر سے بھاگ کر جمال خاں حاکم جونپور کے پاس چلا گیا - جہاں اس نے بڑے شوق سے علم حاصل کیا - سکندر نامہ اس کو حفظ یاد تھا - مضمون نویسی اور تاریخ سے بھی اسے اچھی واقفیت تھی - جب باپ نے بیٹے کو ہونہار دیکھا - تو خود جونپور آکر اسے سہسرام لے گیا - اور جاگیر کا سارا انتظام اس کے حوالے کر دیا - باپ کے مرنے پر اس نے سوتیلے بھائیوں کو جاگیر سے نکال دیا - جاگیر کے انتظام کے بعد اس نے محمود لودھی شاہ بہار کی ملازمت اختیار کر لی - جہاں ایک دن شکارگاہ میں نہایت بہادری سے شیر کا شکار کیا - بادشاہ نے خوش ہو کر اسے شیر خاں کا خطاب دیا - اسی دوران میں اسے ایک دفعہ بابر کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا - یہاں مغلوں کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر اس کے دل میں

آزادی اور حکومت کے خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ اکثر اپنے دوستوں کو کہا کرتا تھا۔ کہ تمام مغل عیش وعشرت کے بندے اور آج کا کام کل پر ڈالنے کے عادی ہیں۔ اگر افغان امرا میرا ساتھ دیں تو میں مغلوں کو ہندوستان سے اس طرح نکال دوں جیسے دودھ سے مکھی۔ الغرض شیر خاں رفتہ رفتہ ترقی کر کے بہار کی افواج کا سپہ سالار بن گیا۔ اور جب محمود لودھی مر گیا۔ تو شیر خاں بہار کا حاکم بن بیٹھا۔

فتوحات اور خود مختاری

اس کے بعد چنار۔ رہتاس وغیرہ قرب وجوار کے علاقوں اور آخر کار بنگال پر قبضہ کر کے اپنے خود مختار ہونے کا اعلان کر دیا۔ جب ہمایوں اس کے مقابلہ کو آیا۔ تو اس نے ۱۵۳۹ء میں اُسے چوسا کے مقام پر اور ۱۵۴۰ء میں قنوج کے مقام پر شکست فاش دیکر ہندوستان سے نکال دیا۔ اور شیر شاہ کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ اس کے بعد اس نے کامران کو پنجاب سے نکال دیا۔ اور دوسرے سال مالوہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں جودھپور کے راجہ رامدیو پر چڑھائی کی لیکن کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۵۴۵ء میں اس نے کالنجر کے قلعے پر حملہ کیا۔ وہاں بارود میں آگ لگ جانے کے باعث وہ جل کر مر گیا۔

انتظامِ سلطنت

شیر شاہ پہلا مسلمان بادشاہ تھا۔ جس نے اپنی حکومت کی بنیاد قوانین اور انتظام ملکی پر رکھی۔

ملکی انتظام۔ اس نے تمام ملک کو ۴۷ صوبوں میں منقسم کیا۔

اور صوبوں کو سرکار و پرگنوں میں تقسیم کیا - اور ان میں سرکاری افسر مقرر کئے - جنہیں باقاعدہ تنخواہ ملا کرتی تھی - ہر ایک گاؤں کا بڑا آدمی مکھیا یا چودھری کہلاتا تھا - عام پولیس اور خفیہ پولیس کے محکموں کا بڑا اعلیٰ انتظام تھا - بڑے بڑے سرکاری افسروں کا ہر دوسرے تیسرے سال تبادلہ کر دیا جاتا تھا۔

محکمہ انصاف - شیر شاہ پرلے درجہ کا منصف مزاج اور بے تعصب انسان تھا - اس کا عقیدہ تھا - کہ عدل سلطنت کی جڑ ہے - وہ خود عدالت کا اتنا دلدادہ تھا - کہ جب کوئی ستم رسیدہ فریادی اس کے دربار میں پہنچتا - تو وہ سب کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا تھا - اور ظالم کو خواہ وہ اس کا عزیز ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو - بغیر سزا دیئے نہ چھوڑتا وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا - کہ مغل اور لودھی بادشاہوں کے ظلم و غفلت اور ان کے امراء سلطنت کی رشوت ستانی نے مجھے بادشاہ بنایا ہے - اس کی نظر میں ہندو و مسلمان سب برابر تھے - سزائیں عموماً سخت تھیں - چوری - ڈاکہ - رہزنی وغیرہ کے انسداد کے لئے اس کا قانون تھا - کہ اگر چور یا ڈاکو گرفتار نہ ہو سکیں تو مال مسروقہ کی رقم اُس گاؤں کے مقدم یا مکھیا سے وصول کی جاوے - جہاں وقوعہ ہُوا تھا - لیکن اگر مقام وقوعہ کا یقین نہ ہو سکے - تو جس جس گاؤں کی حدود مقام وقوعہ سے ملتی ہوں - وہاں کے مقدموں سے چوری کے مال کی قیمت وصول کی جاوے - اسی طرح اگر کہیں قتل ہو جاوے تو اُس گاؤں کے مقدم کا فرض تھا - کہ وہ مجرم کو فوراً پولیس کے حوالے کر دے - ورنہ پولیس کو اختیار تھا - کہ مقدم کو گرفتار کرلے - اور اُس وقت تک رہا نہ کرے جب تک کہ

مجرم گرفتار نہ ہو جاوے *

مالی انتظام - شیر شاہ کا وزیرِ مال ٹوڈرمل تھا - جس کے مشورہ سے ہر سال ملک کی تمام زمین کی پیمائش کرا کے پیداوار کا تخمینہ لگایا جاتا تھا - پیداوار کا ۱/۴ حصّہ زر لگان مقرّر تھا - جو نقد یا جنس کی صورت میں ادا کیا جاتا تھا - زر لگان کے جمع کرنے والوں کی تنخواہیں مقرر تھیں کاشتکاروں کے آرام کا خاص خیال رکھا جاتا تھا - اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کبھی کسی جگہ کی زراعت کو نقصان پہنچتا - تو مالک کو کافی معاوضہ ادا کیا جاتا تھا *

اس کے علاوہ تاجروں اور سوداگروں کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا - تجارتی مال پر سوائے سرحدوں کے ملک کے اندر کسی قسم کا محصول نہ تھا *

فوجی انتظام - شیر شاہ نے جاگیرداری کے طریق کو بند کر کے ملک کے اندرونی اور بیرونی انتظام کے لیئے تنخواہ دار فوج ملازم رکھی - اور ملک کے اندر بہت سی چھاؤنیاں قائم کیں - وقتاً فوقتاً ان افواج کی تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں - اس نے رسالہ کے گھوڑوں کو داغ دینے اور سواروں کا حلیہ درج کرنے کا حکم دیا *

شاہی لنگر - شیر شاہ کو رفاہِ عام کا بے حد خیال رہتا تھا - غربا کے لیئے اس نے لنگر کھول رکھے تھے - جن کا خرچ پانسو اشرفی روزانہ تھا - جب دستر خوان پر بیٹھتا - تو نقارہ بجتا تھا - اور اُسی وقت مسلمانوں کو پکا پکایا - اور ہندوؤں کو دال - آٹا اور گھی وغیرہ تقسیم ہوتا تھا - ضرورتمند اشخاص کے گھوڑوں اور بیلوں کے لیئے راشن بھی مفت ملتا تھا - اندھے - لولے - لنگڑے - بوڑھے - بیوہ اور یتیموں کے وظائف مقرر تھے *

رفاہِ عامہ کے کام - مسافروں کے آرام کے لئے چار بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں :-

(۱) سنار گاؤں (ڈھاقع بنگال) سے رہتاس ضلع جہلم تک ÷

(۲) آگرہ سے برہان پور (دکن) تک ÷

(۳) آگرہ سے جودھپور اور چتوڑ تک ÷

(۴) لاہور سے ملتان تک ÷

ان سڑکوں کے دونو طرف کھرنی - آم اور دیگر پھلدار درختوں کی قطاریں تھیں - دو دو کوس کے فاصلہ پر سرائیں اور کوئیں تعمیر کرائے - ان سراؤں میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے رہائش اور خوراک کا الگ الگ انتظام تھا ÷

ڈاک کا انتظام - شیر شاہ نے ڈاک کا انتظام بھی بڑے اعلیٰ پیمانہ پر کیا تھا - ہر ایک سرائے میں ڈاک کے گھوڑے موجود رہتے تھے - نیز سڑکوں سے دور دراز مقامات پر ہرکاروں کے ذریعے ڈاک پہنچانے کا انتظام بھی تھا ÷

شیر شاہی عمارات - شیر شاہ کو عمارتوں کا بھی بڑا شوق تھا - رہتاس کا قلعہ - شیر گڑھ - شیر گوہ - سہسرام میں اس کا مقبرہ وغیرہ اس کے زمانے کی یادگاریں ہیں ÷

Q. What place would you assign to Sher Shah in the ranks of the Muslim rulers of India?
(P.U. 1933) **Imp.**

سوال - تم شیر شاہ کو ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں میں کونسا درجہ دوگے ؟

شیر شاہ نے صرف پانچ سال حکومت کی - مگر اس قلیل عرصہ

ہیں اس نے رفاہِ عام کے وُہ وُہ کام کئے - اور انتظامِ حکومت کے ایسے ایسے قانون جاری کئے۔ کہ شاید ہی کسی بادشاہ نے اپنی پنجاہ سالہ حکومت کے دوران میں کئے ہوں - یہ بادشاہ پکا مسلمان ہوتے ہوئے بھی ہندوؤں اور مسلمانوں سے یکساں سلوک کرتا تھا - اس کا قول تھا - کہ بادشاہت کا مدعا خود عیش کرنا نہیں - بلکہ دوسروں کو آرام پہنچانا ہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ اگر وُہ کچھ عرصہ اور زندہ رہتا - تو شاید مغل دوبارہ ہندوستان میں سلطنت کرنے نہ پاتے - ان تمام امور کے پیشِ نظر ہم بلاخوفِ تردید کہہ سکتے ہیں - کہ وہ ہندوستان کے قابل ترین فرمانرواؤں میں سے ایک تھا۔

Q. How was Sher Shah in ability and statesmanship a forerunner of Akbar? (P.U. 1931, 39)

سوال - قابلیّت اور تدبّر میں شیر شاہ کو اکبر کا پیش رَو کیوں کہتے ہیں ؟

اکبر خاندانِ مغلیہ کا قابل ترین بادشاہ تھا - لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے - تو اس کے تمام بڑے بڑے کام اگر ہو بہو نہیں - تو بہت حد تک شیر شاہ کی اصلاحات اور انتظامِ سلطنت کی نقل معلوم ہوتے ہیں - اکبر کا عہدِ سلطنت اس کے مالی انتظام کی وجہ سے بہت مشہور ہے - لیکن یہ بندوبستِ زمین شیر شاہ کے بندوبست کی ہو بہو نقل ہے - ٹوڈرمل نے جو شیر شاہ کا مشیر مال تھا - اس بندوبست کو اکبر کے زمانے میں صرف چند ضروری ترمیموں کے ساتھ

جاری کر دیا - شیر شاہ سوری اپنی ہندو اور مسلمان رعایا سے یکساں سلوک کرتا تھا - اکبر نے بھی اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے اسی اصول پر عمل کیا - شیر شاہ نے گھوڑوں کو داغنے اور فوج کو باقاعدہ تنخواہ دینے وغیرہ کا طریقہ جاری کیا تھا - اکبر نے بھی بالکل اسی طریق پر اپنی فوج کا انتظام کیا - ابوالفضل نے اپنی آئین اکبری میں اکبر کو ان تمام اصلاحات کا موجد قرار دیا ہے - لیکن اگر مقابلہ کر کے دیکھا جاوے - تو یہ بات صاف طور پر ثابت ہو جاتی ہے - کہ ابوالفضل نے جن پھولوں سے آئین اکبری کو سجایا ہے - حقیقت میں وہ سارے کے سارے شیر شاہی باغیچہ کی پیداوار تھے ؞

Q. Briefly describe the reign of Sher Shah's successors.

سوال - شیر شاہ کے جانشینوں کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو؟

سلیم شاہ

شیر شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا جلال خاں سلیم شاہ کے لقب سے ۱۵۴۵ء سے ۱۵۵۳ء تک حکومت کرتا رہا - اگرچہ وہ اپنے باپ جیسا قابل اور منتظم نہ تھا - تاہم اس نے سلطنت کے شیرازے کو بکھرنے نہ دیا ؞

محمد عادل شاہ

سلیم شاہ کی وفات پر اس کا نابالغ بیٹا فیروز تخت نشین ہوا - لیکن اس کے ماموں مبارز خاں نے اسے قتل کر دیا - اور خود محمد عادل شاہ کے لقب

سے تخت پر بیٹھ گیا - یہ بڑا عیاش اور کاہل الوجود بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی سلطنت کا سارا انتظام ایک ہندو بنئے ہیموں کے سپرد کر دیا - بادشاہ کی کمزوری کو دیکھ کر کئی امرا سلطنت باغی ہو گئے - اور سکندر سوری نے پنجاب دہلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا۔

Q. Write a note on Hemu.

سوال - ہیموں کا مختصر حال بیان کرو +

ہیموں ریواڑی کا ایک ہندو بنیا تھا - جو اپنی ہوشیاری اور عقلمندی سے پہلے تو منڈی کے سوداگروں اور بیوپاریوں کا چودھری بنا - اور پھر سرکاری افسروں سے مل ملاکر محمد عادل شاہ کے دربار میں رسائی حاصل کی - تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے بادشاہ پر ایسا قابو پایا - کہ وہ ملک کا سارا انتظام اس کے حوالے کر کے خود چنار کے قلعے میں عیش و عشرت میں غرق ہو گیا - ہمایوں کی وفات کے بعد ہیموں نے افغان لشکر کے ساتھ پہلے تو آگرہ لیا - اور بعد میں مغل سپہ سالار تردی بیگ کو شکست دیکر دہلی پر بھی قبضہ کر لیا - آخر اکبر کے سپہ سالار بیرم خاں نے پانی پت کی دوسری لڑائی میں ۱۵۵۶ء میں اسے شکست دی - اور گرفتار کر کے قتل کر دیا +

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

Q. Give a brief description of the early life of Akbar with special reference to the difficulties he had to encounter at the time of his succession to the throne.

سوال - اکبر کی ابتدائی زندگی کے حالات لکھو - اور بتاؤ کہ تخت نشینی کے وقت اس کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ؟

اوائل عمر جب ہمایوں شیر شاہ کے ہاتھوں شکست کھا کر راجپوتانہ اور سندھ کے ریگستانوں کی خاک چھانتا ہوا امرکوٹ پہنچا - تو حمیدہ بانو کے بطن سے اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا - جس کا نام جلال الدین اکبر رکھا گیا۔ بیٹے کی پیدائش اس مصیبت کے وقت کچھ اچھی معلوم نہ دی۔ دشمن مارا مار کرتا پیچھے آ رہا تھا۔ اس لئے بیٹے کو چند جاں نثاروں کے حوالے کر کے ہمایوں نے ایران کی راہ لی - بعد میں مرزا عسکری امرکوٹ پہنچا - اُس نے اکبر کو کامران کے پاس کابل بھیج دیا۔ جہاں اس نے اپنی عمر کے پہلے پانچ چھ سال گزارے - ۱۵۴۷ء میں کابل کے فتح ہو جانے پر باپ بیٹا مل گئے - ہمایوں کی وفات کے وقت اکبر کی عمر تیرہ سال چار ماہ کی تھی - اور بادشاہ نے اسے اپنے معتمد جرنیل بیرم خاں کے ساتھ سکندر سوری کے تعاقب میں کانگڑے کے پہاڑوں کی طرف بھیجا ہوا تھا - جب بیرم خاں کو ہمایوں کے مرنے کی خبر پہنچی - تو اس نے اکبر کو کلانور ضلع گورداسپور کے مقام پر فوراً تخت نشین کر کے بادشاہ مشہور کر دیا - اور دہلی کی طرف واپسی کی تیاریاں کرنے لگا ۔

ابتدائی مشکلات ۱- پنجاب کے اکثر علاقے میں سکندر سوری کا کافی زور تھا ۔

۲- محمد عادل شاہ کے قابل ہندو وزیر ہیموں نے مغل سپہ سالار تردیبگ گورنر دہلی کو شکست دیکر دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا - اور بکرماجیت کا لقب

اختیار کر کے وہاں حکومت شروع کر دی ۔

۳۔ تردی بیگ کی شکست کی خبر نے اکبر کے ساتھیوں کے حوصلے پست کر دئے ۔ اکثر کی یہ صلاح تھی ۔ کہ ہندوستان چھوڑ کر کابل واپس چلا جانا ہی مصلحت ہے ۔

۴۔ بادشاہ خورد سال اور ناتجربہ کار تھا ۔

Q. Briefly describe the Second Battle of Panipat

سوال ۔ پانی پت کی دوسری لڑائی کا مختصر حال بیان کرو ۔

اکبر کے اتالیق بیرم خاں نے تمام مغلیہ فوج کو اکٹھا کر کے دہلی کا رُخ کیا ۔ اور ہراول کی کمان ایک تجربہ کار جرنیل خان زمان کے سپرد کی ۔ دوسری طرف سے ہیموں بھی لشکر کثیر اور بہت سے جنگی ہاتھی لے کر مقابلہ کو نکلا ۔ ۱۵۵۶ء میں پانی پت کے میدان میں مغلوں اور افغانوں کا دوسری دفعہ مقابلہ ہُوا ۔ شروع شروع میں تو ہیموں کی افواج کامیاب نظر آئیں ۔ لیکن جب ایک تیر ہیموں کی آنکھ میں لگنے کے باعث وہ بے ہوش ہوگیا ۔ اور اس بدھاوت اسے میدانِ جنگ سے باہر لے جانے لگا ۔ تو افغان بے حوصلہ ہوکر بھاگ نکلے ۔ ہیموں گرفتار ہوکر قتل کر دیا گیا ۔ اور دہلی اور آگرہ پر اکبر کا قبضہ ہو گیا ۔

Q Give a short account of Akbar's conquests.

سوال ۔ اکبر کی فتوحات کا مختصر حال لکھو ۔

۱۔ پانی پت کی دوسری لڑائی ۱۵۵۶ء کے بعد اکبر کا تسلط دہلی اور آگرہ پر ہوگیا ۔ اور اس کے جلدی ہی بعد سکندر سوری نے بھی اطاعت قبول کر لی ۔ اور پنجاب اکبر کے قبضہ میں آگیا ۔

۲- اکبر کی نابالغی کے زمانے میں بیرم خاں نے گوالیار - اجمیر اور جون پور کو فتح کر کے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا۔

۳- فتح مالوہ - ۱۵۶۱ء میں اکبر نے اپنے کوکہ ادھم خاں کو باز بہادر کے مقابلہ کے لئے بھیجا - ادھم خاں نے اسے شکست دی لیکن ۱۵۶۳ء میں اس نے وہاں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا - اکبر نے اسے شکست دی اور مالوہ کو فتح کر لیا۔

۴- فتح گونڈوانہ ۱۵۶۴ء - شاہی افواج نے گونڈوانہ کے علاقہ پر حملہ کیا - اس ریاست کی رانی درگاوتی نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا - لیکن جب فتح کی کوئی اُمید نہ رہی - تو اس نے خودکشی کر لی - اور گونڈوانہ فتح ہو گیا۔

۵- فتح چتوڑ ۱۵۶۷ء - میواڑ کا حاکم رانا اودھے سنگھ تھا - اس نے دوسرے راجپوتوں کی طرح اطاعت قبول کرنے اور اکبر سے رشتہ ناطہ کرنے سے انکار کر دیا - اس پر اکبر نے چتوڑ پر چڑھائی کی - رانا خود تو راجدھانی چھوڑ کر اردلی پربت کی طرف بھاگ گیا - مگر اس کے بہادر سپہ سالار جے مل نے کئی ماہ تک سخت مقابلہ کیا - ایک رات جب وُہ مشعل کی روشنی میں فصیل پر کھڑا تھا - تو اکبر نے اسے گولی کا نشانہ بنا دیا - اس کے جلدی ہی بعد قلعہ فتح ہو گیا۔

۶- فتح گجرات ۱۵۷۲ء - اکبر نے مظفر شاہ والئے گجرات پر حملہ کیا - اور اسے شکست دیکر ۱۵۷۳ء میں گجرات کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

۷- فتح بنگال و اڑیسہ - ۱۵۷۲ء میں داؤد خاں نے اکبر کی اطاعت سے انکار کر دیا - اس پر شاہی افواج نے راجہ ٹوڈرمل

کے ماتحت داؤد خاں کو شکست دیکر ۱۵۸۰ء میں اسے اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا ۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اس کے پھر باغی ہو جانے پر راجہ مان سنگھ نے داؤد خاں کو شکست دی ۔ اور اس کے مارے جانے پر ۱۵۹۴ء میں بنگال اور اوڑیسہ کا مغلیہ سلطنت سے الحاق کر دیا ٭

۸- **الحاق کابل** ۔ ۱۵۸۵ء میں اکبر کے سوتیلے بھائی حکیم مرزا حاکم کابل کی وفات پر کابل کو سلطنتِ مغلیہ میں شامل کر لیا گیا ۔

۹- **فتح کشمیر** ۔ اکبر کے جرنیل راجہ بھگوانداس نے یوسف شاہ والئے کشمیر کو شکست دیکر اس ریاست کو پہلی دفعہ سلطنتِ دہلی کے ماتحت بنایا ٭

۱۰- **تسخیر سندھ وغیرہ** ۔ ۱۵۹۱ء میں سندھ اور ۱۵۹۵ء میں قندھار کا علاقہ سلطنتِ مغلیہ میں شامل ہوا ٭

۱۱- **فتح دکن** ۔ احمد نگر کے بادشاہ نظام شاہ کی وفات پر تخت کے کئی دعویدار پیدا ہو گئے ۔ اکبر نے ان میں سے ایک کی حمایت میں شہزادہ مراد کو فوج دیکر بھیجا ۔ چاند بی بی نے بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے مغلیہ افواج کو پیچھے ہٹا دیا ۔ لیکن پھر بھی مغل بادشاہ نے برار پر قبضہ کر لیا ۔ ۱۵۹۹ء میں چاند بی بی کے قتل ہو جانے پر ۱۶۰۰ء میں شہزادہ دانیال نے احمد نگر فتح کر لیا ٭

۱۲- **فتح اسیر گڑھ** ۔ ۱۶۰۱ء میں اکبر نے خاندیس کے مشہور قلعے اسیر گڑھ کو فتح کر کے تمام صوبہ خاندیس پر قبضہ کر لیا ٭

ان فتوحات کے باعث اکبر کی سلطنت کشمیر سے دریائے گوداوری اور بنگال سے کابل تک پھیل گئی ٭

Q. What do you know about the policy of Akbar? How did he conciliate the Hindus and the Rajputs to his throne? (P.U. 1923, 35) Imp.

سوال - اکبر کی پالیسی کیا تھی - اُس نے ہندوؤں اور راجپوتوں کو کس طرح سے دہلی کے تخت کا گرویدہ کر لیا +

اکبر کی پالیسی

۱ - اکبر ایک نہایت عقلمند اور دور اندیش بادشاہ تھا - اُس نے دیکھا - کہ ہندوستان میں تین بڑی بڑی اقوام آباد ہیں - ہندو - افغان اور مغل - افغانوں سے اکبر نے ہندوستان کی حکومت چھینی تھی - اس لئے قدرتاً وہ اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے - اور نہ ہی اکبر ان پر پورا اعتماد کر کے اپنے باپ کے منحوس دنوں کو دوبارہ لانا چاہتا تھا - لیکن مغلوں کی طاقت اتنی زیادہ نہ تھی - کہ وہ افغانوں اور راجپوتوں کی متحدہ طاقت کا مقابلہ کر سکیں - اس لئے اُس نے اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے یہی بہتر سمجھا - کہ ہندوؤں سے صلح کر کے انہیں اور خاص کر راجپوتوں کو ایسا خوش کرے - کہ وہ آئندہ سے تختِ دہلی سے پورے طرح پر وابستہ ہو جاویں +

۲ - اکبر فطرتاً روادار تھا - اور اس کی بڑی خواہش یہ تھی - کہ ہندوؤں اور مسلمانوں سے مذہبی تعصب کو ہٹا کر اِن کے اندر متحدہ قومیت کا جذبہ پیدا کرے - تاکہ وہ سچے ہندوستانی بن کر ملک اور سلطنت کی مضبوطی کا باعث بنیں - اور اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے اس نے دین الٰہی کی بنیاد ڈالی +

۳ - مسلمان رعایا سے بھی اکبر کا سلوک پدرانہ تھا - وہ ان کی بہبودی میں اپنی بہتری - اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا تھا +

ہندوؤں سے سلوک

۱- جزیہ و دیگر مذہبی ٹیکس۔ ۱۵۶۴ء میں اکبر نے تمام ہندوؤں سے جزیہ لینا منسوخ کر دیا۔ نیز تیرتھ یاترا ٹیکس اور اسی قسم کے دیگر ٹیکس بھی معاف کر دئے۔ بچپن کی شادی اور ستی کی رسوم ممنوع قرار دے دیں ÷

۲- ہندوؤں کو کامل مذہبی آزادی دیدی۔ ان کو مندر بنانے اور ان میں اپنے مذہب کے مطابق پرستش کرنے کی کھلی اجازت تھی۔ نیز اس نے ہندوؤں کو خوش کرنے کی خاطر خاص خاص دنوں میں جانوروں کا قتل کرنا منع قرار دیدیا ÷

۳- رشتے ناطے۔ جے پور کے راجہ بہاری مل کو مطیع کر کے اس کا راج اس کو واپس دے دیا۔ اور اس کی لڑکی سے شادی کر لی۔ سلیم اسی رانی کے بطن سے پیدا ہوا۔ بعد میں سلیم کی شادی بھی اسی خاندان کی ایک راجکماری سے ہوئی۔ بادشاہ نے کئی اور راجپوتوں سے بھی اسی طرح کے رشتے ناطے کئے ÷

۴- راجپوتوں اور ہندوؤں کو اپنے دربار میں بڑے بڑے عہدے دئے۔ بھگوانداس۔ مان سنگھ۔ ٹوڈرمل۔ بیربل اس کے دربار کے مشہور رتن تھے۔ نیز اکبر کی فوج کا ایک بڑا حصہ ہندوؤں سے بھرتی کیا جاتا تھا ÷

اکبر نے ان طریقوں سے راجپوتوں کو اس طرح سے رام کر لیا۔ کہ وہ اسے ہندو دھرم کا حقیقی محافظ سمجھنے لگے اور اس کی سلطنت کے استحکام میں ہی اپنی بہتری جاننے لگے

Q. Write a note on Rana Partap and the Battle of Haldighat.

سوال۔ رانا پرتاپ اور معرکہ ہلدی گھاٹ پر ایک نوٹ لکھو؟

جنگ میواڑ اور معرکہ ہلدی گھاٹ

رانا اودے سنگھ کی وفات پر اس کے بیٹے پرتاپ نے بہت سالوں تک جنگ کو جاری رکھا۔ مغلوں کے تمام ذرائع اور اس کے اپنے سگے بھائی سگرٹ کی بیوفائی اور غداری بھی اسے آزادی چھوڑنے پر آمادہ نہ کر سکی۔ آخر راجہ مان سنگھ اور شہزادہ سلیم کی متحدہ افواج نے پرتاپ کو ہلدی گھاٹ کے میدان میں ۱۵۷۶ء میں شکست دی۔ اس جنگ میں سترہ ہزار راجپوت کام آئے۔ اور پرتاپ بھی زخموں سے نڈھال ہو کر جنگ چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ لیکن پھر بھی ہمّت نہ ہاری۔ اور میدانی علاقہ کو چھوڑ کر پہاڑی علاقہ میں چلا گیا۔ یہاں اسے سخت مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ پتھروں پر سویا۔ گھاس پات کھایا۔ اسے اور اس کے بچوں کو کئی کئی فاقے کاٹنے پڑے۔ مگر پھر بھی اکبر کے سامنے سر نہ جھکایا۔ آخر میواڑ کے ایک رئیس بھاما شاہ نے اپنی کروڑوں کی پونجی اس کی نذر کی۔ جس پر رانا پرتاپ نے پھر سے ایک بڑی بھاری فوج تیار کی۔ اور ۸۰-۱۵۷۹ء کے ایک سال میں سوائے اجمیر اور چتوڑ کے میواڑ کا سارا علاقہ مغلیہ فوج سے خالی کرا لیا۔ اس حریت پسند محب وطن راجپوت نے ۱۵۹۷ء میں انتقال کیا۔

Q. Give an account of the administration of Akbar. What are your reasons for regarding him as the greatest of the Mughal Emperors?
(P U. 1923. 24. 30) **Imp.**

سوال۔ اکبر کے انتظامِ سلطنت کا حال لکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ اسے

مغل بادشاہوں میں سے سب سے بڑا ماننے کی کیا وجوہات ہیں؟
اکبر نے اپنی حکومت کے انتظام میں کئی ایک مفید اصلاحات کیں۔ جن کے باعث اُس کا نام تاریخ میں خاص طور پر مشہور ہے:

۱۔ ملکی انتظام اکبر نے اپنی سلطنت کو پندرہ صوبوں میں منقسم کیا ہوا تھا۔

ہر ایک صوبہ کا حاکم اعلیٰ صوبہ دار کہلاتا تھا۔ اور وہ عموماً شاہی خاندان یا بادشاہ کے خاص مقربوں میں سے ہوتا تھا۔ ان کے احکام اور زبردستیوں کے خلاف اپیلیں بادشاہ اپنے وزیر اعظم ابوالفضل کی معرفت سنا کرتا تھا۔ ہر ایک صوبہ دار کی مدد کے لئے ایک دیوان اور ایک فوجدار ہوتا تھا۔ دیوان کے سپرد مالیہ زمین اور سرکاری آمدنی و خرچ کا حساب رکھنا ہوتا تھا۔ اور فوجدار اپنے صوبہ کی افواج کا حاکم اعلیٰ ہوتا تھا۔ ہر ایک صوبہ سرکاروں میں اور ہر ایک سرکار پرگنوں میں منقسم تھا۔ ایک پرگنہ میں کئی دیہات ہوتے تھے۔ پرگنوں اور دیہات میں چھوٹے چھوٹے مقدمات کا فیصلہ وہاں کی پنچائتیں کرتی تھیں۔ اور بڑے بڑے شہروں اور سرکاروں میں رعایا کی حفاظت کے لئے کوتوال ہوتے تھے۔ اور وہاں بڑے بڑے مقدمات کا فیصلہ قاضی کیا کرتے تھے۔ قاضیوں کے خلاف اپیل سننے کے لئے ہر ایک صوبہ میں میر عدل مقرر تھے۔

۲۔ فوجی نظام فوج کے افسروں کو منصب دار کہتے تھے۔ جن کا درجہ گھوڑ سواروں کی مقررہ تعداد پر موقوف تھا۔ جو ان افسروں کو ضرورت کے وقت مہیا کرنے پڑتے تھے۔ چھوٹے سے چھوٹا منصب دار دس سواروں کا افسر

ہوتا تھا - اور بڑے سے بڑا دس ہزار کا - منصب داری کے اعلیٰ عہدے عموماً شہزادوں اور اعلیٰ درباریوں کو ملتے تھے - اعلیٰ منصب داروں کو ان کی خدمات کے عوض میں صوبے یا بڑی بڑی جاگیریں ملتی تھیں - اور انہیں ان جاگیروں کی آمدنی سے اپنے سپاہیوں کو تنخواہ دینی پڑتی تھی - شاہی افسروں اور ان کے ماتحت سپاہیوں کو بادشاہی خزانہ سے نقد تنخواہ ملا کرتی تھی - عموماً اعلیٰ منصب دار سپاہیوں کی مقررہ تعداد مستقل طور پر ملازم نہ رکھتے تھے - لیکن بادشاہ کے ملاحظہ کے وقت ادھر اُدھر سے پکڑ کر تعداد پوری کر کے دکھا دیا کرتے تھے - اکبر نے اس دھوکے سے بچنے کے لئے گھوڑوں کو داغ دینے اور سپاہیوں کا حلیہ درج کرنے کا حکم دیا ہوا تھا +

۳ - مالی نظام

یا بندوبست اراضی - اکبر نے اپنے وزیر مال راجہ ٹوڈرمل کے مشورہ سے ملک کی تمام قابل کاشت زمین کی ایک ہی پیمانے (جریب) سے پیمائش کرائی - اور پھر زرخیزی کے لحاظ سے ساری زمین کو تین درجوں میں منقسم کیا - اور ہر ایک درجہ کی زمین کے ایک بیگھہ کی پیداوار کا اندازہ لگایا - اور اس پیداوار کا $\frac{1}{3}$ حصہ سرکاری لگان مقرر کیا - پھر اس $\frac{1}{3}$ حصہ پیداوار کی قیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگا کر اس زر نقد کو دس سال کے لئے سرکاری مالیہ مقرر کیا - یہ مالیہ جنس یا نقدی ہر دو صورت میں ادا ہو سکتا تھا +

ہر دس سال کے بعد زمین کا دوبارہ بندوبست کر کے سرکاری مالیہ کی تشخیص ہوا کرتی تھی - قحط اور خشک سالی کے دنوں میں مالیہ یا تو بالکل معاف کر دیا جاتا تھا - یا گھٹا دیا جاتا تھا - کئی دفعہ

غریب کاشتکاروں کو شاہی خزانہ سے قرض بھی دیا جاتا تھا۔ سرکاری لگان جمع کرنیوالوں کو سرکاری خزانہ سے نقد تنخواہ ملا کرتی تھی۔ اور بادشاہ کا خاص حکم تھا۔ کہ کسانوں کو کوئی افسر تنگ کرنے نہ پادے۔ اس انتظام سے کسانوں کی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ اور سرکاری مالگزاری بھی آگے سے بہت بڑھ گئی ٭

Q. What do you know of Akbar's religious views and Din Elahi? (P.U. 1915, 22, 28)

سوال۔ اکبر کے مذہبی خیالات اور دین الٰہی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

شروع شروع میں اکبر سُنی خیالات رکھتا تھا۔ لیکن جلدی ہی اس کے خیالات میں تبدیلی آگئی۔ اس تبدیلی کے مفصلہ ذیل وجوہات تھے:۔

۱۔ اکبر فطرتاً آزاد خیال اور رواداد واقع ہؤا تھا ٭

۲۔ اکبر کے مشیر فیضی اور ابوالفضل صوفیانہ خیالات کے انسان تھے۔ ان کی صحبت نے بھی اس پر اثر ڈالا ٭

۳۔ اس کی راجپوت رانیوں نے بھی اس کے خیالات پر بہت کچھ اثر ڈالا ٭

۴۔ فتح پور سیکری کے مقام پر اکبر نے ایک عبادت خانہ بنوایا۔ جہاں وہ مختلف مذاہب کے پیشواؤں سے مباحثے کراتا اور ان کے خیالات سنتا تھا ٭

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ بادشاہ مذہبی تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہو گیا۔ اور اس نے دیکھ لیا۔ کہ ہر ایک مذہب میں نیکی اور سچائی موجود ہے۔ چنانچہ اس نے تمام مذاہب کے حامیوں کو مکمل مذہبی آزادی دے دی ٭

دین الٰہی

مذکورہ بالا اسباب کے زیر اثر اکبر نے مذہب کے عقائد کی پیروی چھوڑ دی - اس نے تمام مذاہب کی خوبیوں اور اچھی اچھی باتوں کو اکٹھا کر کے ۱۵۸۲ء میں ایک نئے مذہب **دین الٰہی** کی بنیاد رکھی - جس کے بڑے بڑے اصول یہ تھے - کہ خدا ایک ہے - وہی تمام کائنات کا پیدا اور پرورش کرنیوالا ہے - سورج چاند - ستارے وغیرہ اس کی قدرت کے مظاہر ہیں - اس لئے خدا کی طرح ان قدرتی مظاہر کی پرستش بھی ضروری ہے - اکبر دنیا میں خدا کا خلیفہ ہے - اس مذہب کے پیرو اکبر کے آگے سجدہ کرتے تھے - اکبر نے اس نئے مذہب کے پھیلانے کی کوشش نہ کی - اور مذہب کا معاملہ لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ اکبر کی وفات کے ساتھ ہی یہ مذہب بھی نابود ہو گیا ؛

Q. Write a brief account of some of the important personages of Akbar s Darbar.
(P.U. 1918. 25. 37)

سوال - اکبر کے دربار کی چند مایہ ناز ہستیوں کا مختصر حال لکھو ؛

اکبر پہلے درجہ کا مردم شناس بادشاہ تھا - اس نے ہندو اور مسلمان دونو اقوام سے بہترین اشخاص کو چن کر اپنے دربار کی زینت کو بڑھایا تھا - ان میں سے مفصلہ ذیل اشخاص بہت مشہور ہوئے ہیں :-

۱- **ابوالفضل** - شیخ مبارک کا بیٹا اور اکبر کا وزیر اعظم تھا - وہ ایک بڑا عالم - قابل مورخ اور بہادر سپاہی تھا - اکبر تمام امورِ سلطنت اسی کے مشورے سے سرانجام دیتا تھا - اور اس نے اسی کی صلاح سے دین الٰہی جاری کیا تھا - جس کے باعث درباری علما اسے پسند نہ کرتے تھے - اکبر نامہ اور

آئینِ اکبری اس کی مشہور تصنیفات ہیں - شہزادہ سلیم
کے اشارے پر راجہ نرسنگھ دیو نے ۱۶۰۳ءمیں اسے قتل
کرا دیا +

۲- فیضی - ابوالفضل کا بڑا بھائی اور عربی - فارسی اور سنسکرت
میں اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم تھا - اس نے نل دمینتی -
گیتا اور اُپنشدوں وغیرہ کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ
کیا - وہ صوفیانہ خیالات رکھتا تھا +

۳- ٹوڈرمل - پنجاب کا ٹنڈن ذات کا ایک کھتری تھا - پہلے پہل شیرشاہ
کی ملازمت میں داخل ہوکر اس کا مشیرِمال بنا - بعد میں اکبر نے
اس کو اپنا وزیرِمال بنا لیا - اکبر کے زمانے کا مشہور بندوبست
اراضی و مالگزاری اسی کے دماغ کا نتیجہ تھا - یہ بندوبست ایسا
مکمل تھا کہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک اس سے بہتر کوئی
دوسرا طریقہ معلوم نہیں ہو سکا - اس کے علاوہ وُہ ایک بڑا عالم
تلوار کا دھنی بھی تھا +

۴- مان سنگھ - راجہ بھگوانداس کا متبنیٰ اور اکبر کا نہایت معتمد
جرنیل تھا - اس نے بادشاہ کے لئے بہت سی مہمات سر کیں - رانا
پرتاپ کو ۱۵۷۶ءمیں ہلدی گھاٹ کے مقام پر شکست دی - بنگال -
سرحدی صوبہ اور کابل کو فتح کر کے مغلیہ سلطنت میں شامل کیا -
اور بنگال - پنجاب اور کابل کا صوبہ دار بھی رہا +

۵- بیربل - اس کا اصلی نام مہیش داس تھا - ذات کا بھاٹ برہمن
اور کالپی کا رہنے والا تھا - وہ بڑا ذہین اور ظریف طبع انسان
تھا - اس کے لطیفے اور کہانیاں آج تک مشہور ہیں - سندھ کی
بغاوت کے فرو کرتے وقت یوسف زئی افغانوں کے ہاتھ

سے مارا گیا +

۶ - عبدالرحیم خانخاناں - اکبر کے اتالیق بیرم خاں کا بیٹا تھا
ہندی اور فارسی کا شاعر اور ایک زبردست جرنیل تھا
اس نے توزک بابری کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا +

۷ - عزیز مرزا کوکلتاش - اکبر کا کوکہ اور ایک لائق جرنیل تھا
اکبر نے اسے خان اعظم کا خطاب دیا تھا +

Q. Write brief notes on :—Goswami Tulsi Das, Bairam Khan and Chand Bibi.

سوال - گوسوامی تلسی داس - بیرم خاں اور چاند بی بی پر مختصر نوٹ لکھو

گوسوامی تلسی داس - آپ سری رام چندر جی کے مشہور بھگت تھے - اکبر کے زمانے میں آپ نے بالمیکی رامائن کا سنسکرت سے ہندی نظم میں ترجمہ کیا - جسے ہندو آج تک بڑے احترام سے پڑھتے ہیں +

بیرم خاں - بخارا کا ایک ترک تھا - بچپن ہی میں یتیم ہو کر قسمت آزمائی کے لئے ہندوستان آیا - اور شہزادہ ہمایوں کا مصاحب بن گیا - ہمایوں نے بادشاہ ہو کر اس کے رتبے اور منصب کو بڑھا دیا - ہمایوں کی جلاوطنی کے ایام میں بیرم خاں نے حق نمک حلالی خوب ادا کیا اور دوبارہ ہندوستان کا بادشاہ بننے پر ہمایوں نے بیرم خاں کو اکبر کا اتالیق اور شاہی افواج کا سپہ سالار مقرر کر کے سکندر سوری کے مقابلہ کے لئے کانگڑہ کی طرف بھیجا - جب ۱۵۵۶ء میں ہمایوں مر گیا - تو بیرم خاں نے اکبر کو کلانور کے مقام پر تخت پر بٹھا کر دہلی کا رخ کیا - پانی پت کی دوسری لڑائی میں اکبر کو فتح اسی کے طفیل ہوئی تھی - اس فتح کے بعد بیرم خاں بادشاہ کا سرپرست بن گیا - اور گوالیار - اجمیر اور جونپور کو فتح کر کے سلطنت

مغلیہ کو وسعت دی - لیکن فتوحات اور حکومت کے نشے نے اسے سرکش اور مغرور بنا دیا - امرا اس کے سلوک سے نالاں رہنے لگے - اس نے حرم کے معاملات میں بھی دخل اندازی شروع کر دی - آخر کار ۱۵۶۰ء میں اکبر نے سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی - اس پر بیرم خاں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا - لیکن شکست کھائی - اور رحم کا خواستگار ہوا - اکبر نے اسے معاف کر کے مکہ جانے کا حکم دیا - جب وہ مکہ جا رہا تھا - تو راستے میں پٹن واقع گجرات کے مقام پر کسی شخص نے ذاتی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا -

چاند بی بی - بادشاہ احمد نگر کی بیٹی اور علی عادل شاہ والئے بیجاپور کی بیگم تھی وہ نہایت خوبصورت ہونے کے علاوہ اپنے زمانے کے تمام علوم اور فنون سپہ گری میں بھی ماہر تھی - احمد نگر کے لوگ اس کے اشارہ پر جان لڑا دینا فخر سمجھتے تھے - شادی کے تھوڑا ہی عرصہ بعد اس کا خاوند چل بسا - اور یہ بیوہ ہو گئی - لیکن مرحوم بادشاہ نے مرنے سے پہلے اپنے نابالغ بھتیجے ابراہیم عادل کو اپنا جانشین اور چاند بی بی کو اس کا سرپرست مقرر کر دیا تھا - سلطانہ نے ابراہیم عادل کے زمانۂ نابالغی میں ملک میں امن و امان قائم رکھنا چاہا لیکن سرکش امراء سلطنت کو عورت کی حکومت گوارا نہ تھی - اس لئے چاند بی بی اپنے میکے احمد نگر چلی آئی - کچھ عرصہ بعد شاہ احمد نگر نے انتقال کیا - اور تخت کے چار دعویدار پیدا ہو گئے - ان میں سے ایک نے اکبر سے مدد کی درخواست کی - اور خانخاناں اور شہزادہ مراد نے ۱۵۹۶ء میں ایک بھاری لشکر کے ساتھ احمد نگر پر حملہ کر دیا - سلطانہ نے اول تو اپنی حکمت عملی سے تمام امرا کو اپنے ساتھ گانٹھا - اور پھر شہزادہ مراد کو شکست دے کر واپس لوٹنے پر مجبور کیا - اکبر نے ۱۵۹۹ء میں ایک دفعہ اور شاہی لشکر

کو شہزادہ دانیال کی سرکردگی میں احمد نگر کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اب کے پھر سلطانہ نے زبردست مقابلہ کیا۔ لیکن اس کی اپنی فوج کے باغی سپاہیوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کی وفات پر شاہی افواج نے احمد نگر فتح کر لیا۔ دکن کے لوگ آج تک اس محبِ وطن سلطانہ کا نام بڑی عزت اور احترام سے لیتے ہیں ؛

Q. Who was the founder of the Moghul Empire in India, Babar or Akbar?

سوال - ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا بانی کون تھا - بابر یا اکبر؟

اس میں شک نہیں - کہ بابر نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک کے عرصہ میں پنجاب سے بنگال تک کے سارے علاقہ کو فتح کیا - اور اس پر اپنی حکومت بھی قائم کی - لیکن موت نے اس کو اتنی فرصت نہ دی کہ وہ اپنی سلطنت کو مستحکم کر سکے - یہی وجہ ہے کہ اس کی وفات پر ملک میں ہر جگہ بغاوتیں شروع ہو گئیں - اور آخر کار شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دیکر ملک سے نکال دیا - اور ہندوستان میں پھر سے افغانوں کی حکومت قائم ہو گئی - پندرہ سال کی جلاوطنی کے بعد ہمایوں نے پھر دہلی اور آگرہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا - لیکن ابھی اس کو ہندوستان میں واپس آئے چھ ماہ بھی نہ ہوئے تھے - کہ اس کا انتقال ہو گیا ؛

ہمایوں کے مرنے کے بعد جب اکبر بادشاہ بنا - تو وہ در اصل بادشاہ بے ملک تھا - ہیموں نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا تھا - اور سکندر سوری ابھی پنجاب کو اپنے قبضہ میں سمجھ رہا تھا - چنانچہ اکبر کو ان صوبجات کو از سر نو فتح کرنا پڑا - گو اکبر اس وقت خورد سال اور ناتجربہ کار تھا - لیکن اُس نے اپنی بہادری - شجاعت اور دانائی سے بڑے بڑے بوڑھے اور جہاندیدہ دشمنوں کو شکست دی - تمام شمالی ہند کو مطیع کرنے کے
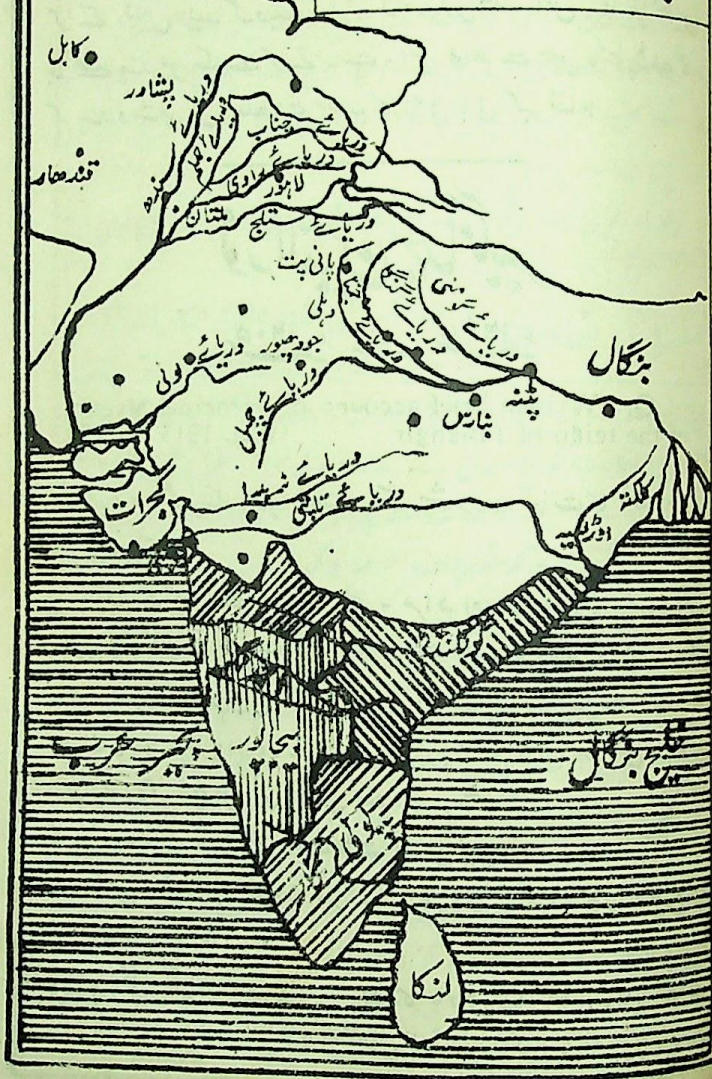
علاوہ اس نے ہندو اور مسلمان دونو اقوام کے دلوں کو مسخر کر کے انہیں ایسا گرویدہ کر لیا۔ کہ صدیوں تک اس کے جانشین بلا کھٹکے ہند میں حکومت کرتے رہے۔ اس لحاظ سے ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا اصلی بانی اکبر تھا ؞

نور الدین جہانگیر

۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء

Q. Write a brief account of principal Vvents of the reign of Jahangir. (P.U. 1915 20, 27)

سوال۔ جہانگیر کے عہدِ سلطنت کے مشہور واقعات کا مختصر حال بیان کرو ؞

اکبر کے تین بیٹے تھے۔ سلیم۔ مراد اور دانیال۔ مراد اور دانیال تو کثرت شراب نوشی کے باعث اکبر کے جیتے جی ہی مر گئے تھے۔ صرف سلیم باقی تھا۔ جو اکبر کی وفات پر جہانگیر کے لقب سے بادشاہ بنا۔ شہزادگی کے زمانے میں سلیم ایک سرکش تندمزاج اور بے رحم نوجوان تھا۔ لیکن تخت پر بیٹھتے ہی اس نے رعایا کو خوش کرنے کی خاطر کئی اصلاحات جاری کیں :-

۱- اُس نے تمام وحشیانہ سزاؤں یعنی ہاتھ۔ ناک۔ کان وغیرہ کے کاٹنے کو حکماً بند کر دیا ؞

۲- جہانگیر اگرچہ خود شراب پینے کا عادی تھا۔ لیکن رعایا کے لئے اُس نے نشی اشیاء کا استعمال قانوناً بند کر دیا ؞

۳- اس نے فریادیوں کی دادرسی کے لئے سونے کی زنجیر عدل بنوا کر لٹکا دی - اس کا ایک سرا باہر سڑک پر اور دوسرا سرا بادشاہ کے خاص کمرہ میں تھا - اس زنجیر کے کھینچنے سے گھنٹی بجنے لگتی تھی - جس پر بادشاہ فوراً مظلوم کو بلا کر اس کی فریاد کو سن لیتا تھا ؞

۴- علماء دین اور دیگر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے دین الہی کے متعلق باپ کے احکام کو بند کر دیا ؞

خسرو کی بغاوت

جہانگیر کی تخت نشینی کے چند ماہ بعد اس کے بڑے بیٹے خسرو نے بغاوت کی - اور لاہور پر قابض ہو گیا - بادشاہ نے فوراً شہزادہ کو شکست دیکر اس بغاوت کو ۲۲ دن کے اندر فرو کر دیا - خسرو گرفتار ہو گیا - اور بادشاہ نے اس کے سات صد ہمراہیوں کو نہایت اذیّت کے ساتھ قتل کرا دیا - لیکن خسرو کو شہزادہ خرم دکن کی طرف لے گیا اور ۱۶۲۲ء میں اسے وہیں قتل کرا دیا ؞

نور جہاں

مرزا غیاث شاہِ ایران کا ایک درباری تھا - لیکن زمانہ کی گردش سے وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو کر ہندوستان کی طرف چل پڑا - قندھار کے قریب اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی - جسے منحوس سمجھ کر اسی جگہ پھینک دیا گیا - اور ماں باپ آگے بڑھ گئے - پیچھے سے ایک قافلہ آرہا تھا - قافلہ سالار نے اس ننھی سی بچی کو روتے دیکھ کر اٹھا لیا اور اسی کی ماں کا کچھ ماہانہ مقرر کر کے اسے مہرالنساء کے دودھ پلانے پر نوکر رکھ لیا - جب قافلہ آگرہ پہنچا - تو قافلہ سالار کی مدد سے مرزا غیاث کی رسائی اکبر کے دربار تک ہو گئی - آدمی لائق تھا - فوراً

اکبر کی نظر چڑھ گیا - اور ترقی کر کے دربار کا ایک رکن بن گیا - اب دوسرے
امرا کی بہو بیٹیوں کی طرح مرزا غیاث کی بیوی اور اس کی لڑکی
مہرالنساء بھی حرم سرا میں جانے لگیں - جب لڑکی سیانی ہو گئی -
تو اس کی خوبصورتی کا محل میں چرچا ہونے لگا - ایک دن اس پر
شاہزادہ سلیم کی نظر پڑ گئی - اور وہ دل و جان سے اس پر فریفتہ
ہو گیا - اکبر نے یہ حالت دیکھ کر مہرالنساء کی شادی ایک ایرانی
امیر **شیر افگن** سے کر کے اسے شہزادہ کی نظروں سے دُور
رکھنے کی خاطر بردوان کا جاگیردار بنا دیا - ۱۶۰۵ء میں جب جہانگیر
بادشاہ بنا - تو اس نے شیر افگن کو مروا کر مہرالنساء کو شاہی
محلات میں بلوا لیا - کئی سالوں تک وہ بادشاہ کو اپنے خاوند
کا قاتل سمجھ کر دُور دُور رہی - لیکن آخرکار ۱۶۱۱ء میں جہانگیر نے
اسے راضی کر کے اس سے نکاح کر لیا - اور اسے نور جہاں کا خطاب
دیکر حکومت میں شامل کر لیا +

نورجہاں کا رسوخ

بادشاہ اس کے حسن - سیرت اور قابلیت پر ایسا مست ہوا - کہ جب
کوئی امیر کسی اہم کام کا ذکر کرتا - تو بادشاہ کہہ دیا کرتا تھا - کہ ہم
نے **ایک پیالہ شراب کے بدلے سلطنت ملکہ کے**
حوالے کر دی ہے - اس لئے ان کاموں کا ذکر ملکہ ہی سے
کرو - نور جہاں نے طاقت پا کر اپنے باپ اور بھائی کو
سلطنت کے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز کر دیا - ان تینوں نے سلطنت
کے کام کو ایسی قابلیت سے نبھایا - کہ باوجود بادشاہ کی غفلت
اور لاپرواہی کے ملک کے امن و امان میں کسی قسم کا فرق
نہ آیا - شہزادہ خرم اور راجپوت جرنیل مہابت خاں نے

ملکہ کے اقتدار کو زائل کرنے کے لئے بغاوت کی - لیکن اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے - نورجہاں کی ایک لڑکی شیرافگن سے تھی - ملکہ نے اس کی شادی بادشاہ کے سب سے چھوٹے لڑکے شہریار سے کر دی - اور کوشش کی - کہ کسی طرح سے جہانگیر کے بعد اس کا داماد تخت پر بیٹھے - لیکن اس کے بھائی آصف خاں نے اس کی کوئی پیش نہ چلنے دی - کیونکہ وہ اپنے داماد شہزادہ خرم کا طرفدار تھا ؞

جہانگیر کی وفات پر شاہجہان نے نورجہان کی پنشن مقرر کر کے اسے حکومت سے علیحدہ کر دیا - ملکہ نے بھی اس کے بعد سیاسیات سے کنارہ کشی کر کے غریب اور نادار لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی مدد کو شیوہ بنا کر دل بہلانا شروع کر دیا - آخر ۱۶۴۶ء میں وفات پائی - اور شاہدرہ میں جہانگیر کے مقبرہ کے پاس ہی ایک مقبرہ میں دفن کر دی گئی ؞

۲ - شہزادہ خرم کی بغاوت

جب نورجہاں نے اپنی لڑکی کی شادی شہریار سے کر کے کوشش کرنی شروع کی - کہ جہانگیر کے بعد تخت شہریار کو ملے - تو اس غرض کے لئے اس نے جہانگیر کو مجبور کیا - کہ وہ شہزادہ خرم کو قندھار فتح کرنے کے لئے افغانستان کو روانہ کر دے - شہزادہ خرم ملکہ کی اس چال کو تاڑ گیا - اور قندھار جانے کی بجائے اس نے دکن میں خودمختار حکومت قائم کرنے کا اعلان کر دیا - جس پر بادشاہی سپہ سالار مہابت خاں نے اسے شکست دی - اور بنگال کی طرف بھگا دیا - یہاں سے پھر شکست پا کر وہ پھر دکن کی طرف چلا گیا - اور آخر کار ۱۶۲۵ء میں بادشاہ سے معافی مانگ لی ؞

۳- مہابت خاں کی بغاوت

مہابت خاں ایک نو مسلم راجپوت تھا - جسے جہانگیر نے مغلیہ افواج کا سپہ سالار بنا دیا تھا - اس نے باغی شہزادہ خرم کو شکست دیکر معافی مانگنے پر مجبور کیا تھا - اس کی بہادری اور بڑھتی ہوئی طاقت سے ملکہ حسد کرنے لگی - نیز یہ سپہ سالار شہزادہ پرویز کا حامی تھا - اس لئے ملکہ نے بادشاہ سے مہابت خاں کے نام حکم جاری کرایا - کہ وہ دربار میں حاضر ہو کر کسی خاص امر کے متعلق جواب دیوے - راجپوت سپہ سالار بڑا عقلمند اور دُور اندیش تھا - فوراً معاملہ کو بھانپ گیا - اس لئے اکیلا نہ آیا - بلکہ پانچ ہزار جاں نثار راجپوت بھی ساتھ لے کر اُس وقت دربار میں پہنچا - جبکہ بادشاہ کا لشکر دریائے جہلم کو عبور کر چکا تھا - اور بادشاہ اور ملکہ نے ابھی عبور کرنا تھا - موقعہ پاکر مہابت خاں نے بادشاہ اور ملکہ کو قید کر لیا - اور تقریباً دو سال تک انہیں کابل میں نظر بند رکھا - اس عرصہ میں نورجہاں ایک ایسا کھیل کھیلی - جس سے افغانوں اور راجپوتوں کے تعلقات ایسے کشیدہ ہو گئے - کہ مہابت خاں نے بھاگنے ہی میں اپنی سلامتی دیکھی - اور وہ دکن میں شہزادہ خرم سے جا ملا +

۴- فتح میواڑ ۱۶۱۴ء

رانا پرتاپ کی وفات پر اس کا بیٹا امر سنگھ رانائے میواڑ بنا - اس نے بادشاہ کی اطاعت سے انکار کر دیا - جس پر جہانگیر نے اس کے برخلاف کئی مہمیں بھیجیں - جو کامیاب نہ ہوئیں - آخر شہزادہ خرم نے ۱۶۱۱ء میں اس کو مطیع کیا - اس خدمت کے عوض میں بادشاہ نے اسے تیس ہزاری منصب عطا کیا +

۵ - فتح کانگڑہ

۱۶۲۰ء میں مغلوں نے کانگڑہ کا مشہور اور مستحکم قلعہ فتح کر لیا۔

۶ - جنگِ دکن

اکبر کے زمانے میں احمد نگر مطیع ہو گیا تھا۔ لیکن شاہ احمد نگر نے اپنے سپہ سالار ملک عنبر کی مدد سے ۱۶۱۰ء میں پھر سے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اور شاہی افواج کو کئی جگہ شکست دی۔ اس پر جہانگیر نے شہزادہ خرم کو دکن کا صوبہ دار بنا کر بھیجا۔ جس نے ۱۶۲۰ء میں ملک عنبر کو شکست دے کر احمد نگر پر پھر قبضہ کر لیا۔ لیکن باقی ملک میں بدستور بدامنی اور جنگ جاری رہی۔ آخر ۱۶۲۹ء میں ملک عنبر کی وفات پر بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۶۲۲ء میں ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کر لیا۔

Q. Write a short account of Sir Thamas Roe and his stay in India

سوال - سر طامس رو کی آمد کے حالات مختصر طور پر بیان کرو۔

سر ٹامس رو کی آمد

سر ٹامس رو جیمز اوّل شاہ انگلستان کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر ۱۶۱۵ء میں جہانگیر کے دربار میں آیا۔ اس نے بادشاہ ہندوستان سے انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے سورت۔ کھمبایت۔ احمد آباد۔ وغیرہ مقامات میں تجارتی کوٹھیاں کھولنے کی اجازت حاصل کر لی۔ یہ سفیر تقریباً تین سال تک ہندوستان میں رہا۔ وہ لکھتا ہے کہ بادشاہ خود تو شراب میں مدہوش رہتا ہے۔ اور ملک کا انتظام نورجہاں کے ہاتھ میں ہے۔ جو انتظامِ حکومت میں خوب ماہر ہے۔ ملک دولتمند اور خوشحال ہے۔ اجنبی لوگوں سے سلوک

اچھا ہوتا ہے - لیکن رشوت کا بازار ہر طرف گرم ہے - سڑکیں بھی چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ نہیں - مسلمانوں کے مقدمات شریعت کے مطابق اور ہندوؤں کے دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کئے جاتے ہیں - بادشاہ صوبہ داروں اور صوبوں کی عدالتوں کے برخلاف اپیلیں سنتا ہے - عدالت کی زبان فارسی ہے - لیکن عوام ہندوستانی زبان بولتے ہیں ؞

Q. Write a short note on the character of Jahangir.

سوال - جہانگیر کے چال چلن پر ایک نوٹ لکھو -

جہانگیر کا چال چلن

جہانگیر شہزادگی کے ایام میں بڑا بیرحم مغرور اور سرکش تھا - اکثر شراب میں مدہوش رہا کرتا تھا - لیکن بادشاہ بننے اور نورِجہاں سے شادی کے بعد دن کے وقت شراب پینا چھوڑ دیا تھا - اور طبیعت میں بہت حد تک شاہانہ سخاوت - انصاف پسندی اور بردباری بھی آگئی تھی - اسے قدرتی نظاروں سے خاص اُنس تھا - مصوری اور فنونِ لطیفہ میں بھی اسے خاص مذاق تھا - اس کے دربار میں خوشامدیوں کی بہت قدر تھی - اور اختلاف رائے سے اس کو بہت غصّہ آجاتا تھا - تزکِ جہانگیری اس نے خود لکھی ہے - اس نے نورجہاں سے شادی کے بعد سلطنت کے تمام کاروبار اسی کے حوالے کر دئے تھے ؞

Q. Give a brief account of the reign of Shah Jahan and describe briefly his Deccan wars and buildings. Imp

سوال - شاہجہان کے عہدِ حکومت کا مختصر حال لکھو - نیز اس کی دکن کی جنگوں اور عمارات کا بھی ذکر کرو ÷

تخت نشینی

جہانگیر نے کشمیر سے واپس آتے وقت بھمبر کے مقام پر وفات پائی - اس وقت اس کے پاس ملکہ نور جہاں - آصف خاں - اور خسرو کا بیٹا داور بخش موجود تھے - بادشاہ کے مرتے ہی آصف خاں نے اپنی بہن نور جہاں کو نظر بند کر کے داور بخش کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا - اور ساتھ ہی ایک تیز رفتار خفیہ قاصد شہزادہ خرم کے پاس دکن میں بھیج کر پیغام پہنچایا - کہ جس قدر جلد ہو سکے - دار السلطنت میں پہنچو - بعد ازاں یہ سارا قافلہ لاہور کی طرف بڑھا - جہاں شہریار نے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا - لیکن بادشاہی فوج سے پہلی ہی ٹکر میں شہریار نے شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا - آصف خاں نے اسے اندھا کر دیا - جب خرم آگرے پہنچا - تو آصف خاں نے داور بخش کو معزول کر کے اپنے داماد کو شاہجہان کے لقب سے گدی پر بٹھا دیا - جس نے اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کو قتل کروا کر بغاوت کے اندیشے سے مخلصی پائی ÷

انتظام سلطنت

مغلیہ زمانے کا مشہور مورخ خافی خاں لکھتا ہے - کہ مغل شہنشاہوں میں سے کوئی بادشاہ بھی انتظام سلطنت میں شاہجہان کے برابر نہیں گزرا - اس کے وزیر اعظم سعد اللہ خاں نے بہت سی اصلاحات نافذ کیں - اس بادشاہ کے زمانے میں رعایا بادشاہ کو بمنزلہ باپ کے سمجھتی تھی - اور بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی بہتری کو دل و جان سے مدنظر رکھتا تھا - ملک میں امن و امان تھا - اور رعایا خوشحال تھی - ملک

وسیع اور انتظامِ سلطنت اچھی طرح ہونے کے باعث سرکاری خزانہ ہمیشہ بھرپور رہتا تھا ۔

دکن کی لڑائیاں شاہجہان کے بادشاہ بننے کے جلدی ہی بعد دکن کے صوبہ دار خان جہان لودھی نے ۱۶۲۸ء میں بغاوت کی ۔ شاہ احمد نگر اور مرہٹوں کی مدد سے اس نے شاہی افواج کو شکست دی ۔ لیکن بادشاہ کے خود مقابلے پر آنے پر وہ شاہی افواج کا مقابلہ نہ کر سکا ۔ اور آخر کار کالنجر کے قریب لڑتا ہوا مارا گیا ۔

احمد نگر کا الحاق ۔ چونکہ احمد نگر کے بادشاہ نے خان جہان لودھی کی مدد کی تھی ۔ اس لئے اب مغلیہ افواج نے احمد نگر پر چڑھائی کی اور ۱۶۳۲ء میں اسے فتح کر کے سلطنتِ مغلیہ میں شامل کر لیا ۔

بیجاپور سے لڑائی ۔ چونکہ شاہ بیجاپور نے شاہ احمد نگر کی مدد کی تھی ۔ اس لئے شاہجہان نے اسے شکست دیکر باجگذار بنا لیا ۔

گولکنڈہ سے جنگ شاہ گولکنڈہ نے اپنے وزیر میر جملہ کے لڑکے محمد امین کو قید کر لیا ۔ اس پر میر جملہ بھاگ کر اورنگ زیب صوبہ دار دکن کے پاس چلا گیا ۔ اور مدد کی التجا کی ۔ لہذا اورنگ زیب نے شاہ گولکنڈہ کو محمد امین کی رہائی کے لئے لکھا ۔ جب اس طرح سے کام نہ چلا ۔ تو فوج کشی کر کے اسے شکست دی ۔ اور اس سے بہت تاوانِ جنگ لے کر اور محمد امین کو قید سے چھڑا کر مغلیہ افواج کو واپسی کا حکم دیا ۔

قندہار کی مہمات ۱۶۳۸ء میں علی مردان خاں ایرانی حاکم قندھار نے ایک لاکھ روپیہ کے عوض شاہجہان کو قندھار کا قبضہ دیدیا ۔ اور خود ہندوستان بھاگ

آیا۔ لیکن ۱۶۴۸ء میں ایرانیوں نے قندھار پر پھر قبضہ کر لیا۔ بادشاہ نے پہلے اورنگ زیب کو اور پھر دارا شکوہ کو قندھار دوبارہ فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی ÷

ڈاکٹر باٹن - شاہجہان نے اپنی بیٹی جہاں آرا کے علاج کے لئے سورت سے ڈاکٹر باٹن کو بلا بھیجا۔ جس کے علاج سے شہزادی کو آرام آگیا۔ ڈاکٹر نے اس کے صلہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے کئی مراعات حاصل کیں۔

پرتگیزوں کا اخراج - شاہجہان کے زمانے میں ہگلی کے پرتگیز ہندو مسلمان یتیم بچوں کو زبردستی عیسائی بنا لیتے تھے۔ اور ساتھ ہی وہ ہندوستانیوں کو غلام بنا کر بیچ دیا کرتے تھے۔ ملکہ ممتاز محل کی دو لونڈیاں بھی ایک دفعہ پرتگیزوں کے قبضہ میں آگئیں۔ ان وجوہات کے باعث بادشاہ نے خفا ہو کر پرتگیزوں کی سرکوبی کا حکم دیا۔ صوبہ دار بنگال نے ہگلی کے پرتگیزوں کو شکست دی۔ اُن میں سے بہت سے مارے گئے۔ اور باقیوں کو دہلی لا کر سخت سزا دی گئی ÷

عمارات شاہجہان کا زمانہ اس کی مفصلہ ذیل عمارات کے سبب سے بہت مشہور ہے:-

۱- **آگرہ کا روضہ تاج محل** - جسے شاہجہان نے اپنی ملکہ ممتاز محل کی یاد میں دریائے جمنا کے کنارے بیس سال کے عرصے میں بنوایا تھا۔ اس روضہ کی تیاری میں بیس ہزار مزدور روزانہ کام کرتے تھے۔ اور اس پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ خرچ آیا تھا۔ یہ روضہ خالص سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ جس پر پچی کاری اور میناکاری کا کام آج تک انسانی عقل کو دنگ کر رہا ہے۔

یہ روضہ دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہے ٭

۲- دہلی میں لال قلعہ - جامع مسجد - دیوانِ عام - دیوانِ خاص اور بادشاہی محلات ٭ آگرے میں موتی مسجد - لاہور میں شالا مار باغ ٭

تختِ طاؤس شاہجہان نے پانچ کروڑ روپیہ کے صرف سے سات سال کے عرصہ میں مشہور تختِ طاؤس تیار کرایا - جس کی شکل ایک ناچتے ہوئے مور کی سی تھی جس میں نہایت قیمتی ہیرے - لعل - زمرد - نیلم - پکھراج اور دیگر قیمتی پتھر بافراط جڑے ہوئے تھے - بادشاہ اس تخت پر بیٹھ کر دربار کیا کرتا تھا ٭

Q Briefly describe the character of the sons of Shah Jahan.

سوال - شاہجہان کے بیٹوں کی خصائل مختصر طور پر بیان کرو ٭

شاہجہان کے چار لڑکے تھے :-

دارا شکوہ - شاہ شجاع - اورنگ زیب اور مراد

۱- دارا - شاہجہان کا سب سے بڑا اور چاہیتا لڑکا تھا - شاہجہان اسے اپنا ولیعہد بنانا چاہتا تھا - اسی لئے وہ اسے آگرہ میں اپنے پاس رکھا کرتا تھا - وہ بڑا فیاض - سخی اور مذہبی امور میں پہلے درجے کا روادار تھا - لیکن حد سے زیادہ مغرور - خودسر اور ضدی تھا - اس کے مذہبی خیالات کی وجہ سے مسلمان امرا اور علماء اس سے خوش نہ تھے ٭

۲- شجاع - غیر معمولی طور پر بہادر اور دلیر تھا - لیکن شراب نوشی اور کثرتِ عیاشی کو ہی وہ زندگی کا مقصد سمجھے ہوئے تھا - وہ

شیعہ مذہب کا تھا - اس لئے سُنی امرا جن کی شاہجہان کے دربار میں اکثریت تھی - اسے پسند نہ کرتے تھے - نیز وہ لاف و گزاف کا بھی عادی تھا - یہ بنگال کا صوبہ دار تھا ؛

۳- اورنگ زیب - بڑا متقی - پرہیزگار اور بہادر تھا - شجاعت - معاملہ فہمی اور جنگی چالوں میں سب بھائیوں سے بڑھ کر تھا - شراب نوشی - عیش پسندی - راگ رنگ سے اسے سخت نفرت تھی - اس کی پرائیویٹ زندگی سادہ اور بے عیب تھی - لاف و گزاف سے بہت پرہیز کرتا تھا - سخت اشتعال اور غصہ کی حالت میں بھی اس کے ماتھے پر بل نہ آتا تھا - وہ دل کا بھید کسی کو نہ بتاتا تھا - مذہبی خیالات کے لحاظ سے سُنی تھا - مسلمان اس کو اچھا خیال کرتے تھے - شاہجہان نے اسے دکن کا صوبہ دار مقرر کیا ہُوا تھا ؛

۴- مراد - سب بھائیوں سے چھوٹا - لیکن بہادری اور صاف گوئی میں سب سے بڑھ کر تھا - اسے سیاسی معاملات کی سمجھ مطلقاً نہ تھی - راز کی بات بھی دل میں نہ رکھ سکتا تھا - بھولا بھالا اور سادہ مزاج تھا - دوسروں کے دھوکہ میں فوراً آ جاتا تھا - اور گجرات کا صوبہ دار تھا ؛

Q. Describe the fratricidal war among Shah Jahan s sons and give reasons for Aurangzeb's success in the struggle.

(P.U. 1919. 22, 25. 32, 34, 38) **Imp.**

سوال - شاہجہان کے بیٹوں کے درمیان جنگ کا حال بیان کرو - اور بتاؤ - کہ اورنگ زیب کی کامیابی کی کیا وجوہات تھیں ؛

تخت نشینی کی جنگ | ۱۶۵۷ء میں شاہجہان سخت بیمار

ہو گیا - اور اس کی زندگی کی امید نہ رہی - دارا شکوہ باپ کے پاس تھا - اس نے باپ کی بیماری کی خبر کو دوسرے بھائیوں تک پہنچنے سے روکنا چاہا - لیکن یہ خبر کسی نہ کسی طرح سب شہزادوں تک پہنچ گئی - اور ہر ایک نے ہندوستان کا بادشاہ بننے کی کوششیں شروع کر دیں +

سب سے پہلے **شجاع** نے بنگال میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا - اور ایک لشکرِ جرار کے ساتھ آگرے پر چڑھائی کی - لیکن دارا کے بیٹے سلیمان شکوہ اور راجہ جے سنگھ نے اسے بنارس کے قریب بہادر گڑھ کے مقام پر شکست دیکر بنگال کی طرف واپس بھگا دیا +

مراد نے گجرات میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر کے اپنی فوجوں کو دار الخلافہ کی طرف حرکت دی +

اورنگ زیب بڑا ہوشیار اور چالاک تھا - اس نے اپنی بادشاہت کا کوئی اعلان نہ کیا - بلکہ مراد کو مدد دینے کے بہانے اپنے ساتھ ملا لیا - اور دکن کی افواج کو ساتھ لے کر مراد سے آملا - اب دونو کی متحدہ فوجیں آگرہ کی طرف بڑھیں - دارا شکوہ نے راجہ جسونت سنگھ کو اُن کے مقابلے کے لئے بھیجا - لیکن اسے اجین کے قریب دھارمٹ کے مقام پر شکست ہوئی - اور وہ بھاگ کر جودھپور کی طرف چلا گیا +

معرکہ سامو گڑھ ۱۶۵۸ء - اب دونو بھائیوں کی افواج آگے بڑھیں اور آگرے سے دس میل تک آپہنچیں - اس عرصہ میں شاہجہان بھی تندرست ہو چکا تھا - اور وُہ خود میدانِ جنگ میں جانا چاہتا تھا - لیکن دارا نے اسے ایسا نہ کرنے دیا - اور خود سلیمان شکوہ کے لشکر کا بھی انتظار کئے بغیر جتنی بھی فوج اکٹھی کر سکتا تھا - ساتھ

لے کر مقابلے کو نکلا - ۲۹ مئی ۱۶۵۸ء کو ساموگڑھ کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی - طرفین نے بڑی بہادری کے جوہر دکھائے - اورنگ زیب نے تخت یا تختہ کے اصول پر عمل کر کے اپنے ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈال دئے - جس کے باعث اس کے لئے میدان جنگ سے شکست کی صورت میں زندہ واپسی ناممکن ہوگئی - مراد بھی شیر کی طرح صفوں کی صفیں صاف کر رہا تھا - پھر بھی دوپہر ڈھلنے کے ذرا بعد تک دارا کا پانسہ بھاری نظر آ رہا تھا - ایسے وقت میں دارا ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوگیا - جب شاہی افواج نے دارا کے ہاتھی کے ہودج کو خالی دیکھا تو سمجھا - کہ دارا یا تو مارا گیا ہے - یا بھاگ گیا ہے - اس پر اس کی فوج نے دل چھوڑ دیا - اور بھاگ نکلی - ناچار دارا کو بھی بھاگنا پڑا - اورنگ زیب اور مراد کو فتح ہوئی - اور وہ فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے تیسرے روز آگرے میں داخل ہوگئے ۔

بھائیوں کا خاتمہ اور باپ کی نظربندی

آگرہ میں داخل ہو کر اورنگ زیب نے اپنے باپ کو نظربند کر دیا - جہاں وُہ آٹھ سال تک اسی حالت میں رہ کر مر گیا ۔

اس کے بعد اورنگ زیب اور مراد دارا کے تعاقب میں دہلی کی طرف چلے - متھرا کے مقام پر اورنگ زیب نے مراد کو بے ہوشی کی حالت میں قید کر کے گوالیار بھیج دیا - جہاں ۱۶۶۱ء میں اسے مروا دیا گیا ۔

شجاع نے ایک دفعہ اور قسمت آزمائی کرنی چاہی - لیکن اورنگ زیب کے سپہ سالار میر جملہ نے اسے شکست دی - اور

اس کا تعاقب کر کے اراکان کی طرف بھگا دیا - جہاں کچھ عرصہ بعد وُہ مارا گیا ÷

دارا پنجاب میں کامیابی نہ دیکھ کر ایران کی طرف چل پڑا - راستے میں داور واقع سندھ کے ایک رئیس جیون خاں نے جسے دارا نے شاہجہان سے سفارش کر کے قتل کئے جانے سے بچایا تھا - اسے دھوکہ سے گرفتار کر کے اورنگ زیب کے حوالے کر دیا - جس نے اسے قتل کرا دیا ÷

سلیمان شکوہ شجاع کو شکست دیکر آگرہ کی طرف آ رہا تھا - کہ اسے دارا کی شکست کی خبر ملی - اس لئے وہ بھاگ کر گڑھوال کی طرف چلا گیا - جہاں ایک سردار نے اسے گرفتار کر کے اورنگ زیب کے حوالے کر دیا - جس نے اوّل تو اسے گوالیار کے قلعے میں قید کیا - لیکن بعد میں قتل کرا دیا ÷

اس طرح سے راستہ صاف کرنے کے بعد اورنگ زیب بے کھٹکے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا ÷

اورنگ زیب کی کامیابی کی وجوہات

۱ - اورنگ زیب بڑا قابل اور تجربہ کار جرنیل تھا - مصیبت کے وقت ہمّت نہ ہارتا تھا - اس کی فوج کے سردار وفادار تھے - مگر اس کے برعکس دارا کے افسروں میں سے اکثر بے وفا تھے ÷

۲ - اورنگ زیب سُنی تھا - اور درباری امرا میں بھی کثرت سُنیوں کی تھی - جو دل سے اس کی فتح کے خواہاں تھے - اور دارا کو کافر سمجھتے تھے ÷

۳ - شاہجہان نے اپنے بیٹے دارا کی ضد کی پروا نہ کر کے ساموگڑھ

کے معرکے میں دارا جیسے ناتجربہ کار کو اورنگ زیب جیسے چالاک اور تجربہ کار سپہ سالار کے مقابلہ میں بھیجنے کی غلطی کی۔ اگر وہ خود جاتا۔ تو غالباً جنگ کی نوبت ہی نہ آتی۔ ورنہ اورنگ زیب اور مراد کے فوجی افسر اور سپاہ بادشاہ سے مل جاتے۔

۴۔ دارا عین فتح کے وقت ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ جس سے اورنگ زیب کی شکست اس کی فتح میں تبدیل ہو گئی۔

۵۔ اورنگ زیب نے مراد سے صلح کر کے اسے اپنا مددگار بنایا۔ حالانکہ اس کے مخالف شہزادے ایک ایک کر کے میدان میں آتے اور ہارتے رہے۔

اورنگ زیب عالمگیر

۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء

Q. Describe some important events of the reign of Aurangzeb

سوال۔ اورنگ زیب کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات بیان کرو۔

اورنگ زیب نے تقریباً پچاس سال تک حکومت کی۔ اس کا عہدِ حکومت پچیس پچیس سال کے دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا حصہ ۱۶۵۸ء سے ۱۶۸۲ء تک یہ سارا عرصہ اورنگ زیب شمالی ہند کے معاملات میں ہی مصروف رہا۔ اور دکن کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔

دوسرا حصہ ۱۶۸۲ء سے ۱۷۰۷ء۔ یہ حصہ اورنگ زیب نے

دکن کی شیعہ ریاستوں اور مرہٹوں کی سرکوبی میں گذارا +

آسام کی مہم ۶۶-۱۶۶۳ء - ۱۶۶۳ء میں اورنگ زیب کے حکم سے میر جملہ نے آسام کو فتح کرنے کے لئے چڑھائی کی - لیکن چنداں کامیابی نہ ہوئی - اور میر جملہ خود بخار میں مبتلا ہو کر مرگیا - اس کے بعد شائستہ خاں نے چاٹگاؤں کے علاقہ کو فتح کر لیا - یہ علاقہ پرتگیزوں اور دوسرے بحری ڈاکوؤں کا ہیڈ کوارٹر تھا +

نوٹ :- سیواجی اور اورنگ زیب کی لڑائیوں کا حال صفحہ ۲۲۹ پر دیکھو +

ست نامیوں کی بغاوت - ۱۶۷۲ء میں نارنول کے ست نامی سادھوؤں نے بغاوت کی - اور انہوں نے بادشاہی فوج کو کئی دفعہ شکست دی - آخر بڑی مشکل سے اس بغاوت کو فرو کیا گیا +

راجپوتوں سے جنگ ۸۱-۱۶۷۹ء

وجوہات - ۱- ۱۶۷۹ء میں اورنگ زیب نے ہندوؤں پر جزیہ لگا دیا +

۲ - مہاراجہ جسونت سنگھ والئے جودھپور اورنگ زیب کی طرف سے کابل کا صوبہ دار مقرر تھا - وہ ۱۶۷۸ء میں مرگیا - اورنگ زیب نے اس کی جگہ اس کا نالائق بھتیجہ جودھپور کا حاکم بنا دیا - اور جسونت سنگھ کی دونو رانیوں اور دو نابالغ لڑکوں کو اپنی ریاست میں جانے سے روکنا چاہا - اس پر درگا داس راٹھور انہیں دہلی سے نکال کر میواڑ لے گیا - میواڑ اور مارواڑ دونو ریاستوں کے راجپوت بادشاہ کے اس فعل سے طیش میں آگئے - اور تقریباً تمام راجپوتانہ نے بادشاہ کے برخلاف ہتھیار اُٹھا لئے +

واقعاتِ جنگ - بادشاہ نے ایک بھاری لشکر کے ساتھ

میواڑ کے رانا راج سنگھ پر چڑھائی کی۔ رانا میدانی علاقے کو چھوڑ کر ارولی پربت میں چلا گیا۔ اورنگ زیب نے شہزادہ اکبر کو فوج دیکر راجپوتوں کے برخلاف ارولی پربت میں بھیجا۔ لیکن وہ اُن سے مل گیا۔ آخر بادشاہ نے ایک خط کے ذریعے اپنے بیٹے کو شاباش دی۔ کہ اُس نے راجپوتوں کو دھوکہ دینے میں خوب کامیابی حاصل کی ہے۔ اس پر راجپوت اکبر سے بدظن ہوگئے۔ اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور اکبر ایران کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہیں مر گیا۔ بہت سے کشت وخون کے بعد آخر رانا راج سنگھ سے صلح ہوگئی۔ لیکن ریاست جودھپور کافی عرصہ تک اس کے بعد بھی برسرِ پیکار رہی ٭

نتائج - (۱) راجپوت ہمیشہ کے لئے مغلیہ سلطنت کے دشمن بن گئے۔ اور بادشاہ کو دکن کی جنگوں میں ان سے مدد نہ مل سکی ٭

(۲) رانا راج سنگھ نے تھوڑا سا علاقہ بادشاہ کی نذر کیا اور اس کے عوض اورنگ زیب نے راجپوتوں سے جزیہ نہ لینا منظور کر لیا ٭

دکن کی لڑائیاں ۱۶۸۲ء سے ۱۷۰۷ء

۱۶۸۱ء میں راجپوتوں سے صلح کر کے اورنگ زیب دکن کی طرف چلا گیا۔ اور اپنی عمر کے باقی سال وہیں رہا ٭

۱- **بیجاپور اور گولکنڈہ کی فتح** - وجوہات - ان دونو ریاستوں کے حکمران شیعہ مذہب کے تھے۔ اور اورنگ زیب سُنی تھا۔ اس لئے وہ ان ریاستوں کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا ٭

۲- اورنگ زیب نے بھانپ لیا۔ کہ یہ دونو ریاستیں کوئی دن کی مہمان ہیں۔ اگر انہیں بادشاہِ دہلی نے فتح کر کے اپنی سلطنت میں

شامل نہ کیا - تو مرہٹے انہیں ہڑپ کر جاوینگے - اور اس صورت میں مغلیہ سلطنت کے مقابلہ میں دکن میں مرہٹوں کی ایک زبردست سلطنت قائم ہو جاویگی - اس لئے اُس نے ان ریاستوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملانے کا مصمم ارادہ کر لیا ؀

واقعات و نتائج

۱ - اورنگ زیب نے شہزادہ اعظم کو بیجا پور کے خلاف بھیجا - لیکن اسے چنداں کامیابی نہ ہوئی - اس پر اورنگ زیب خود وہاں پہنچا - اور آخر ۱۶۸۶ء میں بیجا پور فتح کر لیا - شاہ بیجا پور کو قید کر کے اس کی ریاست کو مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا ؀

۲ - ۱۶۸۷ء میں اورنگ زیب نے بڑی بھاری تیاری کے بعد گولکنڈہ کا محاصرہ کیا - لیکن قلعہ میں سامان رسد کی بہتات - قلعہ کی مضبوطی اور قلعے والوں کی بہادری نے اس کی کوئی پیش نہ جانے دی - آخر اورنگ زیب نے قلعہ کے ایک افسر کو رشوت دیکر اپنے ساتھ ملا لیا - اس افسر نے ایک رات قلعہ کا دروازہ کھول دیا - اور مغلیہ لشکر نے اندر داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا - وہاں کا بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ گرفتار ہو کر قید کر لیا گیا - اور اس کی ریاست مغلیہ حکومت میں شامل کر لی گئی ؀

۳ - **مرہٹوں سے جنگ** - ان ریاستوں کو فتح کر لینے کے بعد اورنگ زیب مرہٹوں کی طرف متوجہ ہوا - سیواجی ۱۶۸۰ء میں مر چکا تھا - اب اس کی جگہ اس کا بیٹا سنبھاجی مرہٹوں کا راجہ تھا - اور وہ بڑا عیاش تھا - ۱۶۸۹ء میں وہ مغلوں کے

ہاتھ آگیا - اور بادشاہ نے اسے قتل کرا دیا - اور اس کے بیٹے ساہو کو قید کر لیا - اب مرہٹوں نے سیوا جی کے دوسرے بیٹے راجا رام کے ماتحت مغلوں کا مقابلہ شروع کر دیا - جب ۱۷۰۰ء میں اس کا بھی انتقال ہو گیا - تو اس کی بیوہ تارا بائی مغلیہ افواج سے جنگ کرتی رہی - اس تمام عرصہ میں مرہٹوں نے گوریلا طریقہ جنگ کو جاری رکھا - اور اس طریق سے اورنگ زیب کے لشکر کو اتنا تنگ کیا - کہ بادشاہ نے ناامید ہو کر ۱۷۰۷ء میں واپسی کا حکم دیدیا - لیکن قسمت میں دہلی واپس جانا نہیں لکھا تھا - اس لئے اورنگ زیب نے راستے ہی میں بمقام احمد نگر انتقال کیا۔

Q. Describe the religious policy and character of Aurangzeb.

سوال - اورنگ زیب کے چال چلن اور اس کی مذہبی پالیسی کو بیان کرو۔

اورنگ زیب کا چال چلن اور اس کی مذہبی پالیسی

اورنگ زیب بڑا بہادر قابل اور اعلیٰ پایہ کا سیاستدان تھا - اس کی پرائیویٹ زندگی نہایت سادہ اور بے عیب تھی - وہ راگ رنگ اور عیش و عشرت کا سخت مخالف تھا - اسی لئے اس کو مسلمانوں کا پیورٹن کہتے ہیں - نماز - روزہ اور شریعت کے احکام کا سخت پابند تھا - وہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے شاہی خزانہ سے ایک پائی تک کا روادار نہ تھا - بلکہ ٹوپیاں بنا کر اور قرآن شریف لکھ کر اپنا گزارہ کرتا تھا - وہ ایک بڑا عالم اور زبردست

انشاء پردانہ تھا۔ رقعاتِ عالمگیری اس کی قابلیت کا زندہ ثبوت ہیں۔ اس کے رعب اور دبدبہ کی یہ حالت تھی۔ کہ شہزادے بھی اس کے پاس جانے سے کانپتے تھے :

ان خوبیوں کے علاوہ اس کے کیرکٹر میں چند نقائص بھی تھے۔ وہ مذہبی معاملات میں بہت متعصب اور تنگدل تھا۔ ہندوؤں اور شیعہ مذہب کے لوگوں کو نفرت سے دیکھتا تھا۔ نیز وہ بہت شکی مزاج تھا۔ اور اپنے بیٹوں تک کا اعتبار نہ کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ کسی کو بھی اپنا دوست نہ سمجھتا تھا۔ اور دوسرے لوگ بھی اس سے پرے پرے رہتے تھے :

Q. Give the causes of Aurangzeb's failure as a king. **Imp.**

سوال۔ بطور ایک بادشاہ کے اورنگ زیب کی ناکامی کی وجوہات لکھو۔

ظاہرا طور پر اورنگ زیب کی طاقت بڑی زبردست اور شاندار معلوم دیتی تھی۔ اس نے شمالی ہند اور دکن کے معرکوں میں ہر جگہ فتح حاصل کی۔ اگرچہ مرہٹوں کو وہ پورے طور پر زیر نہ کر سکا۔ لیکن مرہٹے بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ باوجود ان باتوں کے اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کی وفات کے وقت سارے ملک میں بے چینی اور شورش مچی ہوئی تھی۔ اور یہی شورش اور باغیانہ سپرٹ آگے چل کر خاندانِ مغلیہ کے زوال کا باعث بنی۔ اس لئے مورخ اسے ایک کامیاب بادشاہ خیال نہیں کرتے :

اس کی ناکامی کے اسباب مندرجہ ذیل تھے :۔

۱۔ مذہبی پالیسی۔ اورنگ زیب نے پکا سنی ہونے کی وجہ سے اپنے احکام کی بنیاد اسلامی شریعت پر رکھی۔ ہندوؤں پر جزیہ

اورنگ زیب کی سلطنت
سنہ ١٧٠٠ء
کابل
پشاور
قندھار
کشمیر
دریائے بیاس
لاہور
ملتان
دریائے ستلج
دہلی
آگرہ
اجمیر
جودھپور
گوالیار
کالنجر
الہ آباد
دریائے گنگا
دریائے جمنا
چندرنگر
سرام پور
کلکتہ
اودھے پور
دریائے نربدا
دریائے تاپتی
دریائے مہاندی
گونڈوانہ
سورت
پونا
دریائے گوداوری
کولھاپور
دریائے کرشنا
حیدرآباد
بیجاپور
میسور
دریائے کاویری
بحر عرب
خلیج بنگال
لنکا

لگایا - اور بھی کئی باتوں پر ہندو اُس سے خوش نہ تھے - نتیجہ یہ ہُوا - کہ ملک کے مختلف حصّوں میں شورشیں برپا ہوگئیں۔ دکن میں مرہٹوں اور پنجاب میں سکھوں نے سر اٹھایا - راجپوت جو اکبر اور دوسرے مغل بادشاہوں کے زمانے میں سلطنت کے بڑے محافظ تھے - اس کے زمانے میں اس کے سخت دشمن بن گئے۔

۲- دکن کی اسلامی ریاستوں کا الحاق - بیجاپور گولکنڈہ کے لحاق سے بہت سے سپاہی اور افسر بیکار ہو گئے۔ اور ان بیکاروں نے مرہٹوں کے ساتھ ملکر قتل و غارت شروع کردی - اور دُشمنوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا۔

۳- شکی مزاج ہونا - اورنگ زیب بڑا شکی مزاج تھا - اعلیٰ سے اعلیٰ افسر پر بھی وہ بھروسہ نہ کرتا تھا - لہذا وفادار امرا اور کارکن بہت ہی کم ہوگئے۔

۴- سیواجی کو نظربند کرکے اس نے مرہٹوں سے صلح کا ایک سنہری موقعہ کھو دیا۔

۵- مغلیہ فوج بھی اب پہلے کی طرح کی جفاکش اور بہادر نہ رہی تھی - عیش و عشرت اور آرام طلبی نے اسے کمزور بنا دیا تھا - اب بادشاہ کا فوجی کیمپ ایک چلتا پھرتا شہر تھا - جس میں تقریباً پانچ لاکھ اشخاص ہوتے تھے۔

Q. Write short notes on:—Mir Jamla, Ali Mardan Khan, Khafi Khan Bernier, Jazia and Moghal Architectures.

سوال - میر جملہ - علی مردان خاں - خافی خاں برنیر - جزیہ اور مغل فن

تعمیر پر مختصر نوٹ لکھو۔

میر جملہ - ایران کا ایک سوداگر تھا - جو تجارت کے سلسلہ میں دکن میں گیا - اور اپنی ذہانت اور قابلیت سے ریاست گولکنڈہ کا وزیر بن گیا - بعد میں وہاں سے علیحدگی اختیار کر کے شاہجہان کی ملازمت میں آ گیا - اورنگ زیب نے اسے بنگال کا صوبہ دار بنا کر آسام کی فتح پر مامور کیا - لیکن وہ بیمار ہو کر ڈھاکہ میں مر گیا ÷

علی مردان خان - شاہجہان کے زمانے میں ایران کی طرف سے قندہار کا صوبہ دار تھا - اس نے ایک لاکھ روپیہ لے کر قندھار کا قبضہ شاہجہان کو دیدیا - اور خود ہندوستان میں چلا آیا - اور کافی عرصہ تک کشمیر اور کابل کا صوبہ دار رہا - وہ ایک لائق انجنیئر تھا - لاہور کا شالامار باغ اور نہر جمن اسی کے تیار کرائے ہوئے ہیں ÷

خافی خاں - اس کا اصلی نام میر محمد تھا - اورنگ زیب کا حکم تھا - کہ کوئی شخص اس کے عہد کی تاریخ نہ لکھے - لیکن میر محمد نے خفیہ طور پر اس کے زمانے کے حالات قلمبند کئے ہیں - اس لئے اس کو خافی خاں کہتے ہیں ÷

برنیئر - یہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر تھا - جو سیر کرتا ہوا اورنگ زیب کے دربار میں آیا - اور کئی سال تک یہیں رہا - اس نے مغلیہ خاندان کے چشم دید حالات لکھے ہیں ÷

جزیہ - یہ ایک قسم کا ٹیکس تھا - جو مسلمان بادشاہ ہندوؤں سے لیا کرتے تھے - پہلے بادشاہوں نے برہمنوں کو اس ٹیکس سے مستثنٰی رکھا تھا - لیکن فیروز تغلق نے ان پر بھی جزیہ لگا دیا - اکبر

نے جزیہ منسوخ کر دیا۔ لیکن اورنگ زیب نے پھر لگا دیا۔

مغل فن تعمیر۔ مغل بادشاہوں کو عمارات بنانے کا بہت شوق تھا۔ ہمایوں کا مقبرہ۔ فتح پور سیکری اور سکندرہ کے محلات۔ سہسرام میں شیرشاہ کا مقبرہ۔ شاہدرہ میں جہانگیر کا مقبرہ۔ آگرہ کا روضہ تاج محل و موتی مسجد۔ دہلی کا لال قلعہ۔ بادشاہی مسجد۔ دیوان عام و خاص اس زمانے کی بہترین یادگاریں ہیں۔ اکبر اور جہانگیر کے زمانے کی عمارات میں ہندو فن تعمیر کی جھلک زیادہ ہے۔ لیکن شاہجہان اور عالمگیر کے زمانہ میں کاریگروں کو ایران۔ عرب اور ترکستان وغیرہ غیر ممالک سے منگوایا گیا۔ اس لئے ان عمارتوں میں غیر ملکی طرز تعمیر نمایاں طور پر ظاہر ہے۔ کشمیر کے شالامار اور نشاط باغ ایرانی مذاق کا نمونہ ہیں۔

Q. Compare and contrast Aurangzeb and Akbar as to their general policies and methods of Government. Imp.

سوال۔ اکبر اور اورنگ زیب کی عام پالیسی اور طرز حکومت کا مقابلہ کرو۔

اکبر تخت نشینی کے وقت بے ملک بادشاہ تھا۔ اپنے اور بیگانے سب اس کے دشمن تھے۔ اور اس کی عمر صرف تیرہ چودہ سال کی تھی۔ اور ابھی اس کے کیرکٹر نے بننا تھا۔ نیز افغانوں اور راجپوتوں کی زبردست طاقتیں مغلوں کو ہندوستان سے نکال دینے پر آمادہ تھیں۔ لیکن اورنگ زیب کو تخت نشینی کے لئے اپنے ہی بھائیوں سے لڑنا پڑا۔ افغان یا راجپوت مخالف طاقتیں تقریباً نابود ہو چکی تھیں۔ اور تخت نشینی کے وقت اس کی عمر چالیس سال کی تھی۔ اور اس کا کیرکٹر

جو کچھ بننا تھا - وہ بن چکا تھا - اس وقت سارا شمالی ہند مغلوں کے زیر نگین تھا - اور دکن کی حکومتیں باجگذار تھیں ؛

ان مختلف حالات نے ان بادشاہوں کے طرز حکومت پر بہت کچھ اثر ڈالا ؛

اکبر بادشاہ	اورنگ زیب عالمگیر
(۱) اکبر صلح کل - آزاد منش اور بہادر تھا - دشمن پر رحم کر کے اس کے دل کو قابو میں کر لیتا تھا -	(۱) اورنگ زیب بھی بڑا بہادر تھا - مگر تنگ دل شکی مزاج اور متعصب تھا - اُس نے بھائیوں کو قتل اور باپ کو قید کر دیا ؛
(۲) کسی کے مذہب میں دخل نہ دیتا تھا - دین الٰہی کو جاری کیا لیکن اس کی اشاعت پر مطلقاً زور نہ دیا - اسلامی پابندیوں سے آزاد تھا ؛	(۲) ہر ایک کام اسلامی نقطہ نگاہ سے کرتا تھا - اور اسلام کی اشاعت اپنا فرض سمجھتا تھا - نماز روزہ وغیرہ کا سخت پابند تھا ؛
(۳) ہندوؤں سے دوستی پیدا کی اور ان کو اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز کیا - جزیہ وغیرہ ٹیکسوں کو معاف کر دیا - اور ان کے دلوں کو تسخیر کرنے کے لئے خاص خاص دنوں میں گوشت کھانا تک ممنوع قرار دیدیا ؛	(۳) اس نے ہندوؤں پر جزیہ لگا دیا - اور ان پر کئی اور مذہبی پابندیاں لگائیں - اور ان کی ناراضگی کی مطلقاً پروا نہ کی ؛
(۴) اپنے افسروں پر بھروسہ کرتا تھا اسی لئے بہت سے نمک حلال اور	(۴) بہت شکی مزاج تھا - کسی پر بھی اعتماد نہ کرتا تھا - اس لئے

اکبر بادشاہ	اورنگ زیب عالمگیر
وفادار کارکن اس کے پاس جمع رہتے تھے ÷	اس کے عہد میں وفادار کارکنوں میں بہت کمی واقع ہو گئی ÷
(۵) خود ان پڑھ تھا۔ مگر علما کا بڑا قدر دان تھا۔ علم موسیقی اور بحث مباحثہ کا بہت شوقین تھا ÷	(۵) خود عالم تھا۔ لیکن عالموں کی چنداں قدر نہ کرتا تھا۔ راگ رنگ سے سخت متنفر اور غیر مذہبوں سے بحث مباحثہ پسند نہ کرتا تھا ÷
(۶) شاہانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور اس کا دربار بڑی شان و شوکت والا تھا ÷	(۶) نہایت سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ٹوپیاں بنا کر اور قرآن شریف لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اسے شان و شوکت مطلقاً نہ بھاتی تھی ÷
(۷) اس کی پرائیویٹ زندگی بالکل بے عیب نہ تھی ÷	(۷) اس کی پرائیویٹ زندگی بہت دلکش اور گناہوں سے پاک تھی ÷
(۸) اس نے اپنی حکمتِ عملی سے سلطنت کو ایسا مستحکم کیا۔ کہ ایک صدی تک کوئی دشمن اسے ہلا نہ سکا ÷	(۸) اپنی حکمتِ عملی سے مغلیہ سلطنت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کے مرنے سے پچاس ساٹھ سال کے اندر ہی مغل بادشاہوں کی طاقت برائے نام ہی رہ گئی ÷

Q. Give a brief account of Aurangzeb's successors.

سوال۔ اورنگ زیب کے جانشینوں کا مختصر حال بیان کرو ÷

اورنگ زیب کی سلطنت بڑی وسیع تھی - اور اس کی اولاد میں سے کوئی اتنا قابل نہ تھا - کہ وہ اتنی بڑی سلطنت کو قابو میں رکھ سکے - اس لئے اُس نے اپنی وفات سے پہلے اپنی مملکت کے تین حصے کر کے معظم کو کابل اور پنجاب - اعظم کو دہلی - بنگال - بہار اور وسطِ ہند اور کام بخش کو دکن کا علاقہ دیا - لیکن اس کی یہ تدبیر اس کے بیٹوں میں جنگ کو نہ روک سکی - چنانچہ اورنگ زیب کے مرتے ہی تینوں بیٹوں نے ہندوستان کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا - معظم نے ۱۷۰۷ء ذوالفقار خاں سپہ سالار کی مدد سے اعظم کو آگرہ کے قریب شکست دی - یہاں اعظم اور اس کے دو بیٹے مارے گئے - پھر معظم نے کام بخش کو شکست دی - کام بخش مارا گیا - اور معظم بہادر شاہ کے لقب سے دہلی کے تخت پر بیٹھا - اس نے ساہو کو رہا کر کے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت دے دی - اور جسونت سنگھ کے بیٹے اجیت سنگھ کو جودھپور کا راجہ تسلیم کر کے راجپوتوں سے صلح کر لی - لیکن پنجاب میں سکھوں نے بندہ بہادر کی سرکردگی میں سر اٹھایا - بادشاہ ان کی سرکوبی کے لئے جا رہا تھا - کہ ۱۷۱۲ء میں لاہور میں مر گیا ⁘

جہاندار شاہ - بہادر شاہ کی وفات پر اس کے چار بیٹوں میں تخت کے لئے خوب جنگ ہوئی - آخر کار جہاندار شاہ کامیاب ہو کر بادشاہ بنا - ابھی بادشاہت کرتے اسے ایک ہی سال گزرا تھا - کہ فرخ سیر حاکم بنگال نے دو سید بھائیوں حسین علی اور عبداللہ کی مدد سے اسے مار کر خود تخت حاصل کر لیا ⁘

فرخ سیر ۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء	اس بادشاہ کے زمانے میں سکھوں کی شورش بہت

زور پکڑ گئی - اس پر اس نے انہیں شکست دیکر ان کے سردار بندہ بیراگی اور اس کے آٹھ سو ہمراہیوں کو بہت بے رحمی سے قتل کرا دیا ۔

محمد شاہ
۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۷ء

۱۷۱۹ء میں فرخ سیر نے سیّد بھائیوں کے سلوک سے تنگ آکر ان سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی - لیکن انہوں نے اس کے ارادے سے واقف ہو کر اسے قتل کر دیا - اور رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ دو بھائیوں کو یکے بعد دیگرے دہلی کے تخت پر بٹھایا - اور چند ماہ کی حکومت کے بعد ان کے مر جانے کے باعث نیکوسیر اور ابراہیم کو تخت پر بٹھایا - لیکن چند روزہ حکومت کے بعد انہیں اپنے مطلب کا نہ پاکر قتل کرا دیا - اور آخر محمد شاہ کو ۱۷۱۹ء میں دہلی کے تخت پر بٹھایا ۔

بادشاہ گر - سیّد حسین علی حاکم بہار اور سیّد عبد اللہ حاکم الہ آباد دو سگے بھائی تھے - ان دونو نے فرخ سیر کو بادشاہ دہلی بنانے میں مدد کی - لیکن جب اس کے تیور بدلے ہوئے نظر آئے - تو اسے مروا کر کئی اور بادشاہوں کو تخت پر بٹھایا - اتارا اور قتل کر دیا - تاریخ میں انہیں بادشاہ گر King Makers کہتے ہیں - محمد شاہ کو انہوں نے ہی تخت پر بٹھایا - لیکن اسی کے زمانے میں یہ دونو مارے گئے ۔

رنگیلا بادشاہ - محمد شاہ نے تیس سال تک حکومت کی - لیکن اس لمبے عرصہ میں اس نے شاید ہی کبھی انتظام سلطنت کی طرف توجّہ دی ہو - اس کا دربار رنگ رلیوں اور عیش و طرب کی مجلسوں کے لئے خاص طور پر مشہور ہوگیا - اسی لئے اِسے

رنگیلا بادشاہ کہتے ہیں۔ اس کے عہد میں مغلیہ سلطنت کے کئی ایک صوبے خود مختار ہو گئے۔ اور نادر شاہ کے حملے نے رہی سہی طاقت کا صفایا کر دیا۔ محمد شاہ نے ۱۷۴۸ء میں وفات پائی۔ اس کے بعد کے بادشاہ تاریخی لحاظ سے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ آخری بادشاہ بہادر شاہ ثانی نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں انگریزوں کے برخلاف حصہ لیا۔ اس لئے غدر فرو ہو جانے کے بعد اسے اسیر سلطانی بنا کر رنگون بھیج دیا گیا۔ جہاں ۱۸۶۲ء میں اس نے وفات پائی ÷

Q. Briefly describe Nadir Shah's invasion of India. (P.U. 1926) Imp.

سوال۔ نادر شاہ کے حملہ کا مختصر حال بیان کرو ÷

نادر شاہ اصل میں ایک گڈریا تھا۔ جو ترقی کر کے ایران کا بادشاہ بن گیا۔ قندھار کو فتح کر کے ۱۷۳۸ء میں کابل پر حملہ کیا اور اسے قبضہ میں کر کے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ مغل بادشاہ محمد شاہ نے کرنال کے قریب معمولی سا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اور اطاعت قبول کر لی۔ بادشاہ دہلی میں داخل ہو گیا۔ پہلے تو اس نے شہر والوں کو امان دی۔ لیکن چند دنوں کے بعد جب شہر والوں نے اس کے چند سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ تو اس نے غصہ میں آ کر قتلِ عام کا حکم دیا۔ یہ خونریزی چوبیس گھنٹے تک جاری رہی۔ ڈیڑھ لاکھ بے گناہ قتل ہوئے۔ آخر محمد شاہ کی درخواست پر قتلِ عام تو بند ہو گیا۔ لیکن لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا۔ انجام کار دہلی میں دو ماہ ٹھیرنے کے بعد بیشمار زر و جواہر۔ کوہ نور ہیرا اور تختِ طاؤس کو ساتھ لے کر نادر شاہ ایران کو واپس چلا گیا ÷

Q. Briefly describe the various invasions of Ahmad Shah Abdali. (P.U. 1926. 27)

سوال - احمد شاہ ابدالی کے مختلف حملوں کا مختصر حال بیان کرو؟

احمد شاہ ابدالی

احمد شاہ افغانوں کے ایک قبیلہ درانی یا ابدالی کا سردار اور نادر شاہ کا خزانچی تھا - نادر شاہ کے ۱۷۴۷ء میں قتل ہو جانے کے بعد اس نے اس کے خزانے اور کابل و قندھار پر قبضہ کرکے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی - اس نے ہندوستان پر کئی حملے کئے - ۱۷۵۷ء کے حملے میں اس نے مغل بادشاہ کو شکست دیکر پنجاب کو کابل کے ماتحت کر دیا - لیکن اس کا سب سے مشہور حملہ ۱۷۶۰-۶۱ء کا ہے - جس میں اس نے مرہٹوں کو پانی پت کے میدان میں شکست دے کر ان کی سارے ہندوستان پر حکومت کے خواب کو ملیا میٹ کر دیا ؞

Q. Describe fully and clearly the causes that led to the decline and fall of the Moghul Empire. (P.U. 1913. 35. 38) Imp.

سوال - سلطنتِ مغلیہ کے زوال کی وجوہات واضح طور پر بیان کرو؞

مغلیہ سلطنت کے زوال کا آغاز تو اورنگ زیب کے زمانے میں ہی ہو چکا تھا - کیونکہ اس کی سیاسی اور مذہبی پالیسی نے مغلیہ خاندان کے بہت سے دشمن پیدا کر دئے تھے - جب تک وہ جیتا رہا - اس کے رعب و داب میں اتنا فرق نہ آیا - لیکن اس کی وفات کے جلدی ہی بعد سلطنت کا شیرازہ بالکل بکھر گیا ؞

مغلیہ خاندان کے زوال کے اسباب مندرجۂ ذیل ہیں :-

۱- اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی - اورنگ زیب ہر ایک کام

کو اسلامی شریعت کے مطابق کرتا تھا - اس کے مندروں کی بے حرمتی اور جزیہ کی وصولی کے احکام سے ہندو سخت بیزار ہو گئے - پنجاب میں سکھوں نے اور دکن میں مرہٹوں نے سر اٹھایا - اور راجپوت جو پہلے ایام میں مغلیہ سلطنت کی پشت و پناہ تھے - اب علانیہ اس کے دشمن بن گئے ؛

۲- اورنگ زیب کی سیاسی غلطی - اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ کی اسلامی ریاستوں کو فتح کر کے مرہٹوں پر سے ایک مستقل روکاوٹ کو ہٹا دیا - نیز ان ریاستوں کی افواج اور افسران کی برطرفی کے باعث موقوف شدہ سپاہیوں نے جگہ جگہ ڈاکے مارنے شروع کر دئے - اور مرہٹوں سے مل کر دشمن کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیا ؛

۳- دکن کی مہمیں - ان مہموں کے سر کرنے میں اورنگ زیب کو پچیس سال لگ گئے - اس عرصہ میں وہ دکن ہی میں رہا - اس لئے شمالی ہند اور دارالخلافہ میں اس کی ذاتی نگرانی نہ رہنے کے باعث وہاں کے انتظامِ سلطنت میں خرابیاں پیدا ہو گئیں - اس کی افواج بھی لگاتار میدانِ جنگ میں رہنے کے باعث وہاں کے انتظام سلطنت میں خرابیاں پیدا ہو گئیں - اس کی افواج بھی لگاتار میدانِ جنگ میں رہنے کے باعث اب لڑائیوں میں چنداں دلچسپی نہ لیتی تھیں ؛

۴- جانشینوں کی کمزوری - اورنگ زیب شکی مزاج تھا - وہ حکومت کا سارا کام خود کرتا تھا - اس لئے اس کے لڑکوں کو نہ تو حکومت کرنے کی تربیت مل سکی - اور نہ اس بارے میں وہ کوئی تجربہ حاصل کر سکے - ذمہ داری نہ ہونے کے باعث اُنھوں نے اپنے وقت کا

اکثر حصہ عیش و عشرت میں گزارنا شروع کر دیا۔ جس کے باعث وہ عیاش اور نکمّے ہو گئے ÷

۵- وسعتِ سلطنت - سلطنت بھی اب اتنی وسیع ہو گئی تھی۔ کہ معمولی قابلیت کا انسان اسے سنبھال نہ سکتا تھا ÷

۶- غیر ملکی حملے - نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملوں نے مغلیہ سلطنت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ اور اس کی طاقت کو بہت کمزور کر دیا ÷

۷- خانہ جنگی - بادشاہ کی وفات پر ہمیشہ اس کے بیٹوں اور پوتوں میں تخت نشینی کے لئے جنگ ہوا کرتی تھی۔ اس باہمی لڑائیوں نے بھی مغلیہ سلطنت کی طاقت کو کھوکھلا کر دیا ÷

۸- نئی طاقتیں - مرہٹوں اور سکھوں میں نئی روح پھونکی جانے کے باعث اُنھوں نے نہایت سرگرمی سے اپنی حفاظت شروع کر دی۔ اور آخر کار اپنی آزاد سلطنتیں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انگریزوں کی ترقی نے بھی مغلیہ طاقت کو بہت ضعف پہنچایا ÷

۹- فوج کی کمزوری - مغلیہ فوج میں بھی اب پہلے ایام کی طرح کی جفاکشی اور چستی نہ رہی تھی۔ عام سپاہی کمزور اور کاہل ہو گئے۔ اور افسروں میں رشوت اور بد دیانتی زور پکڑ گئی۔ نیز اب افسر لوگ جنگ کے دوران میں بھی اپنے بیوی بچوں کو ساتھ رکھتے تھے۔ اور اس طرح سے اپنے آپ کو مکمل طور پر فوجی سرگرمیوں میں مصروف نہ رکھا کرتے تھے ÷

۱۰- چند اولوالعزم جرنیلوں نے مختلف صوبوں میں اپنی علیحدہ حکومتیں قائم کر کے مرکزی حکومت کو بہت کمزور کر دیا ÷

Q. 'Babar's dynasty lay under the curse of rebellious sons'. Give facts from the Moghul History in support of this statement. Imp

سوال "بیٹوں کی بغاوت بابر کے خاندان کے لئے ایک مستقل لعنت تھی"۔ اس بیان کو مغلوں کے زمانے کی تاریخ سے واقعات دیکر ثابت کرو۔

بابر نے مرتے وقت ہمایوں کو وصیت کی تھی۔ کہ بھائیوں سے نیک سلوک کرنا۔ چنانچہ ہمایوں نے بادشاہ ہوکر اپنے بھائیوں کو اچھے اچھے علاقے دیئے۔ لیکن جب ہمایوں کو شیرشاہ نے شکست دی۔ تو ان بھائیوں نے ہمایوں کی مدد کی بجائے شیرشاہ سے مل کر اس کے راستے میں بہت سی مشکلات حائل کر دیں۔

اکبر کی تخت نشینی کے بعد اس کے بھائی حکیم مرزا نے پنجاب پر حملہ کر دیا۔ اکبر کے چاہیتے بیٹے سلیم نے بھی ۱۶۰۱ء میں اپنے باپ کے برخلاف بغاوت کی۔ جہانگیر کے بادشاہ بنتے ہی اس کے بیٹے خسرو نے بغاوت کی۔ اور بعد ازاں ۱۶۲۳ء میں شہزادہ خرم نے بھی اپنے باپ جہانگیر کے برخلاف دکن میں ہتھیار اُٹھا لئے شاہجہان کے بیٹوں نے اس کی زندگی میں ہی تخت نشینی کے لئے لڑنا شروع کر دیا۔ اور آخر اورنگ زیب نے کامیاب ہوکر باپ کو قید کر دیا۔

اورنگ زیب جیسا محتاط اور شکی مزاج بادشاہ بھی اس خاندانی لعنت سے بچ نہ سکا۔ اس کے بیٹے شہزادہ اکبر نے ۱۶۷۹ء میں اپنے باپ اورنگ زیب کے برخلاف بغاوت کی۔ اور راجپوتوں سے جا ملا۔

اورنگ زیب کے بعد جو بھی بادشاہ ہُوا۔ اس نے اپنے عزیز و اقارب کو قتل کر کے تخت حاصل کیا۔ اور اُن کے زمانے میں بیٹوں اور بھتیجوں کی بغاوتیں عام ہو گئیں۔

ان تمام واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ مغلیہ خاندان کے زمانے میں شہزادوں کی اپنے باپ کے برخلاف بغاوت۔ بھائیوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنا اور تخت نشینی کے بعد تمام شہزادوں کا بلاقصور تلوار کے گھاٹ پار اتارا جانا ایک مستقل لعنت بن چکی تھی ٭

Q Who were the Marhattas? What do you know of their country and character? What were the causes that helped to promote national unity among them?

سوال - مرہٹے کون تھے - ان کے ملک اور خصائل کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ نیز وہ اسباب بتاؤ - جنہوں نے ان میں قومی یکجہتی پیدا کرنے میں مدد دی ٭

مرہٹے اور ان کا ملک

صوبہ بمبئی اور اس کے آس پاس کا علاقہ قدیم زمانے میں مہاراشٹر کہلاتا تھا - اور یہاں کے باشندوں کو مرہٹے کہتے ہیں - یہ علاقہ عموماً پہاڑی ہے - زمین ناہموار اور گذرگاہیں کم ہیں - اور جو ہیں۔ وہ بہت دشوار گذار ہیں - ان پہاڑوں میں جا بجا قلعے بنے ہوئے ہیں۔ بارش بہت زیادہ ہوتی ہے - اور جنگلات بیشمار ہیں - ان طبعی حالات نے مرہٹوں کو بہادر - جفاکش اور جنگجو بنا دیا ہے - مرہٹوں کے لئے دشمن کا مقابلہ کرنے کے واسطے اس ملک کے پہاڑی قلعے اور جنگلات بہت مفید ہیں ٭

خصائل

مرہٹے قد کے چھوٹے - مضبوط اور محنتی ہوتے ہیں۔ قدرت نے ان میں لڑنے کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - وہ چست چالاک اور مصیبتیں اٹھانے کے عادی ہیں - ان کے پہاڑی قلعے قدیم زمانے سے ان کی پناہ گاہیں رہے ہیں - اگرچہ

دکن کی مسلمان ریاستوں نے ان کے علاقے کو آپس میں بانٹا ہوا تھا۔ لیکن در اصل پہاڑی علاقوں کے مرہٹہ سرداروں کی ماتحتی برائے نام ہی تھی ٭

قومی یک جہتی کے اسباب

۱- مہاراشٹر پہاڑی علاقہ ہے۔ جہاں پیداوار کم ہوتی ہے۔ اور کاشت کے لئے زمین بہت تھوڑی ہے۔ اس لئے یہ لوگ آزادی پسند اور محبِ وطن ہیں ٭

۲- اکثر مرہٹے بیجاپور۔ گولکنڈہ اور احمد نگر کی اسلامی سلطنتوں میں فوج میں ملازم تھے۔ ان میں سے بعض اعلیٰ عہدوں پر بھی ممتاز تھے۔ اس طرح سے ان لوگوں کو بہت عرصے سے سپاہیانہ فنون کی مہارت ہو چکی تھی ٭

۳- مرہٹہ مذہبی لیڈروں۔ گورو رام داس اور بھگت ٹکارام نے ان کے اندر قومیت۔ مساوات۔ بھگتی اور ایک دوسرے سے محبت کے جذبات بھر دیئے تھے ٭

۴- اسلامی ریاستوں میں بہت سا عرصہ اعلیٰ اور ذمہ دار عہدوں پر کام کرنے کے باعث ان کے دلوں میں انتظامِ حکومت کی اہلیت اور آزادی کی تڑپ پیدا ہو چکی تھی ٭

۵- وہ تمام اسباب جن سے قومیں اٹھا کرتی ہیں۔ مرہٹوں کے اندر موجود تھے۔ صرف ایک کسر باقی تھی۔ کہ کوئی شخص ان کی منتشر طاقتوں کو یکجا کر کے اُن سے کام لے سکے۔ یہ کسر قدرت نے سیواجی کو بھیج کر پوری کر دی ٭

Q. Give a brief life history of Sivaji and account for his success, also write a short note on his administration (P.U. 1918, 23, 30, 33) Imp.

سوال - سیواجی کی زندگی کے حالات اور اس کی کامیابی کے وجوہات بیان کرو - نیز اس کے انتظام سلطنت پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔

سیواجی کی پیدائش و پرورش

سیواجی ۱۶۲۷ء میں بھونسلا خاندان کے ایک مرہٹہ جاگیردار شاہ جی کے ہاں پیدا ہوا - اس کا باپ شاہ جی شاہ بیجاپور کے ہاں ایک اعلیٰ عہدے پر ممتاز تھا - اور پونا کا علاقہ اسے جاگیر میں ملا ہوا تھا - سیواجی کی ماں جیجی بائی ایک نیک اور پارسا عورت تھی - جب شاہ جی کو شاہِ بیجاپور نے کرناٹک کا صوبہ دار مقرر کر کے بھیج دیا - تو اس نے سیواجی اور اس کی ماں کو پونا بھیج دیا - اس طرح سے سیواجی کی پرورش اور تعلیم کا بوجھ اس کی ماں جیجی بائی اور گرو دادا جی کانڈ دیو جو پونا کی جاگیر کا مینیجر بھی تھا پر پڑا - یہ دونو بزرگ مذہبی رنگ میں رنگے ہوئے تھے - اس لئے سیواجی نے ان سے رامائن اور مہابھارت کے مذہبی کارنامے اور جنگی قصے سن سن کر مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا - جب سیواجی ذرا بڑا ہوا - تو دادا جی نے نشانہ بازی - شہسواری - تیراندازی - اور دیگر جنگی فنون میں تعلیم دینے کے علاوہ جاگیر کے انتظام کے طریقوں سے بھی پورے طور پر واقف کر دیا۔

ابتدائی فتوحات

سیواجی نے انیس سال کی عمر میں بیجاپور کے ایک قلعے تورنیا پر قبضہ کر لیا - اس قلعے کے کھنڈرات سے ایک بڑا خزانہ مل جانے پر سیواجی نے اس خزانہ سے ایک اور قلعہ تعمیر کرایا - جس کا نام راج گڑھ رکھا - بعد ازاں رائے گڑھ - پورندھر اور کئی اور قلعوں پر

قبضہ کر لیا۔ شاہی خزانہ پاس سے گزر رہا تھا۔ اسے بھی نہ چھوڑا۔ غصہ میں آکر شاہِ بیجاپور نے سیوا جی کے باپ شاہ جی کو قید کر لیا۔ اس پر سیوا جی نے اورنگ زیب صوبہ دار دکن سے مدد مانگی۔ اور اپنے علاقہ کو شاہِ دہلی کے ماتحت کر دیا۔ لہذا شاہجہان نے سفارش کر کے شاہ جی کو رہائی دلائی۔ اب سیوا جی نے اورنگ زیب سے مل کر بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو کھلم کھلا لوٹنا شروع کر دیا۔

بیجاپور سے جنگ

افضل خاں کا قتل۔ جب ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب تخت نشینی کی جنگ کے باعث شمال کو چلا گیا۔ تو شاہِ بیجاپور نے افضل خاں کے ماتحت ایک لشکر جرار بھیج کر مرہٹوں کو کچلنا چاہا۔ سیوا جی کے پاس اس کے مقابلہ کے لئے فوج نہ تھی۔ اس لئے اس نے حکمتِ عملی سے کام لے کر افضل خاں کو ملاقات پر راضی کر لیا۔ اور ملاقات کرتے وقت شیر پنجہ سے اس کی آنتیں نکال ڈالیں۔ جس سے وہ فوراً مر گیا۔ اُسی وقت مرہٹہ سپاہیوں نے جو پہلے سے ہی بیجاپوری لشکر کے ارد گرد چھپے ہوئے تھے۔ افضل خاں کی فوج پر حملہ کر کے ان کا سارا سامان لوٹ لیا۔ ان میں سے بہت سے مارے گئے۔ اور باقی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اس شکست کے بعد سلطان بیجاپور نے ایک اور فوج مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے بھیجی۔ لیکن اسے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ لاچار ۱۶۶۲ء میں شاہِ بیجاپور نے سیوا جی کو راجہ تسلیم کر کے اس سے صلح کر لی۔

مغلوں سے جنگ

۱۔ بیجاپور سے فارغ ہو کر اب سیوا جی نے مغلیہ علاقہ پر ہاتھ صاف کرنے شروع کئے۔ اور اورنگ آباد تک کا علاقہ لوٹ لیا۔ اس پر اورنگ زیب

نے ۱۶۶۳ء میں اپنے ماموں شائستہ خاں صوبہ دار دکن کو سیواجی کی بیخ کنی پر مامور کیا - سیواجی نے شائستہ خان کو ملک کے اندر آنے دیا - حتےٰ کہ وہ پونا پر قابض ہو گیا - لیکن ایک رات برات کے بہانے سیواجی اپنے چار سو جوانوں کو ساتھ لے کر شہر میں داخل ہو گیا - اور مغلوں پر حملہ کر دیا - شائستہ خاں دو انگلیاں کٹوا کر بھاگا - مگر اس کا بیٹا اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔

۲- اس کے بعد اورنگ زیب نے راجہ جے سنگھ اور شہزادہ معظم کو سیواجی کے مقابلہ میں بھیجا - راجہ جے سنگھ نے اس کے بہت سے علاقے کو فتح کر کے اسے پورندھر کے قلعے میں گھیر لیا - سیواجی نے مجبور ہو کر صلح کر لی - اور بیس قلعے بادشاہ کے حوالے کر کے بارہ بطور جاگیر اپنے پاس رکھے - اور بیجاپور کے برخلاف مغل افواج کی مدد کا اقرار کیا - بادشاہ کی طرف سے سیواجی کے بیٹے سنبھاجی کو پانچہزاری منصب عطا ہُوا - اور باپ بیٹا دونو کو دربار میں آنے کی دعوت دی - لیکن جب یہ دونو اورنگ زیب کے دربار میں پہنچے - تو ان سے ہتک آمیز سلوک کیا گیا - اور آخر کار بادشاہ نے دونو کو قید کر لیا - لیکن سیواجی اور سنبھاجی مٹھائی کے ٹوکروں میں بیٹھ کر نکل گئے - اس کے بعد سیواجی نے پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر مغلیہ علاقے کو لوٹنا شروع کر دیا۔

۳- دو سال بعد اورنگ زیب نے تیسری مہم راجہ جسونت سنگھ کی سالاری میں روانہ کی - لیکن اسے بھی کامیابی نہ ہوئی - اس پر اورنگ زیب نے سیواجی کو راجہ تسلیم کر لیا۔

۱۶۷۴ء میں سیواجی نے رائے گڑھ کو دار الخلافہ بنا کر

اپنی رسم تاجپوشی ادا کی - بعد ازاں جنجی - ویلور اور کئی اور قلعوں کو فتح کیا - آخر ۱۶۸۰ئہ میں ۵۳ سال کی عمر میں رائے گڑھ کے مقام پہ انتقال کیا ۔

سیواجی کی کامیابی کے اسباب

۱- قدرت نے سیواجی کو ایک بہادر سپاہی - قابل جرنیل اور منتظم افسر بنا دیا تھا ۔

۲- مرہٹوں کے اندر اُن سنتوں مذہبی رہنماؤں کے طفیل آزادی کی تڑپ پیدا ہو چکی تھی - صرف لیڈر کی ضرورت تھی - اور یہ کمی سیواجی نے پوری کر دی ۔

۳- دکن کی مسلمان سلطنتیں شاہ دہلی سے اپنی حفاظت کی تیاریوں میں مصروف تھیں - اس لئے وہ سیواجی کی طرف بہت کم توجہ دے سکیں ۔

۴- سیواجی کا طریقہ جنگ انوکھا تھا - وہ دشمن سے جم کر کبھی نہ لڑتا تھا - بلکہ ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا تھا - اور اپنے ہلکے پھلکے سواروں سے دشمن کے بھاری بھرکم رسالوں کی رسد رسانی میں سدِّ باب ہو کر انہیں اتنا تنگ کرتا تھا - کہ انہیں مجبوراً اس کی شرائط پر صلح کرنی پڑتی تھی ۔

سیواجی کا انتظامِ سلطنت

سیواجی نے اپنے علاقے کو دو حصوں میں منقسم کیا ہوا تھا - ایک کو سوراج کہتے تھے - اور دوسرے کو مغلئی - سوراج براہِ راست سیواجی کے ماتحت تھا - اور مغلئی وہ علاقہ تھا - جو مسلمان ریاستوں کے ماتحت تھا - لیکن سیواجی وہاں سے چوتھ اور سردیشمکھی وصول کیا کرتا تھا ۔

۱- مُلکی انتظام انتظام سلطنت میں آسانی اور مشورے کے لئے سیواجی نے آٹھ وزرا کی ایک کونسل بنائی ہوئی تھی - جسے اشٹ پردھان کہتے تھے - ہر ایک پردھان یا وزیر ایک ایک محکمہ کا ذمہ دار ہوتا تھا - وزیر اعظم ہمیشہ برہمن ہوتا تھا - اور وہ پیشوا کہلاتا تھا - تمام کام دھرم شاستر کے مطابق ہوتا تھا عورت برہمن اور گائے کی خاص عزّت کی جاتی تھی - اور ہر ایک مذہب کی مقدّس کتب کا احترام کرنے کا حکم تھا - سلطنت آٹھ صوبوں میں منقسم تھی - اور صوبے سرکاروں ، پرگنوں اور گاؤں میں تقسیم کئے ہوئے تھے - ہر ایک صوبہ دار کے ماتحت تعلقہ دار اور دیش ادھیکاری ہوتے تھے - اور گاؤں کے افسرِ اعلیٰ کو پٹیل کہتے تھے - اور وہی زمین کی کاشت اور لوگوں کے عام چال چلن کا نگران ہوتا تھا - اور وہی گاؤں کی پنچایت کا صدر بھی ہوتا تھا ⁘

۲- مالی انتظام سرکاری آمدنی کے ذرائع :- ۱- مالیہ زمین جو پیداوار کے ۲/۵ حصّہ کے برابر ہوتا تھا ⁘

۲- اشیائے درآمد و برآمد پر محصول ⁘

۳- مندروں اور تیرتھوں کے چڑھاوے اور نذرانے ⁘

۴- لوٹ مار کا مال اور مغلئی علاقے کی چوتھ اور سردیش مکھی ⁘

کاشتکاروں کو تقاوی دینے کا عام رواج تھا - یہ تقاوی کسانوں سے آسان قسطوں میں وصول کر لی جاتی تھی ⁘

۳- فوجی انتظام مرہٹہ فوج میں رسالہ اور پیادل فوج دونو ہوا کرتے تھے - نیز ایک ہزار جہازوں اور جنگی کشتیوں کا ایک جنگی بیڑہ اور ۲۰۰ توپیں بھی تھیں ⁘

کمانڈر انچیف کو سیناپتی یا سرنوبت کہتے تھے - اس کے

ماتحت کئی منصب دار تھے - پانچ ہزاری - ایک ہزاری وغیرہ وغیرہ -
سب سے چھوٹا افسر دس سپاہیوں کا سردار تھا - سپاہ کو نقد تنخواہ
ملا کرتی تھی - کسی سپاہی کو عورت ساتھ رکھنے کا حکم نہیں تھا -
لوٹ مار کا مال راجہ کا مال تھا - اور اس کا حساب باقاعدہ رکھا جاتا
تھا - حکم تھا - کہ لڑائی کی حالت میں بھی کاشتکاروں اور عورتوں کو
کوئی تکلیف نہ دی جاوے ۔

سیواجی کا چال چلن

سیواجی بڑا بہادر سپاہی اور اعلیٰ
درجہ کا منتظم جرنیل تھا - اسے اپنے
مذہب سے بڑی محبّت تھی - مگر دوسروں کے مذہب کو بھی نفرت کی
نگاہ سے نہ دیکھتا تھا ۔

خانی خاں لکھتا ہے - کہ "سیواجی مسجدوں - عورتوں اور
قرآن شریف کی بے حرمتی کی کبھی اجازت نہ دیتا تھا" -
لوٹ مار کے وقت ایک دفعہ قرآن شریف کی ایک جلد اس کے ہاتھ
آگئی - جسے اس نے بڑے احترام سے رکھا اور بعد میں ایک
مسلمان کو دیدیا - وہ غریبوں - کسانوں - عورتوں - گائے اور
برہمن کا خاص محافظ اور مددگار تھا - وہ لکھا پڑھا نہ تھا -
لیکن بڑا معاملہ فہم انسان تھا - ضرورت کے وقت دغا اور
فریب سے کام لینا بُرا نہ سمجھتا تھا - قدرت نے اس کو
لیڈر پیدا کیا تھا - اس نے مرہٹوں کی بکھری ہوئی طاقت کو یکجا
اور متحد کر کے ان میں قومیت کی ایک نئی روح بھردی - اور
اسلامی سلطنت کے مقابلے میں دکن میں ایک بڑی زبردست ہندو
ریاست کھڑی کردی ۔

Q. Write short notes on Chauth, Sardesh-Mukhi and the Marhatta method of warfare.

سوال - چوتھ - سردیش مکھی اور مرہٹوں کے طریقِ جنگ پر نوٹ لکھو۔

چوتھ - ایک قسم کا ٹیکس تھا - جو مرہٹے ان علاقوں سے وصول کرتے تھے - جو ان کی لوٹ مار سے بچنا چاہتے تھے - یہ ٹیکس کل مالیہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہوتا تھا۔

سردیش مکھی - یہ بھی ایک ٹیکس تھا - جو خاص خاص قسم کے علاقوں سے ان کی مال گزاری کی رقم کے $\frac{1}{10}$ حصہ کے برابر ہوتا تھا۔

مرہٹہ طریقِ جنگ - مرہٹے دشمن سے کھلے میدان میں جم کر نہیں لڑا کرتے تھے - بلکہ وہ پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ جاتے اور اس تاک میں رہتے کہ کب موقعہ ملے - اور وہ دشمن پر بے خبری میں حملہ کرکے اسے تباہ کر دیں - وہ اکثر دشمن کی رسد رسانی میں روکاوٹ ثابت ہوتے تھے - جب دشمن کا کوئی دستہ رسد لینے کے لئے اصلی فوج سے الگ ہو جاتا - تو وہ عموماً اس پر حملہ کرکے اسے قتل کر دیا کرتے - اور سامانِ رسد کو لوٹ لے جاتے تھے - مرہٹوں کی خوراک بھی بہت سادہ تھی - اور وہ فوج کشی کے وقت نہایت مختصر سامان اپنے ساتھ رکھتے تھے - جس کے باعث اُنہیں رسد رسانی کی ضرورت نہ تھی - اس کے علاوہ وہ بڑے پھرتیلے اور چست تھے - ان کے پہاڑی ٹٹو بھی آسانی سے پہاڑ پر چڑھ جاتے تھے - اس کے برعکس مغل سپاہی بہت سا سامان ساتھ رکھتے تھے - اور ان کا کیمپ میلوں لمبا ہوتا تھا - بعض اوقات مرہٹے اس کیمپ کے ایک حصہ پر حملہ کرکے لوٹ کر چلے بھی جاتے تھے - اور تب جاکر دوسرے حصہ کے لوگوں کو خبر ہوا کرتی تھی - اس کے علاوہ مرہٹوں کی جنگ ان کے اپنے ملک میں تھی - جس کے چپہ چپہ سے وہ واقف تھے - اور یہ واقفیت ان کو بھاگنے اور چھپنے میں بڑی

دد دیتی تھی - اس طریق جنگ کو گوریلا طریق جنگ کہتے ہیں؛

Q Write a shot note on the successors of Sivaji.

سوال - سیواجی کے جانشینوں کا مختصر حال بیان کرو -

سنبھاجی سیواجی کی وفات کے بعد ۱۶۸۰ء میں اس کا بیٹا سنبھاجی راجہ بنا - لیکن وہ اپنے باپ کی طرح لائق اور بہادر نہ تھا - نیز وہ بڑا عیاش تھا - ۱۶۸۹ء میں مغلوں کے ایک دستہ نے اسے سنگ میشورم کے مقام پر گرفتار کر لیا - اور عالمگیر نے اسے سخت کلامی کی پاداش میں قتل کرا دیا - اور اس کے بیٹے ساہو کو قید کر دیا؛

راجہ رام سنبھاجی کی وفات پر سیواجی کا دوسرا بیٹا راجہ رام مرہٹوں کا سردار بنا - اور وہ ۱۷۰۰ء تک مغلوں سے جنگ کرتا رہا؛

تارا بائی ۱۷۰۰ء میں اپنے خاوند راجہ رام کی وفات پر پہلے تو اپنے لڑکے سیواجی دوم کی اور اس کی وفات پر سوتیلے لڑکے سنبھاجی دوم کی سرپرست بنی - اور ۱۷۰۷ء تک اس نے بھی مغلوں سے جنگ جاری رکھی؛

ساہو ۱۷۰۷ء میں بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر ساہو کو آزاد کر دیا - اس کے مہاراشٹر میں آنے پر مرہٹوں میں خانہ جنگی ہو پڑی - ایک فریق تو ساہو کا طرفدار ہوگیا اور دوسرا تارا بائی اور سنبھاجی کا - لیکن جلدی ہی ان دونو فریقوں میں سمجھوتہ ہوگیا - جس کے مطابق ساہو مرہٹوں کا راجہ بنا - اور کولہاپور کا راج سنبھاجی کو دیدیا گیا؛

چونکہ ساہو نے مغلوں کی قید میں پرورش پائی تھی - اس لئے نہ تو وہ تلوار چلانی جانتا تھا اور نہ ملک کے انتظام کی اہلیت رکھتا تھا۔ لیکن مرہٹوں کی خوش قسمتی سے اسے ایک قابل وزیر بالا جی وشوا ناتھ مل گیا - جس کو اس نے پیشوا بنا دیا - اور ۱۷۱۴ء میں پیشوائی کی گدی اس کے خاندان میں موروثی کر دی - اس کے بعد پیشوا مرہٹوں کے اصلی حاکم اور کرتا دھرتا ہو گئے - اور سیوا جی کے خاندان کے راجہ ان کے پنشن خوار بن گئے۔

پیشواؤں کا شجرہ نسب

- پیشوائے اوّل — بالا جی وشوا ناتھ — ۱۷۱۴ء سے ۱۷۲۰ء
- پیشوائے دوم — باجی راؤ — ۱۷۲۰ء سے ۱۷۴۰ء
- پیشوائے سوم — بالا جی باجی راؤ — ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۱ء
- رگھوبا یا رگھوناتھ راؤ
- پیشوائے چہارم — مادھو راؤ — ۱۷۶۱ء سے ۱۷۷۲ء
- پیشوائے پنجم — نارائن راؤ — ۱۷۷۲ء سے ۱۷۷۳ء
- پیشوائے ششم — مادھو راؤ نرائن — ۱۷۷۳ء سے ۱۷۹۵ء
- پیشوائے ہفتم — باجی راؤ ثانی — ۱۷۹۶ء سے ۱۸۱۹ء

Q Give a brief account of the reign of the first Peshwa.

سوال - پہلے پیشوا کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو۔

بالاجی وشوا ناتھ پیشواؤں کے خاندان کا بانی تھا۔
وہ ایک نہایت لائق اور مدبّر انسان تھا۔ اس نے مرہٹہ
سرداروں کو اجازت دیدی۔ کہ وہ دشمنوں کے علاقوں کو فتح
کر کے اپنی جاگیروں کو وسعت دیں۔ ان سرداروں کو چند
شرائط کے ماتحت اپنی ریاست کے اندر مکمل اختیارات حاصل
تھے۔ انہیں ریاست کی کل آمدنی کا $\frac{1}{3}$ حصّہ پیشوا کے خزانہ
میں داخل کر کے باقی آمدنی سے اپنی ریاست کا انتظام کرنا
ہوتا تھا۔ دوسرے ضرورت کے وقت ان کے لئے اپنی فوج
اور سامانِ جنگ وغیرہ سے پیشوا کی مدد کرنی لازمی ہوتی
تھی۔ اس انتظام سے بہادر اور لائق مرہٹہ سرداروں نے
خوب فائدہ اُٹھایا۔ اور اپنی ریاستوں کو بہت وسعت دی۔
لیکن یہی طریق مرہٹوں کے زوال کا باعث بھی بن گیا۔ کیونکہ
جب ان ریاستوں کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ تو اُنہوں نے
پیشوا کی اطاعت سے سر پھیرنا شروع کر دیا۔ اور اس
طرح سے مرہٹہ جتھے کی یک جہتی اور اتحاد کو تباہ کر
دیا۔ بالاجی وشوا ناتھ نے سیّد بھائیوں کی مدد کر کے
فرخ سیر بادشاہِ دہلی کو قتل کرایا۔ اور اس کی
جگہ محمد شاہ کو تخت دلایا۔ اِس خدمت کے

عوض میں محمد شاہ نے مرہٹوں کو مہاراشٹر میں خود مختاری اور دکن
کے مغلیہ علاقوں سے چوتھ اور سردیش مکھی وصول کرنے کا پروانہ
عطا کیا - اس کے جلدی ہی بعد بالاجی وشوا ناتھ ۱۷۲۰ء میں فوت
ہو گیا ۔

Q. Who was the greatest Peshwa? Give a short account of his reign. Imp.

سوال - سب سے بڑا پیشوا کون تھا - اس کے زمانے کے واقعات
بیان کرو ۔

بالاجی وشوا ناتھ کی وفات پر اس کا بیٹا باجی راؤ پیشوا بنا۔
یہ پیشوا سب پیشواؤں سے طاقتور - قابل اور بڑا گنا جاتا ہے -
اس کے زمانے کے واقعات حسب ذیل ہیں ۔

۱- اس نے گجرات پر حملہ کر کے وہاں مرہٹہ حکومت قائم کی - اور
۱۷۳۱ء میں سارے گجرات سے چوتھ اور سردیش مکھی وصول کی۔

۲- ۱۷۳۷ء میں اس نے دہلی پر چڑھائی کی اور نظام الملک کو
شکست دے کر نربدا اور چنبل کے درمیانی علاقہ اور
مالوہ پر قبضہ کر لیا ۔

۳- پرتگیزوں سے سالسٹ اور بسین کے جزیرے فتح کر کے
اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ۔

۴- باجی راؤ کے عہد میں چند مرہٹہ سرداروں نے بہت زور
پکڑ لیا - اور اپنی جاگیروں کو بہت وسعت دی - پیشوا نے ان
سب کو متحد کر کے مرہٹہ سرداروں کا ایک جتھا بنایا - جسے
مرہٹہ کنفیڈریسی کہتے ہیں - پیشوا اس جتھا کا سردار مانا گیا -
ان سرداروں میں مشہور چار تھے - (۱) راگھوجی بھونسلا والئے

ناگپور ⁂ (۲) ملہار راؤ ہلکر والئے اندور ⁂ (۳) رانو جی سیندھیا والئے گوالیار ⁂ (۴) پلاجی گائیکواڑ والئے بڑودہ - ۱۷۴۰ء میں اس پیشوا نے انتقال کیا ⁂

Q Give a brief account of the reign of Balaji Baji Rao and state concisely the causes, main events and effects of the Third Battle of Panipat
(P. U. 1939) Imp

سوال - پیشوا بالاجی باجی راؤ کے عہد حکومت کا مختصر حال لکھو - نیز پانی پت کی تیسری لڑائی کی وجوہات واقعات اور نتائج کو اختصار سے بیان کرو ⁂

بالاجی باجی راؤ ۱۷۴۰ء سے ۱۷۶۱ء

باجی راؤ کی وفات پر ۱۷۴۰ء میں بالاجی باجی راؤ پیشوا مقرر ہوا - یہ پیشوا خود اتنا لائق اور بہادر نہ تھا - لیکن اس کا چچیرا بھائی سدا شیو راؤ اعلیٰ درجہ کا سیاستدان اور مدبر تھا - پیشوا نے اس کو اپنا مشیر بنا لیا - اور اپنے بھائی رگھوبا کو فوج کی کمان دیدی ⁂

واقعات

۱ - بنگال سے چوتھ - ۱۷۵۱ء میں راگھوجی بھونسلا نے بنگال کے حاکم علی وردی خاں کو شکست دیکر اڑیسہ کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا - اور بنگال و بہار کے صوبوں کی چوتھ وصول کی - اور علی وردی خاں نے آئندہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ چوتھ ادا کرنے کا وعدہ کیا ⁂

۲ - راگھوبا نے ۱۷۵۸ء میں دہلی سے احمد شاہ ابدالی کے وزیر نجیب الدولہ کو نکال کر وہاں قبضہ کر لیا اور آخر کار پنجاب پر یورش کر کے دریائے سندھ پر اپنے جھنڈے جا گاڑے

احمد شاہ ابدالی کا بیٹا تیمور لاہور چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۳- مرہٹوں نے اودگیر کے مقام پر ۱۷۶۰ء میں نظام حیدر آباد کو شکست دیکر اس سے بہت سا علاقہ اور تاوانِ جنگ وصول کیا۔

۴- مرہٹوں کو احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی تیسری لڑائی میں ۱۷۶۱ء میں شکست فاش دی۔

پانی پت کی تیسری لڑائی
۱۷۶۰-۶۱ء

وجوہات - ۱- پنجاب احمد شاہ ابدالی کی سلطنت کا ایک صوبہ تھا۔ جس پر رگھوناتھ نے ۱۷۵۸ء میں قبضہ کر لیا۔ اس لئے احمد شاہ ابدالی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف بڑھا۔

۲- شجاع الدولہ نواب اودھ اور نجیب الدولہ روہیلہ مرہٹوں کے اقتدار سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دونو بھی اپنی افواج کے ساتھ افغانوں سے مل گئے۔

واقعات - مرہٹوں کی فوج کا سپہ سالار سداشیو راؤ تھا۔ اور ہلکر۔ سیندھیا وغیرہ تمام مرہٹہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ اس کے جھنڈے تلے جمع تھے۔ نیز فرانسیسی جرنیل بوسے کا تربیت دیا ہوا توپ خانہ اور رسالہ بھی ابراہیم خاں گاردی کے ماتحت ان کے ساتھ تھا۔ طرفین کی فوجی جمعیت تقریباً برابر تھی۔ اکتوبر ۱۷۶۰ء میں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے ابتدا ہوئی۔ احمد شاہ ابدالی نے جم کر ایک جگہ لڑنے کی بجائے گوریلا وار کا طریقہ اختیار کیا۔ اور تین ماہ تک مرہٹوں کو تنگ کرتا رہا۔ اس عرصہ میں مرہٹوں کی رسد و سامانِ جنگ ختم ہو گیا۔ آخر جنوری ۱۷۶۱ء میں انہوں نے احمد شاہ کی افواج پر

ہلہ بول دیا - بڑے گھمسان کا رن پڑا - اور مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی - سدا شیو راؤ بھاؤ مارا گیا - اور دو لاکھ کے قریب ہندوستانی کھیت رہے +

نتائج - ۱ - اس شکست سے مرہٹوں کی فوجی طاقت بہت کچھ تباہ ہو گئی - اور اُن کی سارے ہندوستان میں مرہٹہ حکومت قائم کرنے کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا +

۲ - پیشوا اسی صدمہ سے مرگیا +

۳ - مرہٹہ جتھے میں پھوٹ کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے -

۴ - اس وقت ہندوستان میں مرہٹے اور افغان اور انگریز تین بڑی طاقتیں تھیں - اس جنگ نے مرہٹوں کے علاوہ افغانوں کو بھی اتنا کمزور کر دیا - کہ اُنہوں نے آئندہ کبھی ہندوستان کا رُخ نہ کیا - اور انگریز ہندوستان میں سب سے بڑی طاقت ہو گئے +

Q. Write a short note on the ancient trade connections between India and Western countries also mention the old trade routes

سوال - ہندوستان اور مغربی ممالک کے مابین قدیمی تجارتی تعلقات اور پرانے تجارتی راستوں پر ایک نوٹ لکھو +

تجارتی تعلقات

ہندوستان نہایت قدیم زمانے سے اپنی خام پیداوار مثلاً کالی مرچ - گرم مصالح - نیل - افیون اور جواہرات نیز ریشمی اور سوتی کپڑے کے باعث ایشیا اور یورپ کے اکثر ممالک میں مشہور چلا آیا ہے - مسیح سے ۳۲۷ سال پیشتر سکندر اعظم کے حملے اور اس کے چند سال بعد سلوکس

سے چندرگپت موریہ کے دوستانہ عہد نامہ نے ان تجارتی تعلقات میں اضافہ کر دیا - جن دنوں یورپ میں سلطنتِ روما اپنے عروج پر تھی اور ہندوستان میں مہاراجہ کنشک راج کر رہا تھا - ہندوستان کا مال خشکی کے راستے قسطنطنیہ پہنچتا اور وہاں سے یورپین منڈیوں میں تقسیم ہوا کرتا تھا - دکن کی بہمنی اور بجے نگر کی سلطنتوں کے عروج کے زمانے میں مغربی ممالک سے ان کے تجارتی تعلقات نہایت اعلیٰ تھے - ان دنوں شمالی ہندوستان کی تجارت اکثر بری راستے سے اور دکن کی تجارت سمندر کے ذریعے ہوتی تھی +

تجارتی راستے

اس تجارت کے لئے تین مشہور راستے تھے -

۱ - بری راستہ - یہ راستہ درہ خیبر سے گذر کر افغانستان - ایران - عراقِ عرب اور ایشیائے کوچک سے ہو کر قسطنطنیہ تک پہنچتا تھا - اُن دنوں بار برداری کا بڑا ذریعہ عموماً اونٹ ہی تھے - اور سوداگر قافلے بنا کر سفر کیا کرتے تھے - قسطنطنیہ سے وہاں کے عیسائی تاجر ہندوستانی مال کو اپنے اپنے ممالک میں لے جاتے تھے - جب تک قسطنطنیہ عیسائیوں کے قبضہ میں رہا - اس راستے سے تجارت کا مال بلا روک ٹوک یورپ میں پہنچتا رہا - لیکن جب ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا - تو اس راستے سے تجارتی مال جانا بھی بند ہو گیا +

۲ - بحری راستہ - دکن کی بندرگاہوں اور سورت و کھمبایت سے ہندوستانی مال جہازوں کے ذریعے بحیرہ عرب اور بحیرہ قلزم کے راستے مصر کی بندرگاہ سکندریہ میں پہنچتا - اور وہاں سے جنوا اور وینس کے اطالوی تاجر اسے اپنی بندرگاہوں میں لے جاتے تھے - اور وہاں سے یہ مال باقی

یورپ میں تقسیم ہوتا تھا +

۳- **بحری اور برّی راستہ** - دکن اور ہندوستان کا مال جہازوں کے ذریعے بحیرہ عرب اور خلیج فارس سے ہوتا ہُوا بصرہ و بغداد کی راہ شام اور مصر کی منڈیوں میں پہنچتا اور وہاں سے اسے وینس اور جنوا کے سوداگر خرید لے جاتے تھے۔

فتح قسطنطنیہ ۱۴۵۳ء

۱۴۵۳ء میں ترکوں نے عیسائیوں سے قسطنطنیہ چھین لیا۔ اور اُن کے درمیان ایک طویل جنگ چھڑ گئی - اور مذکورہ تینوں راستے تجارت کے لئے بہت غیر محفوظ ہو گئے - لہذا یورپ اور ہندوستان کے درمیان تجارت کا سلسلہ تقریباً منقطع ہو گیا - اس لئے یورپین اقوام اب اس تلاش میں لگ پڑیں - کہ کسی طرح سے ہندوستان کا کوئی ایسا راستہ مل جاوے - جو ترکوں کی دستبرد سے محفوظ ہو +

Q. Give a brief account of the rise and fall of the Portuguese Power in India.

سوال - ہندوستان میں پرتگیزوں کی سلطنت کے عروج اور زوال کا مختصر حال بیان کرو +

بحری راستے کی دریافت ۱۴۹۸ء

۱۴۹۸ء میں ایک پرتگیزی جہازران **واسکوڈی گاما** راس اُمید کے گرد گھوم کر افریقہ کے مشرقی علاقے موزنبیق میں پہنچا - جہاں اسے چند ہندوستانی سوداگر ملے - اُن کی مدد سے وہ کالی کٹ آگیا - اور اس طرح سے ہندوستان کا بحری راستہ معلوم کر لیا +

پرتگیزوں کی آمد

کالی کٹ کے راجہ زمورن نے واسکوڈی گاما کی بڑی آؤ بھگت کی - اور اس کو اپنی ریاست میں تجارت کرنے کی اجازت دیدی - اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ کے اندر پرتگیزوں نے اپنی تجارتی کوٹھیاں کالی کٹ - کوچین اور مالا بار کے دوسرے بندرگاہوں میں قائم کر لیں - اور ان کے بحری بیڑے نے مجمع الجزائر مشرقی کے کئی جزیروں اور جنوب مشرقی ایشیا کے کئی بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا +

البوقرق اعظم

۱۵۰۹ء میں البوقرق کو ہندوستان کے پرتگیزی علاقے کا گورنر مقرر کیا گیا - اس وقت دکن کے مغربی ساحل کو ناکارہ اور غیر مفید خیال کیا جاتا تھا - اور اسی لئے اس علاقے میں کوئی زبردست حکومت نہ تھی - چنانچہ البوقرق نے اپنی آمد کے دوسرے ہی سال گوآ کا علاقہ فتح کر لیا - اور اسے اپنا دارالخلافہ بنا لیا - اس کے بعد ۱۵۱۱ء میں جزیرہ ملکا اور ۱۵۱۵ء میں جزیرہ ہرمز اور اس کے جلدی ہی بعد سقوطرہ - لنکا اور بسین پر اپنا قبضہ کر لیا - اس گورنر کے زمانے میں ہندوستان کے مغربی ساحل پر کئی اور مقاموں پر بھی پرتگیزی بستیاں قائم ہو گئیں - البوقرق نے ہندوؤں کے ساتھ رشتے ناطے قائم کر کے اپنے تجارتی تعلقات کو خوب مضبوط کر لیا - اس نے ہندوؤں کے لئے سکول کھولے - انہی سے اپنی فوج کے لئے سپاہی بھرتی کئے - اور انہی کو اپنے دفتروں میں ملازم رکھا - لیکن مسلمانوں سے اسے خدا واسطے کا بیر تھا - وہ انہیں زبردستی عیسائی بناتا - اور طرح طرح سے تکلیف دیا کرتا تھا +

پرتگیزوں کا عروج - البوقرق کے واپس جانے کے بعد

پرتگیزوں نے دمن اور دیو کے جزیرے فتح کر لئے۔ اب بحیرہ عرب کے ساحلی علاقوں اور ساحل کارومنڈل کے کئی بندرگاہوں اور سمندروں پر پرتگیزوں کا ہی راج ہو گیا۔ یہاں تک کہ ان کی اجازت کے بغیر کوئی جہاز ان سمندروں سے گزر بھی نہ سکتا تھا۔

پرتگیزوں کے زوال کے اسباب

۱۔ جب تک یورپ کی کوئی اور قوم ہندوستان میں نہ آئی۔ پرتگیز سمندر کے مالک رہے۔ لیکن انگریزوں اور ولندیزوں کی آمد نے ان کے زور کو توڑ دیا۔

۲۔ پرتگال کا علاقہ سپین کے قبضے میں چلا گیا۔ اس لئے پرتگیزی بستیوں کو اپنے اصلی وطن سے کسی قسم کی فوجی مدد نہ مل سکی۔

۳۔ یہ لوگ ہندوستانیوں کو جبراً عیسائی بناتے تھے۔ اس لئے لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔

۴۔ البوقرق کے جانشین قابل اور مدبر نہ تھے۔

Q. Give a brief account of the rise and fall of the Dutch settlements in the East.

سوال۔ ولندیزوں کے عروج اور زوال کا حال بیان کرو۔

ولندیز پرتگیزوں کو ہندوستان کی تجارت سے مالا مال ہوتے دیکھ کر اہل ہالینڈ نے بھی ہندوستان کی تجارت سے ہاتھ رنگنے چاہے۔ چنانچہ ۱۶۰۲ء میں ولندیزوں نے مشرقی ممالک سے تجارت کرنے کے لئے ایک ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُنھوں نے پرتگیزوں سے کئی بستیاں چھین

ہیں - چونکہ ان دنوں گرم مصالح کی تجارت بڑی فائدہ مند تھی۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان کی جگہ مجمع الجزائر مشرقی کو ہی اپنی کوششوں کا مرکز بنایا - چنانچہ اُنہوں نے پہلے پہل ملایا اور اس کے اردگرد کے علاقوں کو اپنے قبضہ میں کیا - پھر ۱۶۱۹ء میں پرتگیزوں سے جاوا چھین لیا - اور بٹیویا کو اپنا دارالخلافہ بنایا - ۱۶۴۱ء میں ملکا اور ۱۷۵۹ء میں لنکا کا جزیرہ بھی پرتگیزوں سے چھین لیا - اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی سورت - احمدآباد - آگرہ - مچھلی پٹم - چنسرا - قاسم بازار - پٹنہ اور ڈھاکہ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کیں ؞

ان دنوں انگریز بھی ہندوستان میں آنے شروع ہوگئے تھے۔ چونکہ ان کی بحری طاقت یورپ میں سب سے زیادہ تھی - اس لئے اُنہوں نے جلدی ہی ولندیزوں کو ہندوستان سے نکال دیا - صرف چنسرا کا ایک مقام ان کے پاس رہ گیا ؞

Q. Describe the early English Settlements in India.

سوال - ہندوستان میں انگریزوں کی ابتدائی بستیوں کا حال لکھو ؞

انگریز بستیاں

۱۶۰۰ء میں لنڈن کے کچھ تاجروں نے ملکہ الزبتھ کی اجازت سے ہندوستان کی طرف تجارت کرنے کے لئے ایک ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی - اس کمپنی نے اپنی پہلی کوٹھی سورت میں کھولی - ۱۶۱۵ء میں سرطامس رو نے بادشاہ جہانگیر سے کمپنی کے لئے چند تجارتی حقوق حاصل کئے - جس پر سورت - احمدآباد اور گوگو کے مقامات پر ان کی تجارتی کوٹھیاں کھل گئیں - ڈاکٹر باٹن نے شاہجہان کی لڑکی

جہاں آرا کا علاج کرکے کمپنی کے واسطے بنگال میں بلا محصول
تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی - اور بنگال میں قاسم بازار-
ہگلی- بالاسور اور پٹنہ کے مقامات پر انگریزی تجارتی کوٹھیاں
کھول دی گئیں - ان ہندوستانی تجارتی کوٹھیوں کے ساتھ ہی انہوں
نے مجمع الجزائر مشرقی میں بھی تجارت کرنی چاہی جس پر ولندیزوں
نے ایمبائنا کے مقام پر بہت سے انگریزوں کو قتل کر دیا- اور
باقی وہاں سے بھاگ آئے - اس کے بعد انگریزوں نے مجمع الجزائر
مشرقی کو بالکل چھوڑ دیا- اور اپنی ساری توجہ ہندوستان کی تجارت کی
طرف لگانی شروع کر دی- ۱۶۳۹ء میں راجہ چندر گری سے
کچھ زمین خرید کر مدراس کی بنیاد ڈالی - اور قلعہ سینٹ جارج
تعمیر کرایا- ۱۶۶۸ء میں چارلس دوم نے بمبئی کا جزیرہ جو اسے
اپنی ملکہ کیتھرائن کے جہیز میں ملا تھا- دس پونڈ سالانہ کرایہ پر
ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدیا- اس بادشاہ نے کمپنی کو اپنا سکہ چلانے
اور اپنی حفاظت کے لئے لڑائی لڑنے کا حق بھی عطا کیا- ۱۶۸۶ء میں
اورنگ زیب نے ناراض ہوکر انہیں بنگال سے نکال دیا- لیکن ان
کے معافی مانگنے اور جرمانہ ادا کرنے پر ۱۶۹۰ء میں پھر سابقہ
رعایات عطا کر دی گئیں + ۱۶۹۰ء میں کلکتہ کی بنیاد رکھی اور ۱۶۹۵ء
میں قلعہ فورٹ ولیم بنوانا شروع کیا۔

۱۶۹۸ء میں کچھ انگریز تاجروں نے ایک اور کمپنی بنائی- جس کا مقصد
بھی مشرقی ممالک سے تجارت کرنا تھا- آخر ۱۷۰۸ء میں پرانی اور
نئی دونو کمپنیاں بنا کر ایک ایسٹ انڈیا کمپنی بنا دی گئی ٭

Q. Give a short account of the French East India Company.

سوال - فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کا کچھ حال بیان کرو۔

فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی

یورپ کی دیگر اقوام کی خوشحالی کو دیکھ کر فرانسیسیوں نے بھی ہندوستان کی تجارت کے لئے ۱۶۰۴ء میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی - ۱۶۶۴ء میں ایک اور فرانسیسی کمپنی کھل گئی - جس نے سورت اور مچھلی پٹم میں کوٹھیاں کھول لیں - اور ۱۶۷۴ء میں شاہ بیجاپور سے کچھ زمین خرید کر پانڈی چری کی بنیاد رکھی۔ اس طرح بنگال میں چندر نگر اور ساحلِ مالابار پر ماہی کے مقامات پر بھی فرانسیسیوں نے اپنا قبضہ جما لیا - فرانسیسی گورنر ڈوما نے مرہٹوں سے اپنی بستیوں کی حفاظت کے لئے ہندوستانیوں کی ایک باقاعدہ فوج بھرتی کر کے اسے فرانسیسی افسروں کے ذریعے تربیت دیکر اپنی تجارت کو محفوظ کر لیا۔

۱۷۴۱ء میں ڈوما کی جگہ ڈوپلے پانڈی چری کا گورنر مقرر کر کے بھیجا گیا - اس نے پانڈی چری کا گورنر مقرر ہوتے ہی ہندوستان میں فرانسیسی حکومت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا - اور اس غرض کے لئے اُس نے دیسی رؤسا کے معاملات میں دخل دیکر اپنی طاقت اور رسوخ کو بڑھانا شروع کر دیا - انگریز اس کے اس رسوخ کو برداشت نہ کر سکتے تھے - اس لئے اُنہوں نے بھی فرانسیسیوں کی طرح دیسی رؤسا سے سازباز شروع کر دی - اس کشمکش کا یہ نتیجہ نکلا - کہ انگریزی اور فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنیاں ایک دوسرے کی دشمن بن گئیں۔

دکن میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان حکومت کے لئے جنگ

Q. Briefly describe the political condition of the Deccan before the Carnatic wars.

سوال - کرناٹک کی جنگوں کے آغاز کے وقت دکن کے سیاسی حالات کا مختصر ذکر کرو۔

دکن کی سیاسی حالت

دوست علی اور چندا صاحب۔ ۱۷۲۳ء میں نظام الملک صوبہ دار دکن نے حیدر آباد میں اپنی آزاد ریاست قائم کرلی۔ اس وقت کرناٹک کا علاقہ بھی برائے نام نظام حیدر آباد کے ماتحت تھا۔ اور اس کا پایہ تخت ارکاٹ تھا۔ ۱۷۴۱ء میں مرہٹوں نے کرناٹک سے چوتھ وصول کرنے کے واسطے چڑھائی کی۔ دوست علی نواب ارکاٹ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور اس کا داماد چندا صاحب ترچناپلی کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن ۱۷۴۲ء میں مرہٹوں نے ترچناپلی کو بھی فتح کرکے چندا صاحب کو گرفتار کرلیا۔ اور اسے قید کرکے پونا لے گئے۔

انورالدین نواب کرناٹک

مرہٹوں کے چلے جانے کے بعد نظام الملک نے اپنے جرنیل انورالدین کو نواب کرناٹک مقرر کردیا۔

مرہٹے پونا میں ان دنوں باجی راؤ پیشوا تھا۔ وہ سارے ہندوستان میں مرہٹہ حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔

اس غرض کے لئے وہ اکثر نظام الملک سے برسرِ پیکار رہتا تھا - اور وہ تمام دکن سے چوتھ لینا اپنا حق سمجھتا تھا ✤

تنجور راجہ تنجور مرہٹوں کا باجگذار تھا - اس نے ۱۷۳۸ء میں وفات پائی - اور ریاست کی حکومت کے دو دعویدار پیدا ہو گئے - ان میں سے ایک نے فرانسیسی مدد حاصل کر کے گدی پر قبضہ کر لیا - اور فرانسیسوں کو اس کے عوض میں کاریکل کا شہر دیا ✤

میسور - یہاں ایک ہندو راجہ جنکاجی حکمران تھا - جو دکن کی کھلبلی سے فائدہ اٹھا کر اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہتا تھا -

انگریز اور فرانسیسی - دونو قومیں بظاہر تجارت کر رہی تھیں - لیکن اندرونی طور پر وہ دیسی رؤسا سے سازباز کر کے اپنی سیاسی طاقت کو بڑھانے میں لگی ہوئی تھیں - مشہور مدبر ڈوپلے ۱۷۴۱ء سے پانڈی چری کا گورنر تھا ✤

Q. Give a brief account of the struggle between the English and the French for supremacy in India in the eighteenth century. (P.U. 1921) Imp.

سوال - ہندوستان میں سلطنت قائم کرنے کی خاطر انگریزوں اور فرانسیسوں کی اٹھارھویں صدی کی کشمکش کا مختصر حال بیان کرو -

کرناٹک کی پہلی جنگ
۱۷۴۶ء سے ۱۷۴۸ء

وجوہات - ۱- انگریزی اور فرانسیسی کمپنیوں کی تجارتی رقابت دشمنی کی حد تک پہنچ چکی تھی ✤

۲ - ڈوپلے ہندوستان میں فرانسیسی سلطنت قائم کرنے کے

خواب دیکھ رہا تھا - اور انگریزوں کو اپنے حصولِ مدعا میں رکاوٹ سمجھتا تھا ÷

۳- لڑائی کی فوری وجہ - ۱۷۴۳ء میں یورپ میں آسٹریا کی وراثت کے جھگڑے کی وجہ سے انگریزوں اور فرانسیسیوں میں جنگ شروع ہو گئی - اس پر دونو کمپنیاں دکن میں بھی لڑنے لگ پڑیں ÷

واقعات - ۱- انگریزوں نے پہل کر کے پانڈی چری پر حملہ کیا - لیکن فرانسیسی امیر البحر لابورڈو نے انہیں پسپا کر دیا - اور حملہ کر کے ان سے مدراس بھی چھین لیا - کچھ عرصہ بعد یہ شہر چار لاکھ پونڈ کے عوض انگریزوں کو واپس مل گیا - مگر ڈوپلے مدراس کی واپسی کے خلاف تھا - اس واسطے اس نے معاہدہ کی پرواہ نہ کر کے پھر سے مدراس فتح کر لیا -

۲- ڈوپلے نے انور الدین نواب کرناٹک سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مدراس فتح کر کے نواب کو دے دیگا - لیکن فتح کے بعد اس نے ایسا نہ کیا - اس پر انور الدین نے فرانسیسوں پر حملہ کر دیا - لیکن سینٹ تھوم کے مقام پر شکست کھائی ÷

۳- ڈوپلے نے سینٹ ڈیوڈ کے مقام پر انگریزوں پر حملہ کیا - لیکن ناکام پیچھے ہٹنا پڑا - اور انگریزی کمک کے آ جانے پر انگریزوں نے پانڈی چری کو گھیر لیا - لیکن انہیں بھی کامیابی نہ ہوئی - اور پسپا کر دئے گئے ÷

نتائج - ۱- ۱۷۴۸ء میں یورپ میں دونو اقوام کے درمیان عہدنامہ ایکس لاشیپل کے مطابق صلح ہو گئی - اس لئے

ہندوستان میں بھی جنگ بند کر دی گئی۔ اور مدراس انگریزوں کو واپس مل گیا +

۲- دکن میں فرانسیسی افواج کی جنگی قابلیت کی دھاک بندھ گئی +

۳- یورپین اقوام نے محسوس کیا۔ کہ تھوڑی سی یورپی طرز پر تربیت یافتہ دیسی فوج ایک بڑے دیسی غیر منظم لشکر سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے +

کرناٹک کی دوسری جنگ
۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۵ء

وجوہات - ۱- ۱۷۴۹ء میں نظام الملک کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کا دوسرا بیٹا ناصر جنگ نظام حیدر آباد بنا۔ لیکن اس کے برخلاف مرحوم نظام کے نواسے مظفر جنگ نے بھی تخت کا دعوےٰ کیا۔ اس لئے دونو کے درمیان جنگ ہو پڑی +

۲- انہی دنوں دوست علی سابق نواب کرناٹک کے داماد چندا صاحب نے مرہٹوں کی قید سے رہائی پا کر کرناٹک کی نوابی کا دعوےٰ کیا۔ اور انورالدین کے خلاف ہتھیار اٹھائے +

۳- ڈوپلے دیسی ریاستوں میں اپنا اقتدار بڑھا کر فرانسیسی طاقت کو مستحکم اور وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ناصر جنگ اور انورالدین کے مقابلے میں دونو نئے دعویداروں مظفر جنگ اور چندا صاحب کا ساتھ دیا۔ اور فرانسیسی افواج سے ان کی مدد کی +

واقعات - ۱- مظفر جنگ - چندا صاحب اور فرانسیسیوں کی متحدہ افواج نے کرناٹک پر حملہ کر کے انورالدین کو ۱۷۴۹ء میں امبور کے مقام پر شکست دی۔ انورالدین مارا گیا +

۲- فرانسیسی جرنیل بسّے نے جنجی کے قلعے پر قبضہ کر کے انور الدین کے بیٹے محمد علی کو ترچنا پلی کی طرف بھگا دیا۔ اب چندا صاحب کرناٹک کا نواب بن گیا +

۳- انگریزوں نے فرانسیسی اقتدار کو بڑھتے دیکھ کر ناصر جنگ اور محمد علی کی مدد کی - اور ۱۷۵۰ء میں ناصر جنگ نے انگریزی مدد سے چندا صاحب اور مظفر جنگ کی مشترکہ افواج کو شکست دی۔ لیکن ناصر جنگ کو اس کے اپنے سپاہیوں نے قتل کر دیا۔ اس پر مظفر جنگ نظام حیدر آباد بن گیا - مگر ایک سال کے اندر اسے بھی کسی نے قتل کر دیا۔ اس پر فرانسیسی جرنیل بسے نے نظام کے تیسرے لڑکے صلابت جنگ کو نظام حیدر آباد بنایا - اور اس نے فرانسیسیوں کو ان کی خدمات کے صلے میں شمالی سرکار کا علاقہ عطا کیا +

۴ ۱۷۵۱ء میں چندا صاحب اور فرانسیسی افواج نے ملکر محمد علی کو ترچنا پلی میں محصور کر لیا +

۵- اب انگریزوں نے محسوس کیا - کہ اگر محمد علی مارا گیا - تو سارا دکن فرانسیسی اقتدار میں چلا جاویگا - اس پر کلایو نے گورنر مدراس کی اجازت سے چندا صاحب کے دار الخلافے ارکاٹ پر حملہ کر کے ۱۷۵۱ء میں اسے فتح کر لیا :-

۶- چندا صاحب نے ارکاٹ کو واپس لینے کے لئے اپنے بیٹے رضا صاحب کو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا - جس نے کلایو کو ارکاٹ میں گھیر لیا ۔ ۵۳ دن تک محاصرہ جاری رہا - اس عرصہ میں کلایو نے رضا صاحب کی کوئی پیش نہ چلنے دی - آخر مدراس سے کمک پہنچ گئی - اور مراری راؤ گٹی سردار نے

بھی انگریزوں کی مدد کی - جس پر مجبوراً رضا صاحب کو محاصرہ اٹھانا پڑا۔

۷- اب کلایو نے رضا صاحب کا تعاقب کیا - اور اس کو ارنی کے مقام پر شکست دیکر ڈوپلے فتح آباد کو مسمار کر دیا۔

۸- کلایو اور میجر لارنس اب اپنی افواج کے ساتھ محمد علی کی مدد کو آ پہنچے۔ اور چندا صاحب کو شکست دی - وہ بھاگ گیا - اور آخر راجہ تنجور نے اسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔

۹- انگریزوں نے اب محمد علی کو نواب ارکاٹ بنا دیا - اور کرناٹک میں انگریزی اقتدار بڑھ گیا۔

۱۰- فرانسیسوں نے انگریزی اقتدار کو زائل کرنے کے لئے کوشش کی۔ اور ترچناپلی کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

۱۱- انگریزی تجارت اس جنگ کے دوران میں تباہ ہو گئی - اس پر انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی نے ڈوپلے کے ساتھ صلح کرنی چاہی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ آخر حکومت انگلستان نے فرانس سے صلح کر کے دونو کمپنیوں کے درمیان صلح کرا دی - اور ڈوپلے کو واپس فرانس بلا لیا گیا۔

نتائج - ۱- فریقین نے دیسی رؤسا کے معاملات میں دخل نہ دینے کا اقرار کیا۔

۲- فرانسیسوں نے انگریزوں کے مفتوحہ علاقے واپس کر دیئے۔

۳- محمد علی کو نواب کرناٹک اور صلابت جنگ کو نواب حیدر آباد تسلیم کر لیا گیا۔

۴- ڈوپلے کو واپس فرانس بلا لیا گیا۔

اس جنگ کے خاتمے نے ڈوپلے کی تمام محنت اور قربانیوں پر پانی پھیر دیا۔

کرناٹک کی تیسری جنگ

۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۳ء

وجوہات - یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگ ہفت سالہ شروع ہو گئی - اس لئے ہندوستان میں بھی دونو کمپنیوں نے اعلانِ جنگ کر دیا ۔

واقعات - فرانسیسی حکومت نے کونٹ لالی کو ہندوستان کے فرانسیسی علاقے کا گورنر جنرل بنا کر بھیجا - اور ہدایت کی کہ ہندوستان سے انگریزی اقتدار کا خاتمہ کر دے - چنانچہ ۱۷۵۸ء میں ہندوستان میں آتے ہی اس نے فورٹ سینٹ ڈیوڈ سے انگریزوں کو نکال دیا - اور مدراس کو فتح کرنے کے لئے جرنیل بسے کو شمالی سرکار سے فرانسیسی افواج کے ساتھ بلا لیا- بسے کی غیر حاضری میں کرنیل فورڈ نے شمالی سرکار پر قبضہ کر لیا - اس پر نظام حیدر آباد نے فرانسیسیوں کا ساتھ چھوڑ کر انگریزوں سے دوستی کر لی ۔

جنگِ وندواش - لالی اور بسے کی متحدہ افواج نے مدراس کو گھیر لیا - اور قریب تھا - کہ مدراس پران کا قبضہ ہو جاتا - کہ انگریزی بحری بیڑہ انگریزوں کی مدد کو آن پہنچا - جس پر فرانسیسیوں کو ناکام پیچھے ہٹنا پڑا - ۱۷۶۰ء میں جرنیل آئر کوٹ نے فرانسیسیوں کو وندواش کے مقام پر شکست فاش دی - جرنیل بسے گرفتار ہو گیا اور اس شکست کے ساتھ ہی ہندوستان سے فرانسیسی اقتدار کا بالکل خاتمہ ہو گیا ۔

نتائج - عہدنامہ پیرس - یورپ میں عہدنامہ پیرس کی رُو

سے جنگِ ہفت سالہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اس عہدنامہ کے مطابق فرانسیسوں کو پانڈی چری۔ کاریکل۔ ماہی اور چندرنگر کے مقامات اس شرط پر واپس مل گئے۔ کہ وہ ان کے گرد فصیل نہ بنائیں۔ اور نہ بنگال میں کوئی فوج رکھیں۔ اور آئندہ سے صرف تجارت سے سروکار رکھیں۔

Q. Account for the success of the English and failure of the French in their struggle for supremacy in the Deccan. (P.U. 1914, 21, 32) **Imp.**

سوال۔ فرانسیسی کمپنی کی ناکامیابی اور انگریزوں کی کامیابی کے وجوہات بیان کرو۔

وجوہات

۱۔ فرانسیسی کمپنی فرانس کے تاجروں کی ایک پرائیویٹ کمپنی نہ تھی۔ بلکہ یہ کمپنی حکومتِ فرانس کے ماتحت ایک محکمہ کے طور پر تھی۔ اس لئے کمپنی کے حصہ داروں کو اس کمپنی کی ترقی میں اتنی خوشی نہ ہوتی تھی۔ نیز ڈوپلے نے فرانسیسوں کی کمپنی کو تجارت کرنے کی بجائے فتوحات کے واسطے استعمال کرنا شروع کردیا۔ جس کے باعث کمپنی کو کئی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اور اس کے خزانہ میں روپیہ کی کمی ہوگئی۔ اس کے برخلاف انگریزی کمپنی پرائیویٹ کمپنی تھی۔ اس کے حصہ دار اس کمپنی کی مالی حالت میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ اور پہلے پہل اس کمپنی نے کسی جنگ میں حصہ نہ لیا۔ جس کے باعث اس کے پاس کافی روپیہ جمع ہوگیا۔

۲۔ فرانسیسی کمپنی مالی حالت کے کمزور ہونے کے باعث فرانس کی حکومت کے لئے ایک بوجھ بن گئی۔ لیکن انگریزی کمپنی نے دولتمند ہوجانے کے باعث لاکھوں روپیہ اُس وقت کی حکومت کو

۳۔

قرض دیا *

۲- انگلستان کا بحری بیڑہ فرانس کے بحری بیڑے کی نسبت بہت زیادہ طاقتور تھا- اس لئے وُہ آسانی سے اپنے مقبوضات اور اپنے ملک کی کمپنی کی مدد کو پہنچ سکتا تھا- اس کے برعکس فرانسیسی بیڑے کو ہندوستان آنے کے لئے موقع اور وقت کی تلاش میں رہنا پڑتا تھا- انگلستان کے مسٹر پِٹ نے جنگِ ہفت سالہ میں ۱۷۵۶ء سے ۱۷۶۳ء تک فرانس کو پرشیا سے اس طرح سے لڑائی میں پھنسائے رکھا- کہ وہ ہندوستان میں فرانسیسی کمپنی کی کوئی مدد نہ کر سکا- اس کے برخلاف انگریزوں نے یورپ کے اندر تو روپیہ سے پرشیا کی مدد کی- اور اپنے جہازوں اور فوج سے یورپ سے باہر کے انگریزی مقبوضات کو امداد پہنچائی- اور وہاں سے فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ کر دیا *

۳- بنگال ہندوستان کے سب صوبوں سے زیادہ زرخیز اور دولتمند صوبہ ہے- ۱۷۵۷ء سے یہ صوبہ انگریزوں کے ماتحت ہوگیا- اور اس کے وسیع ذرائع - مال و زر اور سپاہ انگریزوں کے قبضہ میں آ گئے- چنانچہ سر آئر کوٹ یہیں سے فوج لے کر کونٹ لالی کے برخلاف لڑنے کو گیا- اور ۱۷۶۰ء میں وندواش کے میدان میں کونٹ لالی کو شکست دی- اس وقت فرانسیسوں کے پاس کوئی زرخیز علاقہ باقی نہ رہا تھا- جس سے وہ مالی یا جنگی مدد لے سکتے- شمالی سرکار کا علاقہ جہاں سے فرانسیسی جرنیل بسّی فوج وغیرہ کی مدد لے سکتا تھا- ۱۷۵۹ء میں وہاں سے بسّی کے بلا لئے جانے کے بعد فرانسیسوں کے ہاتھ سے نکل چکا تھا- اور فرانسیسوں کی غیر حاضری میں انگریزی کمپنی نے اس پر بھی اپنا قبضہ جما لیا تھا *

۴- فرانسیسی افسر ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے - اور وقت پر ایک دوسرے کی مدد کی بجائے مخالفت کرتے تھے - وہ ذاتی ترقی کے خواہشمند تھے - لیکن انگریزی افسران سرفروش اور وطن دوست تھے - ڈوپلے کے دشمن پیرس میں موجود تھے - جنھوں نے اس کی ہر ایک کمی کو بڑا بھاری نقص بنا کر حکومتِ فرانس کو دکھایا - اور جس نے عین اُس وقت جبکہ فرانسیسی کمپنی کو ہندوستان میں اس کی سخت ضرورت تھی - معزول کر کے فرانس بلا لیا +

ان وجوہات کے باعث انگریزوں نے ہندوستان میں فرانسیسیوں کو شکست دیکر اتنا کمزور کر دیا - کہ وہ ۱۷۶۰ء کی جنگِ وندواش کے بعد پھر کبھی بھی انگریزوں کا براہِ راست مقابلہ نہ کر سکے +

Q. Skatch briefly the career, policy and character of Dupleix and account for his failure to establish a French Empire in India. Imp.

سوال - ڈوپلے کا حال - اس کی پالیسی اور - اس کا چال چلن بیان کرو - اور بتاؤ - کہ وہ ہندوستان میں فرانسیسی سلطنت قائم کرنے میں کیوں ناکامیاب رہا +

ڈوپلے

ڈوپلے ۱۷۳۱ء میں چندر نگر کا گورنر مقرر ہو کر ہندوستان آیا - یہاں اس نے بڑی جانفشانی اور تندہی سے اپنے فرائض کو سرانجام دیا - جس سے اس کی بڑی شہرت ہو گئی - اور حکومت فرانس نے اس کو ۱۷۴۲ء میں پانڈی چری کا گورنر بنا دیا - یہ پہلا یورپین تھا - جس نے ملک کی عام حالت اور مغلیہ سلطنت کی کمزوری کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا - کہ یہاں ایک بدیشی سلطنت بھی قائم ہو سکتی ہے - نیز اس کے

وسیع تجربے نے اسے ذہن نشین کر دیا۔ کہ اگر دیسی سپاہیوں کو باقاعدہ
تربیت دی جاوے۔ تو وہ جنگ میں یورپین فوجیوں سے کسی
حالت میں بھی کم نہیں ہوتے۔ ساتھ ہی اُسے معلوم ہو گیا۔
کہ ہندوستان کے لوگوں میں قومیّت کا مادہ بالکل نہیں۔
اور اگر کوئی بدیشی حاکم انہیں ملازم رکھ لے۔ تو اس بدیشی حاکم
کی خاطر وہ اپنے بھائیوں کے خلاف لڑنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔
چنانچہ اس نے ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے اور یہاں ایک
فرانسیسی سلطنت قائم کرنے کی سر توڑ کوشش کی۔ اور اس غرض کے
لئے اُس نے دیسی سپاہ کو تربیت دیکر قواعد دان بنایا۔ اور دیسی رؤسا
کے معاملات میں دخل دیکر فرانسیسی اقتدار کو بڑھانا چاہا۔ پہلے پہل
تو اس کو اپنے مقصد میں اُمید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اور حیدرآباد
اور ارکاٹ دونو دربار فرانسیسی سرپرستی میں آ گئے۔ لیکن کلایو کے
میدان میں آتے ہی اس کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ فرانسیسیوں
اور اُن کے حمائتیوں کو کئی معرکوں میں شکست ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ
نکلا کہ چندا صاحب کی جگہ انگریزوں کا دوست اور مددگار محمد علی
نواب کرناٹک بن گیا۔ ۱۷۵۴ء میں حکومتِ فرانس نے ڈوپلے کو
معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اور وہ کس مپرسی۔ گمنامی اور مفلسی
کی حالت میں ۱۷۶۴ء میں مر گیا +

چال چلن۔ ڈوپلے فرانس کا ایک بیدار مغز۔ پرجوش اور عالی
حوصلہ سپوت اور بڑا مستقل مزاج۔ اولوالعزم اور منتظم سیاستدان تھا۔
اس نے اپنی جوانی۔ اپنی دولت اور اپنی زندگی فرانس کی خدمت میں
صرف کر دی۔ وہ نازک سے نازک موقعوں پر بھی اپنے ہوش و حواس کو قائم
رکھتا اور اپنے مقصد کو ہر وقت اپنے سامنے رکھا کرتا تھا۔ لیکن وُہ

کلایو کی طرح بہادر اور مردِ میدان نہ تھا - اور کسی قدر خود پسند بھی تھا - اور اسی لئے ڈیپلے اور فرانسیسی سپاہ کے دلوں میں گھر نہ کر سکا - کرناٹک کی دوسری جنگ کو اس کی خلاف مرضی بند کر دیا گیا - اور اسے معزول کر کے فرانس واپس بلا لیا گیا - اور آخر ۱۷۶۴ء میں مفلسی کی حالت میں پیرس میں مر گیا +

Q. Write short notes on Count Lally and Bussy.

سوال - کونٹ لالی اور بسے پر مختصر نوٹ لکھو ۔

کونٹ لالی یہ ایک فرانسیسی جرنیل تھا - جسے حکومتِ فرانس نے جنگِ ہفت سالہ کے شروع ہوتے ہی ہندوستان کے فرانسیسی علاقے کا گورنر جنرل بنا کر بھیجا - اس نے آتے ہی ۱۷۵۸ء میں انگریزوں سے قلعہ سینٹ ڈیوڈ چھین لیا - اور مدراس کا محاصرہ کر لیا - بعد ازاں اس نے بسے کو حیدر آباد سے اپنی مدد کے لئے بلا لیا - یہ اس کی بڑی بھاری سیاسی غلطی تھی - کیونکہ بسے کی حیدر آباد سے غیر حاضری نے انگریزوں کو وہاں اپنا اقتدار جمانے کا موقعہ دیدیا - آخر کار سر آئر کوٹ نے ۱۷۶۰ء میں وندواش کی جنگ میں اسے شکست دی - اس کے ایک سال بعد پانڈی چری بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا - آخر اسے قید کر کے فرانس بھیج دیا گیا - جہاں اس پر مقدمہ چلا کر اسے پھانسی کی سزا دی گئی ۔

بُسّے ایک قابل فرانسیسی افسر تھا - کرناٹک کی جنگوں میں اسے بہت کامیابی ہوئی - مظفر جنگ اور چندا صاحب کو اسی کی کوششوں سے نواب بنایا تھا - صلابتِ جنگ کو بھی اسی نے حیدر آباد کا تخت دلایا - اور اس کی خدمات کے صلے میں نظام نے

فرانسیسوں کو شمالی سرکار کا علاقہ دیدیا۔ ۱۷۵۹ء میں کونٹ لالی نے اسے
حیدر آباد سے واپس بلا لیا۔ جس پر شمالی سرکار پر انگریزوں کا قبضہ
ہوگیا۔ وندوواش کی جنگ میں وہ گرفتار ہوگیا۔ لیکن صلح ہو جانے
پر اسے رہائی مل گئی۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس
کا انتقال ہوگیا۔

بنگال پر انگریزی قبضہ

Q. Write short notes on:—Ali Verdi Khan, Siraj-ud-Daula and the Black Hole.

سوال۔ علی ویردی خاں۔ سراج الدولہ اور حادثہ بلیک ہول پر
نوٹ لکھو۔

علی ویردی خاں سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے دنوں میں
۱۷۲۵ء میں بنگال کے ایک صوبیدار
شجاع الدین نے وہاں خود مختار حکومت قائم کرلی۔ اس کے مرنے پر اس
کا بیٹا نواب بنگال بنا۔ لیکن سلطنت کا اچھی طرح انتظام نہ کرسکا۔ اور
علی ویردی خاں حاکم بہار نے اسے شکست دیکر ۱۷۴۰ء میں بنگال
پر قبضہ کر لیا۔ نیا نواب بڑا عقلمند حکمران تھا۔ اس نے یورپین تاجروں
کو کئی طرح کی تجارتی سہولتیں دیکر صوبہ کی مالی حالت کو بہت فائدہ
پہنچایا۔ ۱۷۵۶ء میں اس نے وفات پائی۔

سراج الدولہ علی ویردی خاں کی وفات پر اس کا نواسہ
سراج الدولہ بنگال کے تخت پر بیٹھا۔ اس
وقت اس کی عمر صرف بیس سال کی تھی۔ اور بڑا عیش پرست

مِندی اور ظالم تھا - نیز اس میں ملک کے انتظام کی قابلیت بھی نہ تھی +

سراج الدولہ کے انگریزوں سے بگاڑ کی وجوہات -

۱- انگریزوں نے کلکتہ بگلی اور اپنی دوسری کوٹھیوں کے گرد حفاظت کے لئے فصیل بنانی شروع کر دی - اور اس پر توپیں چڑھا دیں - سراج الدولہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا - اور فورٹ ولیم کی نو تعمیر کردہ فصیل کے گرانے کا حکم دیا - لیکن انگریز گورنر نے اس حکم کی پرواہ نہ کی +

۲- ایک ہندو سیٹھ کشن داس جس کی دولت کو نواب چھیننا چاہتا تھا - بھاگ کر کلکتہ چلا آیا - نواب نے گورنر کلکتہ کو لکھا کہ سیٹھ کو اس کے حوالے کر دیا جاوے - گورنر کلکتہ نے اس حکم کو بھی ماننے سے انکار کر دیا +

حادثہ بلیک ہول

ان باتوں سے نواب نے غضبناک ہو کر قاسم بازار کی انگریزی کوٹھی کو لوٹ لیا - اور ایک لشکرِ جرار کے ساتھ کلکتہ پر چڑھ آیا - اور اسے فتح کر لیا - ۱۴۶ انگریز قید کر لئے گئے - اور نواب کے اہلکاروں نے انہیں ایک تنگ و تاریک ۱۸ فٹ مربع کوٹھڑی میں بند کر دیا - جون کا مہینہ تھا - اور سخت گرمی کے دن تھے - یہ قیدی ساری رات اس کوٹھڑی میں بند رہے - صبح کو جب دروازہ کھلا - تو صرف ۲۲ انگریز مرد اور ایک عورت زندہ نکلی - باقی سب مر گئے - تاریخ میں یہ واقع بلیک ہول کے حادثہ کے نام سے مشہور ہے (بعض مورخ اس حادثہ کو صحیح نہیں سمجھتے) ۱۹۴۰ء میں بلیک ہول کی یادگار ہٹانے کے لئے زبردست ستیہ گرہ ہوا - کئی گرفتاریاں ہوئیں - اب بنگال گورنمنٹ نے اس یادگار کو ہٹانے کا فیصلہ کر دیا ہے -

اس خبر سے انگریزوں کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی۔ چنانچہ مدراس سے کلایو اور امیرالبحر واٹسن ایک جرار فوج کے ساتھ بنگال کو روانہ ہوئے۔ اور آتے ہی بج بج فتح کر لیا۔ پھر فورٹ ولیم اور کلکتہ کو بھی لے لیا۔ اس پر نواب نے گھبرا کر صلح کر لی۔ اور کمپنی کے نقصانات کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔

Q. Briefly describe the Battle of Plassey and give its importance in the history of India. **Imp.**

سوال۔ جنگِ پلاسی کا مختصر حال اور تاریخ ہند میں اس جنگ کی اہمیت بیان کرو۔

پلاسی کی لڑائی ۱۷۵۷ء

وجوہات۔ ۱۔ نواب سراج الدولہ نے فرانسیسی جرنیل بسّے کو لکھا۔ کہ انگریزوں کو بنگال سے نکالنے میں اس کی مدد کرو۔

۲۔ نواب کے مظالم اور سختیوں سے ہندو اور مسلمان دونوں نالاں تھے۔ چنانچہ نواب کے سپہ سالار میرجعفر اور خزانچی درلب رائے اور سلطنت کے دیگر بڑے بڑے افسروں نے نواب کو تخت سے اتارنے کی سازش کی۔ اور انگریز بھی اس سازش میں شامل ہو گئے۔

واقعات۔ جب سازش مکمل ہو چکی تو کلایو نے نواب سراج الدولہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں اس پر گزشتہ عہد ناموں کے توڑنے اور فرانسیسیوں کی مدد سے انگریزوں کو نکالنے وغیرہ کی تجاویز کرنے کا الزام لگایا۔ نواب نے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر کلایو نے تین ہزار سپاہ اور دس توپوں سے پلاسی کا رُخ کیا۔ نواب کے

پاس اس وقت پچاس ہزار سے زیادہ فوج اور ایک بڑا توپخانہ تھا۔ ۲۳- جون ۱۷۵۷ء کو دونو فوجوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ نواب کی فوج کا بڑا حصّہ میر جعفر کے ماتحت تھا÷

شروع شروع میں تو اس کی افواج نے کوئی جنبش نہ کی۔ لیکن جب دونو اطراف سے سخت گولہ باری شروع ہوگئی۔ تو میر جعفر کی فوج نواب کی فوج سے ایک طرف ہوتی نظر آئی۔ جس پر کلایو نے ہلہ کا حکم دیدیا۔ اب سراج الدولہ نے اپنی سلامتی بھاگنے میں ہی دیکھی۔ اس سے اس کی فوج کے قدم اُکھڑ گئے۔ اور وہ بھی بھاگ گئی۔ سراج الدولہ کو ایک شخص نے بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا۔ اور میر جعفر کے بیٹے میرن نے اسے قتل کرا دیا÷

نتائج:- ۱- میر جعفر نواب بنگال بنایا گیا÷

۲- میر جعفر نے ایک کروڑ روپیہ اور چوبیس پرگنہ کا علاقہ کمپنی کو دیا۔ کلایو اور کمپنی کے دیگر ملازمین کو بھی بہت سا انعام دیا گیا÷

۳- کمپنی کے سارے نقصانات کو پورا کر دیا گیا÷

پلاسی کی لڑائی کی اہمیت

پلاسی کی لڑائی صرف چند گھنٹے رہی۔ طرفین میں سے کسی نے بھی کوئی بہادری کا کارنامہ نہیں دکھایا۔ اور نہ ہی کسی طرف کا کوئی خاص جانی یا مالی نقصان ہوا۔ لیکن نتائج کے لحاظ سے پلاسی کی جنگ نہایت اہم اور فیصلہ کن تھی۔ اس سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ذیل کے فائدے حاصل ہوئے:-

۱- انگریزی کمپنی اب صرف تجارتی کمپنی ہی نہ رہی۔ بلکہ وہ ایک حکمران جماعت بھی ہوگئی۔ نیا نواب بنگال ان کے ہاتھ میں دراصل ایک کٹھ پتلی سے بڑھ کر نہ تھا÷

۲- انگریزوں نے اب بنگال کی دولت اور اس کے دیگر وسیع ذرائع کو ہندوستان سے فرانسیسی رسوخ کو زائل کرنے میں استعمال کرنا شروع کیا اور آخر وہ ۱۷۶۰ء کی ونڈواش کی لڑائی میں فرانسیسیوں کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے۔

۳- پلاسی کی فتح سے ہندوستان کی فتح کا دروازہ کھل گیا +

۴- ایسٹ انڈیا کمپنی کو میر جعفر نے بہت سا روپیہ دیکر اس کی مالی حالت کو بہت حد تک درست کر دیا - اور مختلف تجارتی رعائتیں مل جائے کے باعث کمپنی کی تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہو گیا +

Q. Write a brief note on Uma Chand.

سوال - اوما چند پر ایک مختصر نوٹ لکھو +

سراج الدولہ کے برخلاف سازش کرنے اور کلایو اور میر جعفر کے درمیان معاہدہ کرانے میں ایک بنگالی اوما چند نے بڑا کام کیا - جب سازش مکمل ہو چکی - تو اوما چند نے کلایو کو کہا - کہ کامیابی کی صورت میں مجھے بھی تیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کرو - ورنہ میں نواب کے سامنے جا کر سازش کا بھانڈہ پھوڑ دیتا ہوں - اس پر کلایو نے سرخ اور سفید دو کاغذوں پر معاہدہ لکھا - سفید کاغذ والا معاہدہ اصلی تھا - اس میں اوما چند کو روپیہ دینے کا کوئی ذکر نہ تھا - لیکن سرخ کاغذ والا معاہدہ نقلی تھا - اور اس میں اوما چند کو تیس لاکھ روپیہ دینے کا اقرار لکھا تھا - امیر البحر واٹسن نے اس نقلی معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا - اس پر کلایو نے خود واٹسن کے دستخط کر دیئے +

Q. Who was Mir Jafar and why was he deposod ?

سوال - میر جعفر کون تھا - اور کیوں اسے تخت سے اُتارا گیا ؟

میر جعفر میر جعفر نواب علی ویردی خاں کا بہنوئی - اور سراج الدولہ کی افواج کا سپہ سالار تھا - اس نے کلایو سے مل کر سراج الدولہ کو تخت سے اتارنے اور خود نواب بنگال بننے کی سازش کی - پلاسی کی جنگ کے بعد اسے نواب بنگال بنا دیا گیا - اور اس نے کمپنی کو خوش کرنے کی خاطر اسے بہت سا روپیہ اور علاقہ دیا - نیز اس کے ملازمین کو بھی بھاری رقوم ادا کیں - ان دنوں کمپنی کو بنگال میں اپنی فوج کے اخراجات اور کرناٹک میں فرانسیسوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے روپے کی بہت ضرورت تھی نیز ۱۷۵۹-۶۰ء میں شہزادہ عالی گوہر اور نواب شجاع الدولہ والئے اودھ کے خلاف حملوں پر انگریزوں کا کافی خرچ ہوگیا - اور وہ بھی انہوں نے میر جعفر سے وصول کرنا تھا - نواب کا خزانہ اس خرچ کا متحمل نہ ہوسکا - اس پر اس نے انگریزوں کے قبضے سے نکلنا چاہا - اور کمپنی کے مطالبات کے پورا کرنے میں بھی لیت و لعل کرنے لگا - روپے کی تنگی کے باعث اس نے اپنی رعایا پر بہت سے ٹیکس لگا دئے جس سے لوگ بھی نواب سے بد دل اور برگشتہ ہو گئے - انتظامِ سلطنت میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئیں - آخر اس نے اپنے داماد میر قاسم کو کلکتہ بھیجا - تاکہ وہ انگریزوں کے صلاح مشورے سے بنگال کی مالی حالت کو درست کرنے کی کوئی سکیم مرتب کرے - لیکن اس نے کلکتہ پہنچ کر وہاں کے انگریز گورنر وٹن سٹارٹ سے ۱۷۶۰ء میں ایک عہد نامہ کر لیا - جس کی رو سے انگریزوں نے میر جعفر کو معزول کر کے اُسے نواب بنگال بنا دیا - اور اس کے عوض میر قاسم نے اس تمام روپیہ کو جو میر جعفر کے ذمے بقایا تھا - ادا کرنے کا وعدہ کیا -

Q. Write a short note on the administration, policy and Character of Mir Qasim.

سوال - میر قاسم کے انتظام سلطنت - پالیسی اور چال چلن پر مختصر نوٹ لکھو۔

میر قاسم

میر قاسم ۱۷۶۱ء میں اپنے سسر میر جعفر کی جگہ نواب بنگال بنا - اور اس کے عوض میں اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بردوان - میدناپور اور چٹاگانگ کے اضلاع اور بہت سا روپیہ ادا کیا۔

میر قاسم کا چال چلن

میر قاسم بڑا قابل اور معاملہ فہم شخص تھا - ہندو - مسلمان - انگریز اور ہندوستانی سب سے ایک جیسا سلوک کرنے کا خواہاں تھا - لیکن مصیبت کے وقت وہ بہت غصے میں آجاتا تھا - اگر اسے موقعہ ملتا تو غالباً وہ ایک نیک - انصاف پسند اور قابل حکمران ثابت ہوتا - لیکن تخت نشینی سے ایک سال کے اندر ہی اس کا انگریزوں سے بگاڑ ہوگیا - جس کے باعث اسے بنگال کا تخت چھوڑنا پڑا۔

انتظام سلطنت

میر قاسم نے تخت پر بیٹھتے ہی نالائق اور خوشامدی ملازمان کو موقوف کردیا - زمین کی نئے سرے سے پیمائش کرائی - مالیہ کے بقایاجات کو لوگوں سے وصول کرنے کے احکامات جاری کئے - تمام محکمہ جات میں کفایت شعاری کر کے اخراجات کو گھٹایا - جب ان انتظامات سے فراغت پائی - تو انگریزوں کے پنجے سے نکلنے کی کوشش کی - اس غرض کے لئے اس نے انگریزوں سے دور منگھیر کو اپنا

دار الخلافہ بنایا۔ اور اپنی فوج کو باقاعدہ قواعد دان بنانے کے لئے یورپین ملازم رکھے ؎

میر قاسم کی پالیسی اور انگریزوں سے بگاڑ

فرخ سیر کے وقت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے مالِ تجارت پر بنگال میں محصول معاف تھا۔ مگر اب کمپنی کے ملازمین نے بھی نجی تجارت شروع کر دی۔ اور اس پر ائیویٹ تجارتی مال کو بھی بلا محصول بنگال میں لانا شروع کر دیا۔ نیز کئی انگریزوں نے کچھ روپیہ لے کر ہندوستانی تاجروں کا مال بھی اپنے نام پر چھڑانا شروع کر دیا۔ جس سے نواب کی آمدنی بہت کم ہو گئی۔ میر قاسم نے کلکتہ کی کونسل کو اس کے تدارک کے لئے لکھا۔ لیکن جب کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ تو اس نے تمام اشیائے درآمد پر محصول معاف کر دیا۔ اس سے کمپنی اور ہندوستانی تاجر برابر ہو گئے۔ اور تجارت میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ اور کمپنی گھاٹے میں رہی۔ اس پر کلکتہ کونسل نے نواب سے اس حکم کی منسوخی کا مطالبہ کیا۔ لیکن نواب نے پروا نہ کی۔ اس پر کمپنی نے میر قاسم کے برخلاف اعلان جنگ کر کے میر جعفر کو دوبارہ نواب بنانے کا حکم دیا۔

پٹنے کا قتل

انگریزی افواج نے میر قاسم کو شکست دی۔ اور وہ پٹنہ کی طرف بھاگ گیا۔ جب انگریزوں نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا۔ تو اس نے ۱۷۶۳ء میں ایک جرمن میجر سمرو کو حکم دیکر دو سو کے قریب انگریزوں کو جو پٹنہ میں موجود تھے۔ قتل کرا دیا۔ اس کے بعد میر قاسم بھاگ کر اودھ چلا گیا۔ جہاں سے وہ نواب اودھ اور شاہِ عالم ثانی کی مدد لے کر پھر حملہ آور ہوا۔ لیکن بکسر کے مقام پر پھر شکست کھائی اور

بھاگ گیا۔ اس کے بعد وہ گمنامی کی حالت میں مرگیا +

Q. State concisely the causes, main events and results of the Battle of Buxar. (P.U 1939) Imp.

سوال۔ بکسر کی لڑائی کی وجوہات ۔ واقعات اور نتائج بیان کرو +

بکسر کی لڑائی ۱۷۶۴ء

وجوہات ۔ میر قاسم انگریزوں سے شکست کھا کر اودھ چلا گیا۔ جہاں مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی بھی نواب شجاع الدولہ والئے اودھ کے پاس موجود تھا۔ ان تینوں نے اپنی افواج کو اکٹھا کر کے بنگال پر چڑھائی کی +

واقعات ۔ میر قاسم ۔ شجاع الدولہ اور شاہ عالم ثانی کی متحدہ فوج پچاس ہزار کے قریب تھی۔ اور انگریزی جرنیل میجر منرو کے پاس ایک مختصر لیکن قواعد دان اور تربیت یافتہ فوج تھی۔ جس میں صرف آٹھ سو گورے اور باقی ہندوستانی سپاہی تھے۔ بکسر کے مقام پر دونو افواج کا مقابلہ ہوا ۔ اور مغل بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش ہوئی۔ میر قاسم بھاگ گیا +

نتائج ۔ مغل بادشاہ شاہِ عالم ثانی نے ۱۷۶۵ء میں عہد نامہ الہ آباد کے مطابق انگریزوں سے صلح کر لی۔ شرائط حسبِ ذیل تھیں۔

۱۔ شجاع الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ تاوانِ جنگ ادا کرنے کے عوض اودھ کی حکومت واپس دیدی گئی +

۲۔ بادشاہ نے ایک شاہی پروانے کے ذریعے بنگال ۔ بہار اور اڑیسہ کی دیوانی ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دی۔ اور کمپنی نے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ بطور خراج دینا منظور کیا +

۳- کڑا اور الہ آباد کے اضلاع نواب سے لے کر شاہ عالم ثانی کے حوالے کر دیئے گئے ✤

بکسر کی لڑائی کی اہمیت

۱- شجاع الدولہ والیئے اودھ کی طاقت تباہ ہو گئی ✤

۲- شاہ عالم ثانی تخت دہلی کے حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کی مدد کا محتاج ہو گیا ✤

۳- بنگال اور بہار پر انگریزی قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ گویا پلاسی کی فتح کی کسر بکسر کی جنگ نے پوری کر دی ✤

۴- تمام شمالی ہند پر انگریزی حکومت کا رعب چھا گیا ✤

کلایو

Q. Describe the career of Clive and give a brief account of his first and second administration of Bengal. (P.U. 1915. 25) **Imp.**

سوال - کلایو کی زندگی اور اس کی دونو دفعہ کی گورنری کے حالات بیان کرو

رابرٹ کلایو

رابرٹ کلایو ۱۷۲۵ء میں انگلستان کے ایک چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوا۔ اوائل عمر ہی سے طبیعت میں چلبلاپن اور شوخی زیادہ تھی۔ طالب علمی کے زمانے میں اس کو لکھنے پڑھنے سے تو کوئی سروکار نہ تھا۔ البتہ لڑائیوں اور شرارتوں میں یہ سب سے آگے آگے رہا کرتا تھا۔ ماں باپ نے تنگ آکر اُسے اُنیس سال کی عمر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں بطور کلرک بھرتی کرا کے مدراس بھیج دیا۔ لیکن اس کا دل کلرکی میں نہ لگا۔ آخر کار قلم کو تلوار سے تبدیل کر کے

ایک سپاہی بن گیا - اور قلعہ سینٹ ڈیوڈ کی لڑائی میں جوہر مردانگی ظاہر کرکے ایک چھوٹا سا فوجی عہدہ دار بن گیا - ۱۷۵۱ء جب چندا صاحب اور فرانسیسوں کی مشترکہ افواج محمد علی اور انگریزوں کو ترچناپلی کے قلعے میں گھیرے ہوئے تھیں - تو اس نے مدراس کے گورنر کی اجازت سے تھوڑی سی فوج سے ارکاٹ پر حملہ کرکے اسے فتح کر لیا - اور اس کے بعد جب رضا صاحب نے دس ہزار کی جمعیت سے ارکاٹ کو محصور کر لیا - تو کلایو کے ذاتی جوہر کام آئے - اس نے نہایت قابلیت اور شجاعت سے رضا صاحب کا ۵۳ دن تک مقابلہ کیا - اور آخر اسے محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کیا - اور اسے اور اس کے مددگار فرانسیسوں کو ارنی اور کاویری پاک پر شکست دیکر ان کی طاقت کو توڑ دیا - اور شکست خوردہ انگریزی افواج کے اقتدار کو پھر سے دکن میں قائم کر دیا - ۱۷۵۳ء میں خرابی صحت کی بنا پر وہ انگلینڈ واپس چلا گیا - ۱۷۵۶ء میں اسے قلعہ سینٹ ڈیوڈ کا گورنر مقرر کرکے دوبارہ ہندوستان بھیجا گیا - ۱۷۵۷ء میں اس نے پلاسی کی لڑائی فتح کرکے بنگال میں انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالی ۔

کلایو بطور گورنر بنگال ۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۰ء

۱۷۵۷ء میں کلایو بنگال کا گورنر مقرر ہوا اس کی پہلی گورنری کے عہد کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- اس نے میر جعفر کو نواب بنگال مقرر کیا ۔

۲- شہزادہ علی گوہر اور نواب اودھ شجاع الدولہ کو پٹنہ کے قریب شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا ۔

۳- فرانسیسی اقتدار کا حیدر آباد دکن سے اور ولندیزی اقتدار کا چنسرا واقع بنگال سے ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا - اور کرنل فورڈ

کو بھیج کر شمالی سرکار پر قبضہ کر لیا ۔

صحت بگڑ جانے پر کلایو ۱۷۶۰ء میں انگلینڈ واپس چلا گیا ۔

گورنری کا دوسرا دورہ
۱۷۶۵ء سے ۱۷۶۷ء

کلایو کی غیر حاضری میں کمپنی کی مالی حالت بہت خراب ہو گئی۔ بنگال میں رشوت کا بازار گرم تھا۔ کمپنی کے ملازم اپنی نج کی تجارت میں مشغول تھے۔ اور انہیں کمپنی کے مفاد کا مطلقاً خیال نہ تھا۔ ملک میں ہر طرف سخت بدنظمی اور بدامنی کا دور دورہ تھا۔ کوئی شخص اپنے جان و مال کو محفوظ نہ سمجھتا تھا۔ ان حالات میں کمپنی نے ایک دفعہ اور کلایو کو بنگال اور بہار کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس کے دوسرے عہدِ گورنری کے مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ **عہد نامہ الہ آباد ۱۷۶۵ء**۔ اس عہد نامہ کی رُو سے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ کے عوض کمپنی کو بنگال۔ بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی مل گئی۔ اور پچاس لاکھ روپیہ کے عوض اودھ کا علاقہ نواب اودھ کو واپس دیدیا گیا۔ لیکن کڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اِس نے لے کر شاہ عالم ثانی کو دے دیئے ۔

۲۔ **دوعملی کا اجراء**۔ دیوانی کے اختیارات مل جانے سے بنگال اور بہار کے صوبوں میں مکمل اختیارات کمپنی کو مل گئے ۔ لیکن کلایو نے ان صوبوں پر پورے طور پر فی الفور قبضہ کر لینا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے بنگال کے نواب کے عہدہ کو قائم رکھ کر اسے پولیس رکھنے اور دیوانی و فوجداری عدالتیں قائم کرنے کا اختیار دیدیا۔ ان صوبجات کے لگان کی وصولی بھی نواب کے ذمے لگائی گئی۔ لیکن

اسے یہ لگان جمع کرکے کمپنی کے خزانہ میں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس سارے انتظام کے لئے نواب کو ۵۳ لاکھ روپیہ سالانہ کمپنی کے خزانے سے ملتا تھا۔ اور کمپنی کے ذمہ صوبہ کی فوجی حفاظت کا بار تھا۔ اس انتظام کے ماتحت نواب کمپنی کا ایجنٹ بن گیا۔ اس انتظام کو تاریخ میں دو عملی کہتے ہیں۔ کلایو کا یہ انتظام نامکمل اور غیر تسلی بخش تھا۔ کیونکہ اس طریقہ سے تمام اختیارات تو کمپنی کے ہاتھ میں تھے اور تمام ذمہ داری نواب پر۔ کلایو کے چلے جانے کے بعد نواب کے اہلکاروں اور غیر ذمہ دار انگریز افسروں نے بنگال کے لوگوں پر بڑے بڑے مظالم توڑے۔ اور غریب اور بیکس رعایا کو لوٹ کھسوٹ کر نانِ جویں کا محتاج بنا دیا +

۳۔ **دیگر اصلاحات**:۔ (۱) کمپنی کے ملازموں کے لئے نج کی تجارت قانوناً ممنوع کر دی۔ اور اُن کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا +

(ب) ملازمانِ کمپنی کا ہندوستانی تاجروں سے تحفے تحائف اور نذرانے لینا جرم قرار دیا گیا +

(ج) فوجی افسروں کا ڈبل بھتہ نصف کر دیا۔ اور جب دو سو کے قریب افسروں نے استعفےٰ دیدیا۔ تو کلایو نے ان کے استعفےٰ فوراً منظور کر کے مدراس سے آدمی منگوا کر ان کی آسامیوں کو پُر کر دیا +

کلایو کی واپسی اور وفات

بیماری کی وجہ سے شروع ۱۷۶۷ء میں کلایو ہندوستان سے واپس انگلستان چلا گیا۔ جہاں اس کے مخالفین نے اس پر رشوت۔ وعدہ خلافی وغیرہ کے الزامات لگائے۔ لیکن دارالعوام نے اسے بری کر دیا۔ نومبر ۱۷۷۴ء میں کلایو نے بیماری سے تنگ آکر خودکشی کر لی +

کلایو کا چال چلن

کلایو بڑا بہادر۔ دلیر اور مستقل مزاج شخص

تھا وہ مصیبت کے وقت مطلقاً نہ گھبراتا تھا - اوائل عمر میں لکھنے پڑھنے سے بہت کتراتا رہا - اور نہ ہی کبھی اس نے کسی سکول سے فوجی تعلیم حاصل کی - تاہم وہ ہر موقعہ پر ایک قابل جرنیل ثابت ہوا - ونزبر ہیٹ کے الفاظ میں وہ پیدائشی جرنیل تھا - اس نے بنگال و بہار کی حکومت کے سارے اختیارات باوجود بادشاہ کے عطا کرنے کے اپنے ہاتھ میں نہ لے کر اپنے تدبّر اور دور اندیشی کا ثبوت دیا - اس کے فوجی سپاہی اس سے خاص انس رکھتے تھے - فوجی بھتہ کی منسوخی کے وقت دو سو کے قریب اعلیٰ فوجی افسران کی بغاوت کو دبانا اس کے تحمّل اور مستقل مزاجی کو ظاہر کرتا ہے ۔

ان خوبیوں کے علاوہ اس میں کئی نقائص بھی تھے - اس نے مختلف موقعوں پر نذرانے قبول کئے - اور لاکھوں روپیہ کی مالیت کے تحفے تحائف لینے سے گریز نہ کیا - اومی چند بنگالی کو سخت دھوکا دیا اور امیر البحر واٹسن کے انکار پر اس نے معاہدہ پر واٹسن کے دستخط خود کر دیئے ۔

بہرحال اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا - کہ کلایو نے انگلستان کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں - اور دکن میں انگریزی وقار اور بنگال میں انگریزی حکومت قائم کر کے انگریزوں کے لئے ہندوستان کی فتح کے دروازے کھول دیئے ۔

Q. Give a brief account of the career and work of Hyder Ali. **Imp.**

سوال - حیدر علی کی زندگی اور اس کے کارناموں کا مختصر حال بیان کرو ۔

حیدر علی

ابتدائی زندگی - حیدر علی ۱۷۲۲ء میں میسور کے ایک معمولی گھرانے میں پیدا ہوا - جوان ہونے پر راجہ میسور کی فوج میں ایک سپاہی کے طور پر بھرتی ہو گیا - چونکہ بڑا دلیر اور قابل آدمی تھا - آہستہ آہستہ ترقی کر کے میسور کا سپہ سالار بن گیا - اور رفتہ رفتہ دربار میں اتنا رسوخ حاصل کر لیا - کہ میسور کے سیاہ

وسفید کا مالک ہو گیا - آخرکار ۱۷۶۶ء میں راجہ کے انتقال پر وہ تخت پر بھی قابض ہو گیا ؛

چال چلن معمولی سپاہی سے ترقی کر کے سلطان میسور بن جانا اس کی غیر معمولی لیاقت اور دانشمندی کا بدیہی ثبوت ہے - وہ بڑا بہادر - نڈر اور مستقل مزاج انسان تھا - خطرے کے وقت کبھی بھی ہمت نہ ہارتا تھا - باوجود ان پڑھ ہونے کے پانچ زبانوں میں گفتگو کر سکتا تھا - بڑے بڑے حساب زبانی یاد رکھتا تھا - اگر کسی کو ایک دفعہ دیکھ لیتا - تو مدتوں نہ بھولتا تھا - پرلے درجہ کا مردم شناس اور تعصب سے بالکل پاک تھا - اس کی خواہش تھی - کہ میسور کو نمونے کی ریاست بنا دے ؛

میسور کی پہلی لڑائی ۱۷۶۶ء سے ۱۷۶۹ء وجہ :- حیدر علی اپنی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتا تھا - اور اس غرض کے لئے اس نے ارد گرد کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا - اس کی روز افزوں ترقی سے دکن کی دوسری طاقتیں خوف کھانے لگیں - چنانچہ ۱۷۶۶ء میں نظام - مرہٹوں اور انگریزوں نے مل کر اس کے برخلاف اعلانِ جنگ کر دیا ؛

واقعات - حیدر علی نے مرہٹوں کو رشوت دیکر انگریزوں سے الگ کر دیا - اور نظام کو کرناٹک کی فتح میں مدد کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیا - پھر دونو کی متحدہ افواج نے انگریزوں پر حملہ کر دیا - لیکن کرنیل سمتھ نے انہیں ۱۷۶۷ء میں چنگامہ اور ترنا ملی کے مقام پر شکست دی - اس پر نظام نے انگریزوں سے عہد نامہ مسولی پٹم کر لیا - جس کی رو سے انگریزوں نے

اسے شمالی سرکار کے عوض سالانہ خراج ادا کرنے اور کسی غیر طاقت کے ریاست حیدرآباد پر حملہ کرنے کی صورت میں فوجی مدد دینے کا اقرار کیا۔

اس کے بعد حیدرعلی اکیلا ہی انگریزوں سے لڑتا رہا۔ اور آخر کار ایک دن اچانک وہ ستر ہزار کی جمعیت سے مدراس کے قریب آ پہنچا۔ مدراس گورنمنٹ نے ڈر کر ۱۷۶۹ء میں اس سے صلح کر لی۔

نتائج۔ دونو کے درمیان عہدنامہ مدراس مرتب ہوا۔ جس کی رو سے فریقین نے ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے واپس کر دئے۔ اور جنگ کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنے کا بھی وعدہ کیا۔

نوٹ ۱۔ اس سے پہلے انگریزوں نے نظام سے بھی عہدنامہ مسولی پٹم کے مطابق اقرار کیا تھا۔ کہ بوقتِ جنگ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

نوٹ ۲۔ ۱۷۷۰ء میں مرہٹوں نے حیدرعلی پر حملہ کیا۔ اس پر اس نے معاہدے کے مطابق انگریزوں کو مدد کے لئے لکھا۔ لیکن مدراس کونسل نے اس کی مدد نہ کی۔ اور آخر کار حیدرعلی نے مرہٹوں کو ۳۵ لاکھ روپیہ تاوانِ جنگ اور پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کر کے خلاصی پائی۔ اس وعدہ خلافی کے باعث حیدرعلی تاحیات انگریزوں کا جانی دشمن بنا رہا۔

وارن ہیسٹنگز گورنر بنگال

۱۷۷۲ء سے ۱۷۷۴ء تک

Q. Describe the early career and administration of Warren Hastings as the Governor of Bengal.

سوال - وارن ہیسٹنگز کی ابتدائی زندگی کا حال لکھو - اور اس کی گورنری کے زمانے کے واقعات بیان کرو +

ابتدائی زندگی وارن ہیسٹنگز ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا - اور اٹھارہ سال کی عمر میں بطور ایک کلرک کے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں بھرتی ہو کر قاسم بازار کی تجارتی کوٹھی میں آیا - اپنی لیاقت کی بدولت ترقی کر کے ۱۷۵۷ء میں مُرشد آباد کا ریذیڈنٹ اور ۱۷۶۱ء میں کلکتہ کونسل کا ممبر بنا - اور آخر ۱۷۷۲ء میں بنگال کا گورنر بنا دیا گیا - اس کے عہد گورنری کے واقعات حسب ذیل ہیں :-

ا - دو عملی کی خرابیوں کا انسداد ۔ د - مالی اصلاحات :- (۱) وارن ہیسٹنگز نے بنگال کے زمینداروں کے مالکِ زمین ہونے کے دعوے کو تسلیم نہ کر کے زمین کو ہر پانچ سال کے لئے ٹھیکہ پر دینا شروع کر دیا - اور بعد ازاں یہ ٹھیکہ سالانہ کر دیا گیا (۲) ہر ایک ضلع میں ایک انگریز افسر مالیہ کی بروقت وصولی کے لئے مقرر کر دیا گیا +

ب - اصلاحات عدالت ہائے - ہر ایک ضلع میں ایک دیوانی اور ایک فوجداری عدالت قائم کی - اور مالیہ وصول کرنیوالا انگریز افسر ان عدالتوں کا حاکمِ اعلیٰ بنایا گیا - نیز کلکتہ میں دو عدالت ہائے عالیہ قائم کیں - دیوانی عدالت کا صدر گورنر اور فوجداری کا گورنر کا مقرر کردہ

جج ہوا کرتا تھا - اور عدالتوں کی رہنمائی کے لئے ایک سادہ ضابطہ بنایا گیا۔
ان اصلاحات کے باعث مالگذاری اور عدالتوں کا سارا انتظام انگریزوں کے ہاتھ میں آگیا - اور دوعملی کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا ÷

۲ - کمپنی کی مالی حالت کی درستی

ا - نواب بنگال کی پنشن ۳۲ لاکھ کی جگہ ۱۶ لاکھ کر دی ÷
ب - شاہ عالم ثانی کو خراج کا ۲۶ لاکھ روپیہ دینا بند کر دیا ÷
ج - کڑہ اور الہ آباد کے اضلاع شاہ عالم ثانی سے لے کر نواب اودھ کو اس شرط پر واپس دیدیئے - کہ وہ کمپنی کو ۵۰ لاکھ روپیہ ادا کرے ÷
د - کئی غیر ضروری آسامیوں کو تخفیف میں لایا گیا ÷

۳ - روہیلوں سے جنگ ۱۷۷۳-۷۴ء

روہیل کھنڈ روہیلہ افغانوں کا علاقہ تھا - جس پر مرہٹوں نے کئی دفعہ یورش کی اور لوٹ مار کر کے واپس ہو گئے - روہیلوں کے سردار رحمت خان اور چند دیگر سرداروں نے نواب اودھ سے معاہدہ کیا - کہ اگر وہ مرہٹوں کو روہیل کھنڈ سے نکالنے میں ان کی مدد کرے تو روہیلے نواب کو ۴۰ لاکھ روپیہ ادا کرینگے - ۱۷۷۳ء میں مرہٹوں نے روہیل کھنڈ پر حملہ کیا - لیکن پیشوا نے کسی ضروری کام کی وجہ سے انہیں واپس بلا لیا - اب نواب نے روہیلوں سے ۴۰ لاکھ روپیہ مانگا - جو انہوں نے اس وجہ سے دینے سے انکار کیا - کہ مرہٹے خود بخود چلے گئے ہیں ÷

اس پر نواب اودھ نے وارن ہیسٹنگز کو لکھا - کہ وہ چالیس لاکھ روپیہ کمپنی کو ادا کریگا - بشرطیکہ وارن ہیسٹنگز اسے روہیلوں سے مقررہ رقم لے دے ÷

گورنر نے ایک انگریزی فوج نواب کی مدد کے لئے بھیجی - روہیلوں

کو میراں پور کٹڑا کے مقام پر شکستِ فاش ہوئی۔ رحمت خاں میدان جنگ میں کام آیا۔ اور ہزاروں روہیلوں کے قتل کے بعد روہیلکھنڈ اودھ میں ملا لیا گیا ÷

Q. What circumstances led to the passing of the Regulating Act? Describe its main provisions and defects. (P.U. 1915, 22, 24, 26) Imp.

سوال۔ کن حالات میں ریگولیٹنگ ایکٹ پاس ہؤا۔ نیز اس ایکٹ کی مشہور دفعات اور نقائص بیان کرو ÷

ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء

کن حالات میں پاس ہؤا۔ ۱۔ بنگال۔ بہار اور شمالی سرکار کے وسیع علاقوں کے انگریزی قبضہ میں آ جانے کے باعث ایسٹ انڈیا کمپنی اب صرف تجارتی کمپنی نہ رہی تھی۔ بلکہ اب اس کے سپرد ہندوستانی انگریزی علاقوں کا انتظام کرنا بھی تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ بادشاہ اور اس کی پارلیمنٹ کو ان علاقوں کے انتظام کی نگرانی کے اختیارات دئے جاویں ÷

۲۔ غریب اور اوسط درجے کے انگریز جو تھوڑی تنخواہ پہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کی حیثیت میں ہندوستان گئے۔ وہ لوگ جب واپس انگلستان پہنچے۔ تو دولت سے مالا مال تھے۔ ان میں سے کئی آدمیوں نے پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے بھی کوشش کی۔ اور ہندوستان کے روپے کو بیدردانہ طور پر استعمال کیا۔ جس سے پرانے شریف خاندانوں کے لوگوں کے دل میں رشک اور حسد پیدا ہو گیا۔ اور وہ کمپنی کے اختیارات کو کم کرنے پر آمادہ ہو گئے ÷

۳۔ بدنظمی اور قحط کے باعث بنگال کی آمدنی میں بہت کمی ہو گئی۔

اس لئے کمپنی نے ایک کروڑ روپیہ کے قرض کے لئے پارلیمنٹ سے درخواست کی جس پر لارڈ نارتھ وزیر اعظم نے قرض دینے سے پہلے کمپنی کے حالات کی تحقیقات کرائی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ کمپنی کی حالت بہت نازک ہے۔ اور اس کے انتظام حکومت میں بہت سی خرابی ہے۔ اس پر پارلیمنٹ نے کمپنی کو چند شرائط کے ماتحت قرض دینا منظور کر لیا +

شرائط یا ریگولیٹنگ ایکٹ کے دفعات :- ۱۔ بنگال کا گورنر ہندوستان کے کل انگریزی علاقے کا گورنر جنرل ہو۔ اور وُہ چار ممبروں کے صلاح و مشورے سے حکومت کے کام کو سرانجام دے۔ اور گورنر جنرل کونسل کی اکثریت کے فیصلہ پر عمل کرے +

۲- بمبئی اور مدراس کے گورنر اور ان کی کونسلوں کو دیسی ریاستوں سے صلح و جنگ کے معاملات میں گورنر جنرل کے ماتحت کر دیا گیا۔ لیکن انہیں اختیار دیا گیا۔ کہ وہ اشد ضرورت کے وقت اپنی مرضی سے کام کر سکیں +

۳- مقدمات کے فیصلے کے لئے کلکتہ میں ایک سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) بنائی گئی۔ جس کے چار جج مقرر کئے گئے۔ جو براہ راست تاج برطانیہ کے ماتحت تھے +

۴- کمپنی کے ملازمین کو پرائیویٹ تجارت کرنے اور نذرانے قبول کرنے کی ممانعت کر دی گئی +

۵- کمپنی کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا۔ کہ وہ دیوانی۔ مالی اور فوجی معاملات کے متعلق ضروری کاغذات وزارتِ انگلستان کے سامنے پیش کریں +

نقائص - ۱- گورنر جنرل کو اکثریت کے رحم پر چھوڑ دیا گیا

گورنر جنرل خود اپنی ذمہ واری پر کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ جدھر کونسل کے تین ممبروں کی رائے ہوتی۔ گورنر جنرل کے لئے وہی کام کرنا لازمی تھا ÷

۲- مدراس اور بمبئی کے گورنروں کو اشد ضرورت کے وقت اپنی مرضی سے کام کرنے کا اختیار دیکر گورنر جنرل اور اس کی کونسل کی فوقیت کو زائل کر دیا گیا ÷

۳- سپریم کورٹ اور گورنر جنرل کی کونسل کے اختیارات کا تعین نہ کیا گیا۔ جس سے دونو کے درمیان کئی جھگڑے اور الجھنیں پیدا ہو گئیں ÷

وارن ہیسٹنگز۔ پہلا گورنر جنرل

۱۷۷۴ء سے ۱۷۸۴ء تک

Q. Who were the members or Warren Hastings' first council? Describe his relations with them.

سوال - وارن ہیسٹنگز کی پہلی کونسل کے ممبر کون کون سے تھے۔ گورنر جنرل سے ان کے تعلقات کو مختصراً بیان کرو ÷

گورنر جنرل کی پہلی کونسل

وارن ہیسٹنگز کی کونسل کے چار ممبر تھے - کلیورنگ - فرانسس - مونسن اور بارویل - ان میں سے پہلے تین تو گورنر جنرل کے مخالف تھے - اور چوتھا ممبر بارویل عموماً اس کا طرفدار تھا - اس لیئے کونسل میں ہمیشہ گورنر جنرل کو شکست ہوا کرتی

تھی - ممبرانِ کونسل کی اکثریت نے مندرجہ ذیل کام کئے :-

۱- جنگِ روہیلہ کو ناجائز قرار دیا - اور مسٹر ملٹن رزیڈنٹ دربار نواب وزیر کو لکھنئو سے واپس بلا کر ایک نئے آدمی کو رزیڈنٹ مقرر کر دیا ؛

۲- شجاع الدولہ کی وفات پر نئے نواب آصف الدولہ سے بنارس کا علاقہ لے کر راجہ چیت سنگھ کے حوالے کر دیا ؛

۳- بیگمات اودھ کی درخواست پر نواب مرحوم کا ذاتی خزانہ (دو کروڑ روپیہ) اور جاگیر بیگمات کے حوالے کر دیئے گئے۔

۴- وارن ہیسٹنگز پر الزام لگانے کے لئے اس کے مخالفین کی حوصلہ افزائی کی ؛

کونسل میں اقلیت میں ہونے کے باعث گورنر جنرل کو دو سال تک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - لیکن ۱۷۷۶ء میں مانسون اور ۱۷۷۷ء میں کلیورنگ مر گئے - اور ان کی جگہ مسٹر ویلر اور سر آئر کوٹ مقرر ہوئے - جنہوں نے گورنر جنرل سے تعاون کر کے اس کی کونسل کی مصائب کا خاتمہ ہو گیا ؛

Q. Write a short note on Nand Kumar and his allegations against Warren Hastings.

سوال - نند کمار کے وارن ہیسٹنگز پر الزامات کے متعلق ایک نوٹ لکھو ؛

نند کمار راجہ نند کمار بنگال کے ایک معزز اور بارسوخ برہمن خاندان کا رکن تھا - اس نے ۱۷۷۵ء میں گورنر جنرل کی کونسل کے پاس ایک درخواست دی - کہ وارن ہیسٹنگز نے منی بیگم بیوہ میر جعفر سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ کی رشوت لی ہے -

کونسل نے اس معاملہ کی تحقیقات کا حکم دیا۔ لیکن وارن ہیسٹنگز نے کونسل کے سامنے کسی قسم کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اور انہی دنوں نندکمار پر سازش کا ایک مقدمہ کھڑا کر دیا۔ ابھی یہ مقدمہ شروع تھا۔ کہ ایک ہندوستانی سوداگر موہن پرشاد نے نندکمار پر جعل سازی کا مقدمہ دائر کر دیا۔ اور سپریم کورٹ نے اسے مجرم گردان کر انگلینڈ کے قانون کے مطابق پھانسی پر چڑھا دیا۔ مشہور مورخ میکالے اور بعض اور لوگوں کا خیال ہے۔ کہ سپریم کورٹ کے چیف جج سر ایلیجا امپے نے جو وارن ہیسٹنگز کا ہم جماعت رہ چکا تھا۔ اپنے دوست کو پریشانیوں سے نکالنے کے لئے نندکمار کو پھانسی پر لٹکوایا۔ کیونکہ ان دنوں ہندوستان کے مروجہ قانون کے مطابق جعل سازی کے جرم کی سزا پھانسی نہ تھی۔ انگلینڈ کا قانون ہندوستان میں رائج نہ ہونے کے باعث اس کے مطابق سزا دینا سراسر ناجائز تھا ؞

Q. Give a short account of the reign of Peshwa Madho Rao.

سوال۔ پیشوا مادھو راؤ کے عہد حکومت کے واقعات بیان کرو ؞

پانی پت کی تیسری لڑائی کے جلدی ہی بعد پیشوا بالاجی باجی راؤ کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی جگہ ۱۷۶۱ء میں مادھو راؤ تخت پر بیٹھا۔ یہ پیشوا بڑا دلیر اور لائق ہوا ہے۔ اس کے زمانے میں مرہٹوں نے پانی پت کی جنگ میں ضائع شدہ طاقت کو بہت حد تک بحال کر لیا۔ اور اب ان کی افواج دوبارہ شمالی ہند میں لوٹ مار مچانے لگیں ؞

واقعات	حیدر علی پر حملہ۔ ۱۔ ۱۷۷۰ء میں مرہٹوں نے

حیدر علی سلطان میسور پر حملہ کر کے اسے شکست دی - اور اس سے ۳۵ لاکھ روپیہ تاوانِ جنگ لیا - اور نیز اس نے ۱۵ لاکھ روپیہ سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ بھی کیا ⁂

۲ - راجپوتانہ پر حملہ کر کے بہت سی راجپوت اور جاٹ ریاستوں کو باجگزار بنایا ⁂

۳ - پیشوا کے ایک قابل جرنیل مہاداجی سیندھیا نے دہلی وآگرہ دریائے گنگا وجمنا کا درمیانی علاقہ فتح کر کے اپنے علاقہ میں شامل کر لیا - اس نے اپنی افواج کو ایک فرانسیسی افسر ڈی بوئین کے ماتحت کر کے اسے باقاعدہ قواعددان اور منظم بنا دیا - نیز مہاداجی نے ۱۷۷۱ء میں شاہ عالم ثانی کو انگریزوں کے قبضہ سے نکال کر اپنی پناہ میں لے لیا - اور دہلی کے تخت پر بٹھا دیا ⁂

اس پیشوا کا وزیر ایک برہمن نانا فرنویس نامی ایک بڑا مشہور اور قابل پالٹیشن ہو گزرا ہے - ۱۷۷۲ء میں اس پیشوا کی وفات پر اس کا چھوٹا بھائی نرائن راؤ پیشوا بنا ⁂

Q. Describe the causes, main events and results of the First Marhatta War. Imp.

سوال - مرہٹوں کی پہلی جنگ کے اسباب - بڑے بڑے واقعات اور نتائج بیان کرو ⁂

مرہٹوں کی پہلی لڑائی
۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۲ء

وجوہات - ۱۷۷۳ء میں نارائن راؤ پیشوائے پنجم کو اس کے چچا رگھوبا نے قتل کرا دیا - اور خود پیشوا بننے کا اعلان کر دیا - نانا فرنویس اور دیگر مرہٹہ سردار اس کے مخالف تھے -

اُنھوں نے نارائن راؤ کے نوزائیدہ بیٹے کو مادھوراؤ نرائن کے نام سے پیشوا بنا دیا - اور نانا فرنویس اس کا سرپرست بن گیا ؛
رگھوبا نے دوسرے مرہٹہ سرداروں سے مدد چاہی - لیکن ناکام ہو کر انگریزوں سے مدد مانگی - اور بمبئی کونسل سے ۱۷۷۵ء میں عہدنامہ سورت مرتب کر کے انگریزی مدد کے عوض میں سالسٹ اور بسین کے جزیرے کمپنی کو دینے کا اقرار کیا - چونکہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی منظوری کے بغیر ہُوا تھا - اس لئے وارن ہیسٹنگز نے اسے نامنظور کر دیا - اور کرنیل اپٹن کو بھیج کر نانا فرنویس سے عہدنامہ پورندھر کر لیا - جس کی رُو سے انگریزوں نے رگھوبا کو پیشوا ماننے اور اسے مدد دینے سے انکار کر دیا - اور نانا فرنویس نے سالسٹ کا جزیرہ انگریزوں کے حوالے کر دیا -
اس عہدنامے کے تھوڑا عرصہ بعد کمپنی کے ڈائرکٹروں نے عہدنامہ سورت کو منظور کر لیا - اس پر انگریزوں نے رگھوبا کی مدد کا فیصلہ کر لیا ؛

واقعات - بمبئی کی کونسل نے ایک انگریزی فوج پونا کی طرف روانہ کی - تاکہ رگھوبا کو پیشوا کے تخت پر بٹھا دے - مرہٹوں نے اس فوج کو تلی گاؤں پر شکست دیکر نرغے میں کر لیا - ۱۷۷۹ء میں اس کے جرنیل کو عہدنامہ وارگاؤں کرنے پر مجبور کیا - جس کی شرائط یہ تھیں

۱- ۱۷۷۳ء سے اس وقت تک انگریزوں نے مرہٹوں کے جو علاقے قبضے میں کئے ہیں - وہ واپس کر دیئے جاویں ؛
۲- دو انگریز افسر بطور یرغمال مرہٹوں کے حوالے کئے جاویں ؛
۳- رگھوبا کو مرہٹوں کے حوالے کر دیا جاوے ؛

اس عہدنامہ پر عمل درآمد شروع ہونے سے پہلے ہی رگھوبا بھاگ

کر سیندھیا کے پاس چلا گیا +

مرہٹوں کی اس کامیابی کو دیکھ کر نظام اور حیدر علی نے بھی انگریزوں کے برخلاف اعلانِ جنگ کر دیا +

گورنر جنرل اور کمپنی کے ڈائرکٹروں نے اس رذیل عہدنامے کو ماننے سے انکار کر دیا - اور کرنیل گاڈرڈ اور کپتان پوپ ہم کو بڑی بھاری افواج کے ساتھ مرہٹوں کے برخلاف روانہ کیا +

کرنیل گاڈرڈ نے احمد آباد فتح کر لیا - اور بسین پر بھی قبضہ کر لیا - انگریزوں کی کامیابی کو دیکھ کر مہاراجہ گائیکواڑ نانا فرنویس کا ساتھ چھوڑ کر انگریزوں سے جا ملا - اب گائیکواڑ - رگھوبا اور انگریزوں کی فوجیں پونا کی طرف بڑھیں - لیکن شکست کھائی اور پسپا ہونے پر مجبور ہوئیں +

دوسری طرف کپتان پوپ ہم نے مہاداجی سیندھیا کے دارالخلافے گوالیار کو فتح کر لیا - اس واسطے سیندھیا کو پونا چھوڑ کر اپنے علاقہ کی طرف آنا پڑا +

حیدر علی اور نظام نے بھی انہی دنوں کرناٹک پر چڑھائی کر دی تھی - انگریزوں کو اتنے دشمنوں کا ایک ہی وقت مقابلہ کرنا مشکل تھا - اس لئے وارن ہیسٹنگز نے راگھوجی بھونسلا کو رشوت دے کر اور سیندھیا کو گوالیار اور کچھ اور علاقہ دینے کا اقرار کر کے اپنے دشمنوں سے علیحدہ کر لیا - اور پھر مہاداجی سیندھیا کی وساطت سے نانا فرنویس کو انگریزوں سے صلح پر آمادہ کر لیا - آخر ۱۷۸۲ء میں عہدنامہ سلبئی کے ذریعے صلح ہو گئی +

عہدنامہ سلبئی

شرائط :- ۱- انگریزوں نے مادھوراؤ نارائن کو پیشوا مان لیا اور مرہٹوں نے رگھوبا کو اِس

شرط پر تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دینے کا اقرار کیا۔ کہ وہ پیشوائی سے دست بردار ہو جاوے۔

۲۔ سالسٹ کا جزیرہ انگریزوں کو دیدیا گیا۔ اور وہ تمام علاقے جو انگریزوں نے فتح کئے تھے۔ مرہٹوں کو واپس دے دیئے گئے۔

۳۔ سیندھیا کو بھڑوچ کا ضلع دیا گیا۔

۴۔ فتح سنگھ کو مہاراجہ گائیکواڑ تسلیم کر لیا گیا۔

Q. Briefly describe the causes, main events and results of the Second War of Mysore. Imp.

سوال - میسور کی دوسری جنگ کے اسباب - بڑے بڑے واقعات اور نتائج بیان کرو۔

میسور کی دوسری لڑائی
۱۷۸۰ء سے ۱۷۸۴ء

۱۔ عہد نامہ مدراس کے مطابق انگریزوں نے اقرار کیا تھا۔ کہ وہ جنگ کے وقت حیدر علی کی مدد کریں گے۔ ۱۷۷۱ء میں جب مرہٹوں نے میسور پر حملہ کیا۔ تو حیدر علی نے مدراس کونسل کو مدد کے لئے لکھا۔ لیکن اُس نے مدد نہ کی۔ اس پر حیدر علی موقعہ کا منتظر تھا۔ تاکہ انگریزوں سے وعدہ خلافی کا بدلہ لے۔ اب اس نے انگریزوں کو مرہٹوں سے لڑائی میں مشغول پایا۔ اس لئے اس نے انتقام لینے کی کوشش کی۔

۲۔ یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسوں میں لڑائی شروع تھی۔ اس پر انگریزوں نے فرانسیسوں کی بندرگاہ ماہی پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی کو اس بندرگاہ کے ذریعے یورپ اور سمندر پار کے علاقوں سے ہر قسم کی امداد ملتی تھی۔ اس لئے اس نے انگریزوں کو ماہی خالی کرنے کو لکھا۔ لیکن انگریزوں نے پروا نہ کی۔ اس پر حیدر علی

نے جنگ شروع کر دی ٭

واقعات - ۱۷۷۹ء میں لڑائی کے شروع ہوتے ہی حیدر علی نے اسی ہزار فوج سے کرناٹک کو روندنا شروع کر دیا - کرنل بیلی مقابلہ پر آیا - تو اسے پولی لور کے مقام پر شکست دی - اور گرفتار کر لیا - بکسر کے فاتح میجر منرو نے اسے روکنا چاہا - لیکن اسے ایسی شکست ہوئی - کہ وہ اپنی توپیں کانجی ورم کے تالاب میں پھینک کر بھاگ گیا - اسی سال حیدر علی نے کرناٹک کے دار الخلافے ارکاٹ کو بھی فتح کر لیا - اب مدراس کے انگریزوں کو فکر دامنگیر ہوئی - وارن ہیسٹنگز نے بھی موقع کی نزاکت کو محسوس کیا - اس نے پہلے تو بھونسلا راجہ کو بھاری رشوت دیکر اور پھر سیندھیا کو گوالیار کی واپسی اور کچھ علاقہ کا لالچ دے کر مرہٹوں سے علیحدہ کیا - اور سیندھیا کی معرفت دربار پونا سے صلح کرنے کی کوشش کی - اور پھر سر آئر کوٹ کو بھاری لشکر دے کر مدراس بھیجا - اس بہادر اور قابل جرنیل نے حیدر علی کو ۱۷۸۱ء میں پولی لور - کانجی ورم اور شولنگر کے مقاموں پر شکست دیکر اس کے زور کو توڑ دیا - لیکن اسی سال اس کے بیٹے ٹیپو نے تنجور پر انگریزی افواج کو شکست دی ٭

۱۷۸۲ء میں انگریزوں نے مرہٹوں سے صلح کر لی - جس پر حیدر علی اکیلا میدان میں رہ گیا - لیکن انہی دنوں امیر البحر سفرن کے ماتحت ایک فرانسیسی بیڑا اس کی مدد کے لئے آن پہنچا - جس سے اس کو ڈھارس بندھ گئی - لیکن ابھی اس نے فرانسیسیوں سے مل کر پیش قدمی شروع بھی نہ کی تھی - کہ دسمبر ۱۷۸۲ء میں اس کا انتقال ہو گیا - ۱۷۸۲ء میں یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں صلح ہو گئی - اب ٹیپو اکیلا رہ گیا - لیکن پھر بھی اس نے انگریزی جرنیل سٹوارٹ کو

کدالور کے مقام پر سخت شکست دیکر بنگلور کو گھیر لیا۔

اب وارن ہیسٹنگز نے نانا فرنویس کی معرفت ٹیپو پر زور ڈالا۔ اور آخر عہدنامہ منگلور کے مطابق ۱۷۸۴ء میں میسور کی دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

نتائج - طرفین نے ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے چھوڑ دیئے۔ اور قیدیوں کو رہا کر دیا۔

Q. Write a note on the money difficulties of Hastings and state his treatment of Chet Singh and Begums of Oudh. Imp.

سوال - ہیسٹنگز کی مالی مشکلات پر ایک نوٹ لکھو۔ اور اس کے راجہ چیت سنگھ اور بیگمات اودھ سے سلوک کو بیان کرو۔

مرہٹوں اور حیدر علی کی جنگوں کی وجہ سے وارن ہیسٹنگز کو روپے کی سخت ضرورت تھی۔ نیز انتظام حکومت کے لئے بھی روپیہ درکار تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی بھی ولایت سے روپیہ کے جلدی بھیجنے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ ان وجوہات کے باعث ہیسٹنگز کو سخت مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اسی پریشانی سے تنگ آکر اس نے روپیہ کی وصولی کے لئے چند ناجائز وسائل اختیار کئے۔ ان میں سے دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

راجہ چیت سنگھ سے بدسلوکی

بنگال کونسل نے وارن ہیسٹنگز کی خلاف مرضی اودھ کے نواب آصف الدولہ سے بنارس کا ضلع چھین کر راجہ چیت سنگھ کے حوالے کر دیا تھا۔ اور اس نے اس کے عوض ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج دینا منظور کیا تھا۔ اب مرہٹوں سے جنگ

شروع ہو جانے پر گورنر جنرل کو روپے کی سخت ضرورت پڑی۔ اس لئے اس نے ۱۷۷۸ء میں راجہ چیت سنگھ کو لکھا۔ کہ وہ مقررہ خراج سے پانچ لاکھ روپیہ زیادہ ادا کرے۔ دو سال تک تو وہ یہ زائد رقم دیتا رہا۔ لیکن ۱۷۸۰ء میں اس نے خزانہ کے خالی ہونے کا عذر کیا۔ گورنر جنرل نے اسے گستاخی سمجھ کر اس پر ۵۰ لاکھ روپیہ جرمانہ کر دیا۔ اور روپیہ کی وصولی کے لئے خود فوج لے کر بنارس آ پہنچا۔ اور راجہ کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ راجہ کی فوج اور رعایا نے اشتعال میں آکر انگریزی فوج پر حملہ کر دیا۔ راجہ بھاگ گیا۔ اور ریاست کا خزانہ فوج نے لوٹ لیا۔ اب وارن ہیسٹنگز نے راجہ کے بھتیجے کو ۴۰ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے بدلے بنارس کا راجہ بنا دیا۔ وارن ہیسٹنگز کے اس ناجائز سلوک کو ہندوستان اور انگلستان دونو جگہ بہت ناپسند کیا گیا۔

بیگمات اودھ کا معاملہ

بنارس میں راجہ چیت سنگھ سے روپیہ وصول نہ کر سکنے کے بعد وارن ہیسٹنگز نے آصف الدولہ والئے اودھ کو خراج کی ادائیگی کے لئے لکھا۔ لیکن اس نے کہا۔ کہ میرے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ ہاں اگر بیگمات سے روپیہ لینے کی اجازت ہو۔ تو کمپنی کا خراج ادا ہو سکتا ہے۔ اس پر ہیسٹنگز نے بیگمات پر راجہ چیت سنگھ کی مدد کا الزام لگا کر ان سے کئے ہوئے سابقہ معاہدہ کو منسوخ کر دیا۔ اور نواب کو اُن سے روپیہ وصول کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انتہائی سختی کے ساتھ بیگمات سے ۷۶ لاکھ روپیہ وصول کیا گیا۔ ہیسٹنگز کے اس عمل کو بھی اخلاقی لحاظ سے بہت بُرا سمجھا گیا۔ لیکن میسور اور مرہٹوں کی لڑائیوں نے انگریزی خزانہ خالی کر دیا تھا۔ اور ہیسٹنگز نے انگریزی مفاد کی خاطر ان کارروائیوں کو جائز سمجھا۔

Q. Why was Hastings impeached and what was the result of this impeachment ?

سوال - ہیسٹنگز پر کیوں مقدمہ چلایا گیا - اور اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟

ہیسٹنگز کی بیگمات اودھ اور راجہ چیت سنگھ سے بدسلوکی کی مذمت نہ صرف انگلستان اور ہندوستان کے عوام نے ہی کی - بلکہ کمپنی کے ڈائرکٹروں اور وزیراعظم پٹ نے بھی ہیسٹنگز کی اس پالیسی کو بہت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا - نیز اس کے پرانے دشمن فرانسس نے بھی رائے عامہ کو اس کے برخلاف کر دیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ ۱۷۸۸ء میں دارالامرا میں اس کے برخلاف ایک مقدمہ کھڑا کر دیا گیا - اور اس زمانے کے مشہور سیاست دان اشخاص برگ - فاکس اور شریڈن نے ہیسٹنگز کو مجرم ثابت کرنے کی سخت کوشش کی - اور اس پر روہیلوں کی تباہی - چیت سنگھ اور بیگمات اودھ سے سختی - نند کمار کو پھانسی چڑھایا جانا اور اس کا تحفے تحائف اور نذرانے قبول کرنے وغیرہ کے الزامات لگائے - لیکن ججوں نے ۱۷۹۵ء میں ہیسٹنگز کو تمام الزامات سے بری قرار دیا ؟

مقدمہ کا نتیجہ اس مقدمہ کے دوران میں کمپنی کے انتظام حکومت اور ریگولیٹنگ ایکٹ کے نقائص - کمی اور قسم کی زیادتیوں اور غیر دانشمندانہ کاموں کا انکشاف ہوا - لیکن اس کے ساتھ ہی ہیسٹنگز کی خوبیاں اور اس کی شاندار ملکی خدمات بھی پبلک کو معلوم ہو گئیں ؟

Q. Write a short note on Pitt's India Bill Imp.

سوال - پٹس انڈیا بل پر ایک نوٹ لکھو ؟

وجوہات ۱ - پارلیمنٹ ریگولیٹنگ ایکٹ کی خامیوں کو دور کرنا

چاہتی تھی ÷

۲- خطرہ تھا - کہ جس طرح سے امریکہ کی بستیاں انگریزوں سے آزاد ہوگئی ہیں - کمپنی کی بدانتظامی کے باعث اسی طرح سے کہیں ہندوستان بھی قبضہ سے نہ نکل جاوے ÷

پٹس انڈیا بل کی دفعات

۱- اب کمپنی کے کام کے دو حصے تھے - ایک تجارتی - دوسرا سیاسی - تجارتی کام تو بدستور سابق کمپنی کے ڈائرکٹروں کے ہاتھ میں رہا - لیکن سیاسی کام کے لئے چھ ممبروں کا ایک **بورڈ آف کنٹرول** بنایا گیا - ان ممبروں کی تقرری تاجِ برطانیہ کے ہاتھ میں دی گئی - اور اس کا صدر کمپنی کے کاموں کے متعلق پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ تھا ÷

۲- دیسی ریاستوں سے صلح یا جنگ کرنے کا اختیار اسی بورڈ کو دیا گیا - اور گورنر جنرل کے لئے اس بارے میں بورڈ کی منظوری لازمی کر دی گئی ÷

۳- مدراس اور بمبئی کے گورنر پورے طور پر گورنر جنرل اور اس کی کونسل کے ماتحت کر دیئے گئے ÷

۴- ایسٹ انڈیا کمپنی کو گورنر جنرل مقرر کرنے کا اختیار بدستور رہا - لیکن اس کی تقرری کی منظوری بادشاہِ انگلستان سے حاصل کرنی لازمی کر دی گئی ÷

۵- گورنر جنرل کی کونسل کے ممبران کی تعداد چار کی بجائے تین کر دی گئی - اور گورنر جنرل کو اشد ضرورت کے وقت اس کونسل کی رائے کو رد کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ÷

Q. How far is Warren Hastings responsible for the establishment of the British Power in India? (P.U. 1916. 20) Imp.

سوال - وارن ہیسٹنگز کا ہندوستان میں انگریزی سلطنت قائم کرنے میں کتنا حصہ ہے؟

وارن ہیسٹنگز کی ملکی خدمات

مشہور مورخ وسن کہتا ہے - کہ "ہیسٹنگز ان قابل آدمیوں میں سے جن کی بدولت برطانیہ کو ہندوستان کی حکومت حاصل ہوئی ہے - سب سے زیادہ قابل تھا" وارن ہیسٹنگز بلا شبہ نہایت لائق - دور اندیش اور مستقل مزاج حاکم تھا - مشکلات پر قابو پانے کی اہلیت اس میں بہت زیادہ تھی - اس کے مفصلہ ذیل کام زیادہ مشہور ہیں:-

۱- دو عملی کی موقوفی - اس کی تقرری کے وقت بنگال میں بہت بدنظمی اور بدامنی پھیلی ہوئی تھی - عدالتوں کی رہنمائی کے لئے کسی قسم کا کوئی قانون یا قاعدہ نہ تھا - خزانہ خالی تھا - اور زمین کے لگان کی وصولی کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں تھا - وارن ہیسٹنگز نے لگان کی وصولی کے لئے ہر ایک ضلع میں ایک انگریز کلکٹر مقرر کیا - جو مالیہ کی وصولی کے علاوہ ضلع کی دیوانی اور فوجداری عدالتوں کا افسرِ اعلیٰ بھی تھا - عدالتوں کی رہنمائی کے لئے ایک مجموعہ قانون بنایا - مسلمانوں کی تعلیم کے لئے کلکتہ میں ایک مدرسہ کھولا - اس کی مالی اور عدالتی اصلاحات کا یہ نتیجہ ہُوا - کہ بنگال سے دو عملی دُور ہو گئی - کمپنی کی مالی حالت سدھر گئی - اور وہ ملک کے اندر ایک باقاعدہ اور منظم حکمران بن گئی ÷

۲- مرہٹوں اور حیدر علی کا مقابلہ - بمبئی اور مدراس کی کونسلوں نے مرہٹوں اور حیدر علی سے جنگ کی ابتدا کر کے کمپنی کو تقریباً تباہ کرنے کی کوشش کی - اس وقت ہندوستان میں انگریزوں کو بھونسلا - سیندھیا - گائیکواڑ - ہلکر - پیشوا - نظام

اور حیدر علی کے متحدہ جتھے کا مقابلہ کرنا پڑا - فرانسیسی بحری بیڑا بھی ان کی حمایت پر آن پہنچا تھا - انگلینڈ کی افواج اور بحری بیڑہ یورپ اور امریکہ میں اکیلے ہی تقریبا تمام یورپ اور امریکہ سے مقابلہ کر رہا تھا - اور ایسے وقت میں اس سے مدد کی اُمید کرنی فضول تھی - ان نازک حالات میں انگریزوں کی ڈگمگاتی ناؤ کو سلامتی سے پار لگانا وارن ہیسٹنگز ہی کا کام تھا - یہی وجہ ہے - کہ مورخین ہیسٹنگز کو بجا طور پر ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قائم کرنے والوں میں ایک ممتاز درجہ دیتے ہیں ؛

لارڈ کارنوالس

Q. Give a brief account of the admimstration of Lord Carnwallis with special reference to his judicial and revenue reforms.

(P.U. 1918. 20, 25, 34, 38) Imp

سوال - لارڈ کارنوالس کے عہدِ حکومت کا مختصر حال بیان کرو - اور اس کی مالی اور عدالتی اصلاحات کو واضح طور پر لکھو ؛

لارڈ کارنوالس

لارڈ کارنوالس انگلینڈ کے ایک مشہور اور معزز گھرانے سے تعلق رکھتا تھا - امریکہ کی جنگِ آزادی میں وہ انگریزی افواج کا کمانڈر انچیف تھا وہ ایک بہادر سپاہی - قابل مدبّر اور بے عیب چال چلن کا انسان تھا - بورڈ آف ڈائرکٹرز کا صدر اور وزیر اعظم پٹ اس کے

دوست تھے - اور اکثر ممبرانِ پارلیمنٹ سے اس کا گہرا تعلق تھا - اس کے انگلینڈ میں اس رسوخ کے باعث اس کی سفارشات خاص زور رکھتی تھیں - اسے گورنر جنرل کے عہدے کے علاوہ ہندوستان کی افواج کے کمانڈر انچیف کے بھی اختیارات حاصل تھے *

رشوت ستانی کا علاج

اس سے پہلے کئی دفعہ کوشش کی گئی تھی - کہ ملازمان کمپنی کی تنخواہیں بڑھا دی جاویں - تاکہ وہ تنخواہ پر اچھی طرح گزارہ کر سکیں - اور انہیں پرائیویٹ تجارت اور تحفے تحائف لینے سے روکا جا سکے - اس وقت تک کمپنی نے تنخواہوں میں لاکھوں روپوں کے اضافہ کے مطالبہ کو منظور نہ کیا تھا - لیکن وہ لارڈ کارنوالس کی تجاویز کو ٹھکرا نہ سکی - چنانچہ ہر ایک ملازم کی تنخواہ معقول کر دی گئی - اور اس کی ہر قسم کی بالائی آمدنی بند کر دی گئی - اور رشوت کے مجرموں کے لئے عبرتناک سزائیں مقرر کی گئیں *

نوٹ اس سے پہلے بنارس کے ریذیڈنٹ کی سالانہ تنخواہ صرف ایک ہزار تھی - اور اس کی بالائی آمدنی چار لاکھ سالانہ سے بھی زیادہ تھی - نئے انتظام میں اس کی تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار کر دی گئی - اس انتظام سے قابل آدمی بھی کمپنی کی ملازمت کی خواہش کرنے لگے - اس کے ساتھ کارنوالس نے حکم دیا - کہ سوائے ادنےٰ ملازمتوں کے ہندوستانیوں کو کوئی اعلیٰ نوکری نہ دی جاوے *

عدالتی اصلاحات

سول سروس - ۱ - کارنوالس کے زمانے سے پہلے ہر ایک ضلع میں ایک انگریز کلکٹر ہوتا تھا - جو ضلع کی مالگذاری بھی وصول کرتا تھا - اور ضلع کی دیوانی

عدالت کا صدر بھی ہوتا تھا۔ کارنوالس نے ان دونو آسامیوں کو علیحدہ کر دیا۔ اور اس طرح سے ہر ایک ضلع میں ایک انگریز کلکٹر اور ایک انگریز ڈسٹرکٹ جج مقرر کئے گئے ۔

۲۔ ضلعوں کی عدالتوں کے خلاف اپیل سننے کے لئے کلکتہ۔ مرشد آباد۔ ڈھاکہ اور پٹنہ میں چار بڑی عدالتیں قائم کی گئیں۔ اور ان چار بڑی عدالتوں کے برخلاف اپیلیں صدر دیوانی عدالت اور صدر نظامت عدالت میں دائر ہو سکتی تھیں ۔

۳۔ ہاتھ۔ ناک۔ کان وغیرہ اعضا کے کاٹنے کی وحشیانہ سزاؤں کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور ایک نیا ضابطہ قانون شائع کیا گیا۔ جسے کارنوالس کوڈ کہتے ہیں ۔

۴۔ ہر ایک ضلع میں ڈسٹرکٹ جج کو پولیس کا اعلیٰ افسر بنا دیا گیا۔ اور ضلع میں مختلف تھانے بنا کر ان میں ایک ایک داروغہ مقرر کیا گیا ۔

بندوبست دوامی

کمپنی کی حکومت سے پہلے گورنمنٹ کاشتکاروں سے معاملہ زمین خود وصول نہ کرتی تھی۔ بلکہ اس غرض کے لئے اس نے ایجنٹ یا کارندے مقرر کئے ہوئے تھے۔ یہ کارندے یا ان کی اولاد ایک ہی علاقہ سے کئی پشتوں تک لگان وصول کرتے اور سرکاری خزانہ میں جمع کرتے رہے۔ یہ کارندے زمیندار کہلاتے تھے۔ جب بنگال اور بہار کی دیوانی کمپنی کے ہاتھ میں آگئی۔ تو کلایو نے سابقہ انتظام کو بحال رکھا۔ لیکن وارن ہیسٹنگز نے کمپنی کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے زمینوں کو پانچ سالہ ٹھیکہ پر سب سے زیادہ بولی دینے والے کو دینا شروع کر دیا۔ یہ ٹھیکہ بعد میں ایک سالہ کر دیا گیا۔ اس انتظام میں کئی خرابیاں تھیں ۔

۱۔ کمپنی کی آمدنی غیر یقینی ہو گئی ۔

۲۔ زمیندار نیلامی کے وقت زیادہ بولی پر ٹھیکہ لے لیتے تھے۔ لیکن بعد

میں وہ اپنی رقم ادا نہ کر سکتے تھے۔ اور اس طرح سے آئے دن کئی قسم کے جھگڑے پیدا ہوتے رہتے تھے ؞

۳۔ ٹھیکہ دار زمیندار، زمین کی حالت کو بہتر نہیں بناتے تھے۔ کیونکہ انہیں یقین تھا۔ کہ آئندہ سال شاید یہ زمین ان کے پاس رہیگی یا نہ ؞

۴۔ علاوہ ازیں ٹھیکہ دار زمین کی حالت کو اس ڈر سے بہتر نہ کرتے تھے۔ کہ مبادا آئندہ سال اس کا ٹھیکہ بڑھ جاوے

ان وجوہات کے باعث زمین کا اکثر حصہ بنجر ہونا شروع ہو گیا۔ اور کمپنی کی آمدنی میں بہت کمی ہوگئی۔ اس پر کمپنی کے ڈائرکٹروں نے کارنوالس کو اس میں اصلاح کرنے کو کہا۔ اور کارنوالس نے سرجان شور کو اس کام پر مقرر کیا۔ بہت غور و خوض کے بعد اس نے رپورٹ کی۔ کہ اراضی کے سالانہ نیلام کا طریقہ اچھا نہیں۔ اس لئے اسے منسوخ کر دیا جاوے۔ اور مالگذاری کی رقم زمینداروں کی معرفت ہی وصول کی جاوے۔ اور جب تک وہ زرلگان باقاعدہ ادا کرتے رہیں۔ انہیں زمین کی ملکیت سے نہ ہٹایا جاوے۔ نیز زرلگان کی رقم مقرر کر دی جاوے۔ اور زمینداروں کو یقین دلایا جاوے۔ کہ زمین کی حالت کے بہتر ہو جانے کی صورت میں زرلگان میں زیادتی نہ کی جاوے گی ؞

سرجان شور کی ان سفارشات کو منظور کر کے ۱۷۸۹ء میں اس طریقہ انتظام پر عمل درآمد شروع ہو گیا۔ پہلے پہل تو خیال تھا۔ کہ اسے دس سال کے تجربہ کے طور پر جاری کیا جاوے۔ لیکن کارنوالس نے کمپنی کے ڈائرکٹروں اور وزیر اعظم کی منظوری سے ۱۷۹۳ء میں اس بندوبست کو دوامی کر دیا ؞

دوامی بندوبست کے فائدے	(۱) کمپنی کی آمدنی مقررہ اندر

یقینی ہو گئی - اور اس کے لئے سالانہ بجٹ بنانا آسان ہو گیا۔
۲ - زرِ لگان مقرر ہو جانے کے باعث زمینداروں نے زمین کی حالت کو بہتر بنانا شروع کر دیا ÷
۳ - سرکار کو بار بار کے بندوبست کی تکالیف اور اخراجات سے بچت ہو گئی - اور زمینداروں کو بھی نت نیا بندوبست ہونے کے باعث بے جا اخراجات سے چھٹکارہ مل گیا ÷
۴ - گورنمنٹ اور کاشتکاروں کے درمیان دولتمند اور وفادار زمینداروں کی ایک جماعت قائم ہو گئی جس نے ضرورت کے وقت ہمیشہ سرکار کا ہاتھ بٹایا ÷
۵ - لوگوں کی خوشحالی میں ترقی ہو گئی - اور بنگال ہندوستان کا زرخیز ترین صوبہ بن گیا ÷

بندوبست دوامی کے نقصانات

۱ - اس بندوبست سے زمیندار طبقہ تو خوشحال ہو گیا - لیکن کاشتکاروں کے حقوق کا کوئی فیصلہ نہ کیا گیا - اور انہیں زمینداروں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا ÷
۲ - بنگال کے زمیندار کاشتکاروں سے زمین کی موجودہ پیداوار اور اس کے موجودہ نرخوں کے مطابق زرِ لگان وصول کرتے ہیں - مگر وہ گورنمنٹ کو ۱۷۹۳ء کا مقرر کردہ زرِ لگان ہی دیتے ہیں - اس حساب سے سرکار کو تقریباً نو دس کروڑ روپیہ سالانہ کا خسارہ رہتا ہے ÷
۳ - اب حکومت کے اخراجات میں بہت زیادتی ہو گئی ہے - لیکن بنگال کے مالیہ کی آمدنی بدستور سابق ہے - لہذا اخراجات کے اس اضافہ کی رقم کو دوسرے صوبوں کی آمدنی سے پورا کیا جاتا ہے -

جو صریحاً بے انصافی ہے ۔

Q. Give the causes, events and results of the Third Mysore War.

سوال - میسور کی تیسری جنگ کے اسباب - واقعات اور نتائج بیان کرو ۔

میسور کی تیسری جنگ
١٧٩٠ء سے ١٧٩٢ء

وجوہات - ١- نظام نے گنٹور کا ضلع انگریزوں کے حوالہ کر کے کارنوالس سے فوجی امداد مانگی - تاکہ وہ ٹیپو سے وہ تمام علاقہ واپس لے لے - جو کسی گزشتہ زمانے میں اُس کے باپ حیدر علی نے نظام سے چھینا تھا - انگریزوں کے لئے اس قسم کی مدد دینا ١٧٦٩ء کے عہد نامہ مدراس اور ١٧٨٤ء کے عہد نامہ منگلور کی صریح خلاف ورزی تھی - کیونکہ ان عہد ناموں کے مطابق وہ اُس علاقہ کو میسور کا علاقہ تسلیم کر چکے تھے - تاہم کارنوالس نے ٹیپو کے برخلاف نظام کی مدد کا اقرار کر لیا ۔

٢- ٹیپو کے ہندو رعایا پر مظالم اور اس کی متعصبانہ پالیسی نے مرہٹوں کو ٹیپو کے برخلاف کر دیا ۔

٣- ٹیپو نے ١٧٨٧ء میں سلطان ٹرکی و شاہِ فرانس سے انگریزوں کے برخلاف مدد مانگی - جس سے کارنوالس ٹیپو کا دُشمن ہو گیا ۔

٤- **فوری وجہ** - ٹیپو نے ١٧٨٩ء میں ریاست ٹراونکور پر حملہ کیا - اس ریاست کا راجہ انگریزوں کی پناہ میں آ چکا تھا - اس لئے کارنوالس نے مرہٹوں و نظام کو اپنے ساتھ ملا کر ٹیپو کے برخلاف اعلانِ جنگ کر دیا ۔

واقعات - جنگ کے پہلے ایام میں انگریزوں کو کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی - آخر ١٧٩٠ء میں کارنوالس خود مدراس پہنچا اور بنگلور فتح کر لیا - بعد میں سرنگاپٹم کے قریب اری کیرا کے مقام پر ٹیپو کو

شکست دی۔ لیکن جلدی ہی ٹیپو نے انگریزی افواج کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور کارنوالس کو بنگلور میں محصور کر لیا۔ حالات نازک ہو گئے۔ لیکن مرہٹوں کا ایک بڑا لشکر مدد کے لئے آپہنچا۔ جس نے ٹیپو کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کیا۔ آخر ۱۷۹۲ء میں اتحادیوں نے ٹیپو کو سرنگا پٹم میں محصور کر لیا۔ جب ٹیپو نے مقابلے کی تاب نہ دیکھی۔ تو صلح کی درخواست کی۔

نتائج۔ ۱۷۹۲ء کے عہد نامہ سرنگا پٹم کے مطابق اتحادیوں اور ٹیپو میں صلح ہو گئی۔

۱۔ ٹیپو نے اپنا نصف علاقہ اتحادیوں کے حوالے کیا۔ جس کو انہوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ انگریزوں کو ڈنڈیگل۔ کورگ۔ بارامحل اور مالابار کے اضلاع ملے۔

۲۔ ٹیپو نے تین کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ جس میں سے نصف تو اُسی وقت ادا کر دیا۔ اور باقی نصف کی ادائیگی تک اپنے دو بیٹے انگریزوں کے پاس بطور یرغمال رکھے۔

سر جان شور

Q. Describe the policy of Sir John Shore and its results.

سوال۔ سر جان شور کی پالیسی اور اس کے نتائج بیان کرو۔

عدم مداخلت کی پالیسی اس پالیسی کا مدعا یہ تھا۔ کہ کمپنی دیسی ریاستوں کے معاملات میں دخل نہ دے۔ اور پٹس انڈیا بل کے پاس ہونے کے بعد خاص ہدایات جاری کر دی گئیں۔ کہ توسیع سلطنت کے خیال کو ترک کر دیا جاوے۔ سر جان شور

اور سرجارج بارلو نے اس پالیسی پر پورے طور پر عمل درآمد کیا ۔

نتائج - اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا - کہ انگریزوں کے ہندوستانی دوست رؤسا کو انگریزی مدد نہ مل سکی - اس لئے انہوں نے فرانسیسی افسروں کی خدمات حاصل کریں - اور انگریزوں سے اتحاد بے فائدہ سمجھ کر انگریزوں کے مخالفین کے ساتھ شامل ہونے پر مجبور ہو گئے - نیز زبردست ریاستوں نے کمزور ریاستوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا ۔

Q. Write short notes on the Battle of Kurdla and Oudh affairs during the time of Sir John Shore.

سوال - کردلا کی جنگ اور سرجان شور کے زمانے میں معاملاتِ اودھ پر مختصر نوٹ لکھو ۔

کردلا کی جنگ ۱۷۹۵ء

مرہٹوں نے نانا فرنویس کی سرکردگی میں نظام کے علاقہ پر چڑھائی کی - نظام نے انگریزوں کو سابقہ معاہدوں اور خدمات کا واسطہ دیکر مدد کے لئے بلایا - لیکن سرجان شور نے عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند ہو کر اسے مدد دینے سے انکار کر دیا - اس کے علاوہ اسے ڈر تھا - کہ نظام کی مدد دینے سے انگریزوں اور ٹیپو و مرہٹوں میں پھر لڑائی شروع ہو جاویگی - مرہٹوں نے ۱۷۹۵ء میں کردلا کے مقام پر نظام کو شکستِ فاش دیکر اس کی طاقت کو بالکل تباہ کر دیا - آخر نظام نے کئی ضلعے اور تین کروڑ روپیہ بطور تاوانِ جنگ ادا کر کے آئندہ سے ان کا خراجگذار بن کر رہنا منظور کر لیا ۔

اودھ کے معاملات

۱۷۹۷ء میں آصف الدولہ نواب وزیر والئے اودھ نے وفات پائی - اور اس

کی جگہ اس کی کنیز کا لڑکا وزیر علی نواب بنا - لوگ وزیر علی سے ناخوش تھے - اور اودھ میں سخت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی - شمال مغرب کی طرف سے شاہ زماں کے حملے کا بھی خطرہ تھا - اس لئے سر جان شور نے وزیر علی کو تخت سے اتار کر مرحوم نواب کے بھائی **سعادت علی خاں** کو چند شرائط پر نواب بنایا - اس کی سپاہ کی تعداد گھٹا کر دس ہزار کر دی - الہ آباد کا علاقہ کمپنی کے قبضے میں کر لیا گیا - اور نواب نے آئندہ کمپنی کو انگریزی کنٹنجنٹ فوج کے لئے ۷۶ لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرنا منظور کر لیا - اور وعدہ کیا - کہ آئندہ کسی بیرونی ریاست سے براہ راست کوئی تعلق نہ رکھے گا ٭

Q. Write short notes on :—Mahadaji Sindhia. Ram Shastri, Nana Farnvis, Raghoba and Raghoji. Imp

سوال - مہاداجی سیندھیا - رام شاستری - نانا فرنویس - رگھوبا - راگھوجی پر نوٹ لکھو ٭

مہاداجی سیندھیا

راناجی پیشوا باجی راؤ کا ایک ادنےٰ ملازم تھا - جس نے ترقی کر کے گوالیار میں اپنی حکومت قائم کر لی - اس کا بیٹا مہاداجی بڑا بہادر اور قابل سیاستدان تھا - وہ پانی پت کی تیسری لڑائی میں لنگڑا ہو گیا - اس کے بعد اس نے اپنی افواج کی کمان ایک فرانسیسی افسر **ڈی بوین** کے حوالے کی - اور فرانسیسی افسروں کو ملازم رکھ کر اپنی فوجوں کو قواعد دان بنایا - اور ان افواج کی مدد سے اس نے دہلی اور اس کے گرد و نواح کو فتح کر کے شاہ عالم ثانی کو پھر سے دہلی کا بادشاہ بنایا - اور خود اس کا سرپرست بنا - مرہٹوں کی پہلی لڑائی میں اس نے انگریزی افواج کو تلی گاؤں کے مقام پر شکست دی - وارن ہیسٹنگز نے آخر کار اس سے دوستانہ تعلقات قائم

کرکے اس کے ذریعے نانا فرنویس سے عہدنامہ سلبئی کیا۔ غلام قادر روہیلہ
نے ۱۷۸۸ء میں ہلکر کی مدد سے دہلی فتح کرلی۔ اور بوڑھے مغل بادشاہ کی آنکھیں
نکلوا دیں۔ اور بیگمات اور شہزادوں کو بہت تکلیفیں پہنچائیں۔ ۱۷۹۲ء میں مہاداجی
نے ہلکر کو پسپا کرکے غلام قادر کو شکست دی۔ اور اسے قتل کرا کر شاہ عالم ثانی
کو پھر سے تخت پر بٹھایا۔ اس سردار کی خدمات کے باعث بادشاہ نے مادھوراؤ
پیشوا کو وکیل مطلق اور مہاداجی کو نائب وکیل مطلق کا خطاب دیا۔ انگریزوں
کی بڑھتی طاقت کو دیکھ کر اس نے نانا فرنویس کو ٹیپو سلطان سے اتحاد کر
کے انگریزوں کے برخلاف لڑنے کو تیار کیا۔ لیکن ۱۷۹۴ء میں اچانک اس
کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کا بھتیجا دولت راؤ سیندھیا حاکم گوالیار مقرر ہوا۔

رام شاستری۔ مادھوراؤ کا ایک برہمن مرہٹہ جج تھا۔ جس نے نہایت
بے خوفی اور منصف مزاجی سے چوروں۔ ڈاکوؤں اور دیگر مجرموں کو عبرتناک
سزائیں دیکر ملک سے جرائم کی تعداد کو بہت کم کر دیا۔ اس کی پرائیویٹ
زندگی نہایت سادہ اور پاک تھی۔

نانا فرنویس۔ ذات کا برہمن اور مادھوراؤ۔ نرائن راؤ۔ مادھو
راؤ نرائن اور باجی راؤ ثانی کا وزیر باتدبیر تھا۔ نہایت لائق۔ بڑا معاملہ
فہم و نکتہ شناس اور سیاست کا پتلہ تھا۔ ساری عمر مرہٹوں کی طاقت
اور عظمت بڑھانے میں خرچ کی۔ وہ حقیقی معنوں میں مرہٹوں کا لیڈر
تھا۔ رگھوبا کو اسی نے پیشوا نہ بننے دیا تھا۔ اس نے مرہٹوں کی پہلی لڑائی
میں انگریزوں کا سخت مقابلہ کرکے مادھوراؤ نرائن کو اُن سے پیشوا تسلیم
کرایا۔ اسی کے تدبر نے تمام مرہٹہ سرداروں کو پیشوا کے جھنڈے تلے
جمع رکھا۔ جب تک زندہ رہا۔ کسی دشمن کو مرہٹوں کی طرف نظر پھیر کر
دیکھنے کا بھی حوصلہ نہ ہوا۔ ۱۷۹۵ء میں تمام مرہٹہ سرداروں کو ساتھ
لے کر نظام حیدرآباد پر چڑھائی کی۔ اور کردلا کے میدان میں اسے

شکست دیکر اس کی سیاسی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ ۱۸۰۰ء میں اس عظیم الشان مرہٹہ سیاستدان نے انتقال کیا۔ اور اس کی وفات کے ساتھ ہی مرہٹوں کی طاقت کو بھی زوال آگیا۔ مرہٹہ جتھے میں تفریق پیدا ہو گئی۔ اور وہ آپس میں لڑنے لگے۔ اور آخرکار ایک ایک کر کے انگریزوں سے شکست کھا کر تباہ ہو گئے ؞

رگھوبا۔ باجی راؤ پیشوائے دوم کا بیٹا اور بالاجی باجی راؤ کا سپہ سالار تھا۔ اس نے دہلی اور پنجاب کو فتح کر کے مرہٹہ سلطنت کو دریائے سندھ تک وسعت دی۔ وہ ایک بہادر سپاہی اور قابل جرنیل تھا۔ لیکن پیشوا بننے کی خواہش نے اس کو بہت ذلیل کر دیا۔ اور نانا فرنویس اور دوسرے مرہٹہ سرداروں کی مخالفت کے باعث اس نے بھی مہاراجہ جے چند کی طرح غیروں سے اپنے بھائیوں کو کچلوانا چاہا۔ اور انگریزوں کی مدد سے نانا فرنویس اور مرہٹوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اور آخرکار تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لے کر سیاسی زندگی سے علیحدہ ہو گیا ؞

راگھوجی بھونسلا

یہ سردار شروع شروع میں پیشوا کا ایک معمولی ملازم تھا۔ لیکن ترقی کر کے برار اور ناگپور کا راجہ بن گیا۔ اس نے علی وردی خاں نواب بنگال کو شکست دیکر اس سے چوتھ وصول کی۔ اور اوڑیسہ کا صوبہ اپنے علاقہ میں ملا لیا۔ انگریزوں اور مرہٹوں کی پہلی جنگ میں نانا فرنویس کے ساتھ شامل تھا۔ لیکن بعد میں وارن ہیسٹنگز سے بہت سا روپیہ لے کر اس لڑائی سے علیحدہ ہو گیا۔ نانا فرنویس کی وفات کے بعد مرہٹوں کی دوسری جنگ میں سر آرتھر ولزلی نے اسے کئی شکستیں دیکر اس سے اوڑیسہ اور بہت سا علاقہ چھین لیا۔ اور اسے انگریزی اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

لارڈ ولزلی

Q. Describe the political condition of India at the time of Wellesley's arrival and discuss his policy of annexation. Imp.

سوال - لارڈ ولزلی کی آمد کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت بیان کرو۔
نیز اس کی الحاق کی پالیسی پر مختصر بحث کرو۔

ہندوستان کی سیاسی حالت

مرہٹے - ہندوستان میں اس وقت مرہٹوں کی سلطنت سب سے بڑی اور وسیع سلطنت تھی - اور مرہٹہ سردار ہر طرف اپنی طاقت کو بڑھا رہے تھے ۔ ۱۷۹۵ء میں اُنہوں نے نظام کو شکست دیکر اس کو باجگذار بنا لیا تھا - ان سرداروں میں دولت راؤ سیندھیا سب سے زیادہ طاقتور تھا - اس کی فوجیں قواعد دان اور فرانسیسی افسروں کے ماتحت تھیں - دہلی کا مغل بادشاہ اس کی پناہ میں تھا - دہلی - آگرہ - علی گڈھ وغیرہ اضلاع کے علاوہ گوالیار اور وسطِ ہند کے وسیع علاقے اس کے قبضے میں تھے - رگھوبا کا لڑکا باجی راؤ پیشوا تھا - لیکن دراصل ساری طاقت نانا فرنویس کے ہاتھ میں تھی - اس لئے ان دونو کے درمیان سخت دشمنی تھی - جسونت راؤ ہلکر مالوہ کا حاکم تھا - اس نے راجپوتانہ کی اکثر ریاستوں اور وسطِ ہند میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی - ہلکر اور سیندھیا دونوں میں سخت عناد تھا - گائکواڑ والئے بڑودہ مرہٹوں کی پہلی جنگ کے وقت سے دل سے انگریزوں کا دوست تھا - اگرچہ ظاہرا طور پر نانا فرنویس سے سرتابی کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا - یہ تمام مرہٹے سردار

قرب وجوار کے علاقوں کے فتح کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اور ملک کے اندر لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم تھا ؀

نظام ۔ اگرچہ وسیع علاقے کا مالک تھا۔ لیکن کردلا کی ۱۷۹۵ء کی جنگ کے بعد مرہٹوں سے سخت خائف اور ان کا باجگزار تھا۔ انگریزوں کے سلوک سے ناراض ہوکر اس نے فرانسیسی افسروں کو اپنی فوج کی تنظیم اور تربیت کے لئے ملازم رکھ لیا تھا ؀

ٹیپو ۔ ۱۷۹۲ء کی شکست کے بعد اس نے اپنی مالی اور فوجی حالت کو از سر نو سدھارنا شروع کر رکھا تھا۔ اس نے شاہِ زماں والئے کابل اور جرنیل نپولین کو جو ان دنوں مصر میں جنگ کر رہا تھا۔ مدد کے لئے لکھا۔ یہ سلطان دکن میں انگریزوں کا سخت دشمن تھا۔

کرناٹک ۔ محمد علی مر چکا تھا۔ اور اب اس کا بیٹا عمدۃ الامرا نواب تھا۔ لیکن اس کی طاقت برائے نام تھی۔ وہ بھی انگریزوں سے رہائی چاہتا تھا ؀

اودھ ۔ سعادت علی خاں نواب اودھ بہت کمزور اور ناقابل حکمران تھا۔ اب یہ ریاست انگریزوں کی مدد کے بغیر قائم نہ رہ سکتی تھی

پنجاب ۔ شاہِ زماں والئے کابل کے ماتحت تھا۔ لیکن یہاں سکھوں نے اپنی مثلیں بناکر ہر جگہ لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ یہاں رنجیت سنگھ کی طاقت بڑھ رہی تھی

انگریز ۔ بنگال بہار۔ شمالی سرکار۔ مدراس۔ بمبئی وغیرہ علاقوں کے مالک تھے۔ پٹس انڈیا بل کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے سر جان شور عدم مداخلت کی پالیسی پر چل رہا تھا۔ اور اس پالیسی کے باعث انگریزوں کی دوست ریاستیں بھی ان کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔ اور وہ تمام متحد ہوکر انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی فکر کر رہی تھیں ؀

لارڈ ولزلی کی پالیسی

اگر ہندوستانی ریاستوں کو متحد ہو کر انگریزوں کے برخلاف متحدہ محاذ بنانے کا موقع دے دیا جاتا۔ تو انگریزی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ نیز یورپ میں فرانس انگلینڈ کے اقتدار کو تباہ کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ اور ہندوستان میں فرانسیسی ہر ایک بڑی دیسی ریاست میں دیسی افواج کو قواعد دان اور منظم بنا رہے تھے۔ ولزلی نے ۱۷۹۸ء میں آتے ہی تمام حالات کا جائزہ لیا۔ اور فوراً بھانپ لیا۔ کہ سرجان شور کی پالیسی انگریزوں کے لئے بہت غیر مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس لئے اس نے انگریزی حکومت کو ہندوستان میں سب سے افضل بنانے کے لئے دو طریقے اختیار کئے۔ اول سب سڈی ایری سسٹم۔ دوسرا فتوحات وغیرہ سے غیر انگریزی علاقہ کا الحاق ٭

Q. Describe main features and results of Lord Wellesley's Subsidiary system. Imp.

سوال ۔ لارڈ ولزلی کے سب سڈی ایری سسٹم کی بڑی بڑی دفعات اور اس کے نتائج بیان کرو ٭

سب سڈی ایری سسٹم

ولزلی نے دیسی ریاستوں کو انگریزوں کا دست نگر اور انگریزی اقتدار کو سب سے افضل بنانے کے لئے ایک طریقہ جاری کیا۔ جسے سب سڈی ایری سسٹم کہتے ہیں۔ اس طریق انتظام کو قبول کرنے والی ریاست کا حکمران مفصلہ ذیل اہم شرائط کو تسلیم کرتا تھا ٭

۱۔ کمپنی ہماری حاکم اعلےٰ ہے ٭

۲ - کمپنی کی اجازت کے بغیر ہم کسی ریاست سے جنگ یا صلح نہ کرینگے ÷
۳ - انگریزوں کے سوائے کسی یوروپین کو ملازم نہ رکھیں گے ÷
۴ - اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے ایک انگریزی کنٹجنٹ فوج رکھیں گے جس کا خرچ ریاست ادا کریگی ÷
۵ - اپنے دربار میں ایک انگریزی ریذیڈنٹ رکھیں گے ÷
۶ - دوسری ریاستوں سے جھگڑے کی صورت میں انگریز ہمارے ثالث ہونگے - اور اُن کا فیصلہ قطعی ہوگا ÷

ان شرائط کے عوض میں کمپنی اقرار کرتی تھی - کہ وہ ریاست کے اندرونی انتظام میں دخل نہ دیگی - اور اندرونی شورش - بغاوت یا غیر ملکی حملے کی صورت میں ریاست کی حفاظت کریگی ÷

نظام حیدرآباد نے اس امدادی طریقہ کو فوراً منظور کر لیا - لیکن ٹیپو اور مرہٹوں کے لیڈر نانا فرنویس نے اس کو اپنی آزادی کے منافی سمجھ کر رد کر دیا - اس لئے ٹیپو سے جنگ کی گئی - اور اس کے مارے جانے کے بعد میسور ایک ہندو راجہ کرشن کو دیدیا گیا - جس نے اس طریق کو منظور کر لیا - نانا فرنویس کی وفات کے بعد ہلکر نے پیشوا باجی راؤ ثانی کو شکست دی - وہ اپنے باپ رگھوبا کی طرح انگریزوں کے پاس چلا گیا - اور ان کے امدادی طریق کو تسلیم کر لیا - سیندھیا اور بھونسلا نے اپنے لیڈر پیشوا کی پیروی نہ کی - اس پر انگریزوں نے انہیں شکست دی - اور آخر انہوں نے اور بعد میں ہلکر وغیرہ ریاستوں نے سب سڈی ایری سسٹم کو قبول کر لیا ÷

نتائج

فوائد - ۱ - کمپنی ہندوستان کی سب سے بڑی حکمران جماعت بن گئی - اور ہندوستان کے بہت سے حصّہ پر اس کا قبضہ ہو گیا ÷

۲- ملک بد امنی اور لوٹ مار سے بچ گیا۔
۳- فرانسیسی اثر اور اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔
۴- انگریزوں کو ریاستوں کے خرچ پر ایک تربیت یافتہ فوج مل گئی۔ جس نے آئندہ لڑائیوں میں اس کی بہت مدد کی۔

نقائص - اندرونی اور بیرونی حملوں سے بے فکر ہو جانے کے باعث دیسی راجہ اور نواب بڑے غیر ذمہ وار آرام طلب اور عیاش ہو گئے - اور ان کی ریاستوں میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔

Q. State the causes, events and results of the Fourth Mysore War. (P.U. 1937) Imp.

سوال - میسور کی چوتھی لڑائی کے اسباب - واقعات اور نتائج بیان کرو۔

میسور کی چوتھی لڑائی

وجوہات - ٹیپو سلطان نے فرانسیسوں اور شاہ زمان والئے کابل سے خط و کتابت کر کے انہیں انگریزوں کے خلاف اپنی مدد کے لئے بلایا۔ ولزلی نے اس کے متعلق اس سے جواب مانگا - اور اسے سب سڈی ایری سسٹم کے قبول کرنے کے لئے لکھا۔ ٹیپو نے اسے ماننے سے انکار کر دیا - اس پر ولزلی نے سلطان کے برخلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔

واقعات - مدراس کی انگریزی فوج نے جنرل ہیرس کے ماتحت اور بمبئی کی فوج نے جنرل سٹوارٹ کے ماتحت میسور پر چڑھائی کی - شمال کی طرف سے سر آرتھر ولزلی بھی نظام کی افواج کو لے کر ان کی مدد کو آ گیا - ٹیپو نے پہلے تو جنرل سٹوارٹ کا مقابلہ کیا - لیکن سداسیر کے مقام پر شکست کھائی - پھر جنرل ہیرس کی طرف رُخ کیا - ملاولی کے مقام پر اُس سے بھی شکست کھائی - پھر ان

افواج نے ٹیپو کو سرنگا پٹم میں گھیر لیا۔ جہاں وہ مردانہ وار لڑتا ہُوا مارا گیا۔ اور ۱۷۹۹ء میں شہر فتح ہو گیا ÷

نتائج ۔ ۱۔ دکن میں انگریزوں کے سب سے بڑے دشمن ٹیپو کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ساتھ ہی فرانسیسوں کو اس ریاست سے نکلنا پڑا ÷

۲۔ ولزلی نے ٹیپو کے بیٹوں کو نظر بند کر کے ان کی پنشن مقرر کر دی۔ اور ریاست میسور کے کچھ حصّہ کو حیدر علی کے معزول کردہ خاندان کے ایک پنج سالہ ہندو لڑکے کرشن کے حوالے کر کے اُسے میسور کا راجہ بنا دیا۔ اس راجہ نے سب سڈی ایری سسٹم کو قبول کر لیا ÷

۳۔ راجہ کی نابالغی کے زمانے میں ریاست کے انتظام کے لئے ایک انگریزی کونسل آف ریجنسی مقرر ہوئی ÷

۴۔ کنارا ۔ قائمبٹور ۔ وینا د وغیرہ کے اضلاع انگریزی علاقہ میں شامل ہوئے۔ اور کچھ علاقہ نظام کو بھی دیا گیا ÷

Q. Give an account of the Treaty of Basein.

سوال ۔ عہدنامہ بسین کا حال لکھو ÷

ہلکر کا پونا پر قبضہ

مشہور مرہٹہ مدبر نانا فرنویس ۱۸۰۰ء میں مر گیا۔ اس کی وفات پر ہلکر اور سیندھیا دونو نے پیشوا کو اپنے زیرِ اثر لانے کی کوشش کی۔ پیشوا نے سیندھیا کو ترجیح دی۔ اس پر جسونت راؤ ہلکر نے پونا پر حملہ کر کے سیندھیا اور پیشوا کی متحدہ افواج کو ۱۸۰۲ء میں شکست دی ۔ باجی راؤ بھاگ کر بسین میں انگریزوں کے پاس چلا گیا۔ ہلکر نے پونا میں ایک اپنے آدمی امرت راؤ کو پیشوا مقرر کر دیا۔ اس پر

باجی راؤ ثانی نے ۳- دسمبر ۱۸۰۲ء کو انگریزوں سے عہدنامہ بسین کر لیا -

عہدنامہ بسین ۱۸۰۲ء

اس عہدنامہ کی رو سے:-

۱- پیشوا نے کمپنی کو حاکم اعلےٰ مان لیا - اور اس کی منظوری کے بغیر کسی اور ریاست سے صلح یا جنگ نہ کرنے کا اقرار کیا +

۲- پیشوا نے پونا میں ایک انگریزی کنٹجنٹ فوج رکھنے اور اس کے اخراجات کے لئے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ کا ایک علاقہ انگریزوں کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا +

۳- پیشوا نے وعدہ کیا - کہ میں انگریزوں کے مخالف یورپین اقوام کے آدمیوں کو اپنے دربار میں ملازم نہ رکھوں گا +

۴- پیشوا نے نظام اور گائکواڑ سے اپنے تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے کمپنی کو ثالث مان لیا - اور تمام سیاسی معاملات میں گورنر جنرل کے احکام پر چلنے کا اقرار کیا +

۵ پیشوا سورت کے دعوے سے دست بردار ہوگیا - اور اس نے کمپنی اور گائکواڑ کے معاہدہ کو تسلیم کر لیا +

۶- انگریزوں نے اقرار کیا - کہ وہ باجی راؤ کو پیشوائی کی گدی پر بحال کر دینگے - اور اس کے مخالفین سے اس کی حفاظت کرینگے +

عہدنامہ بسین کی اہمیت

اس عہدنامہ نے پیشوا کی آزادی کو سلب کر دیا - آخرکار اسی عہدنامہ کی بدولت تمام مرہٹہ سرداروں کو انگریزوں کی اطاعت قبول کرنی پڑی +

Q. Briefly describe the causes, main events and results of the Second Marhatta War. Imp.

سوال - مرہٹوں کی دوسری لڑائی کے اسباب - مشہور واقعات اور نتائج مختصر طور پر بیان کرو ؛

مرہٹوں کی دوسری لڑائی
سنہ ۱۸۰۳-۴ء

وجوہات - عہدنامہ بسین سے پیشوا نے اپنی خود مختاری کھو دی - چونکہ وہ مرہٹوں کا لیڈر تھا - اس لئے اس کی اطاعت تمام مرہٹوں کی اطاعت کے مترادف تھی - لہذا سیندھیا اور بھونسلا نے اپنی قومی عزّت اور آزادی برقرار رکھنے کے لئے کمپنی کی طاقت سے ٹکر لینے کا فیصلہ کر لیا - اور نظام کی سرحد کے قریب اپنی افواج جمع کرنی شروع کر دیں - گورنر جنرل نے انہیں وہاں سے فوجیں ہٹا لینے کو کہا - وہ نہ مانے - اس پر جنگ کا اعلان کر دیا گیا ؛

واقعات - گورنر جنرل نے بہت سی تیاری کے بعد لارڈ لیک کو شمال کی طرف سے اور جنرل ولزلی کو جنوب کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا - جنرل ولزلی نے پہلے احمد نگر کو فتح کیا - پھر سنہ ۱۸۰۳ء میں سیندھیا اور بھونسلا کی متحدہ افواج کو اسئی کے مقام پر شکست دی - اس جنگ میں مرہٹے بڑی بہادری سے لڑے اور ۱/۳ حصّہ انگریزی فوج بھی کام آئی - اس کے بعد بھونسلا کو ارگاؤں کے مقام پر ایک اور شکست ملی - جس پر راگھوجی بھونسلا نے عہدنامہ دیوگاؤں کر کے انگریزوں سے صلح کر لی - اور بالاسور اور کٹک کے اضلاع کمپنی کے حوالے کئے - اور سب سڈی ایری سسٹم کو مان لیا ؛

معرکہ لاسواری
۹ - نومبر سنہ ۱۸۰۳ء

لارڈ لیک نے سنہ ۱۸۰۳ء میں سیندھیا کی افواج سے علی گڑھ چھین لیا - اور دہلی فتح کر کے

شاہ عالم ثانی کو انگریزی حمایت میں لے لیا۔ بعد ازاں سیندھیا کی باقی افواج کو لاسواری کے مقام پر شکستِ فاش ہوئی۔ آخر سیندھیا نے عہدنامہ سرجی ارجن گاؤں کے ذریعے انگریزوں سے صلح کر لی۔

نتائج۔ سیندھیا نے سب سڈی ایری سسٹم قبول کر لیا۔ انگریزوں کو بھڑوچ۔ احمد نگر اور گنگا جمنا کا درمیانی علاقہ اور دہلی و آگرہ ملے۔ بھونسلا سے کٹک و بالاسور ملنے سے مدراس اور بنگال کے انگریزی علاقے آپس میں مل گئے۔

Q. Briefly describe the Third Marhatta War

سوال۔ مرہٹوں کی تیسری جنگ کے حالات لکھو۔

مرہٹوں کی تیسری لڑائی
۱۸۰۳-۴ء

وجوہات۔ ۱۔ سیندھیا سے دشمنی کے باعث ہلکر مرہٹوں کی دوسری جنگ میں شریک نہ ہوا تھا۔ ۱۸۰۳ء میں اس نے انگریزوں کی پناہ میں آئی ہوئی راجپوت ریاستوں کو خوب لوٹا۔ جس پر ولزلی نے اسے اس حرکت سے باز رہنے کو کہا۔ لیکن اس نے پروا نہ کی۔

۲۔ اس نے کئی انگریز افسروں کو جو اس کے ملازم تھے۔ قتل کرا دیا۔

۳۔ ہلکر نے اجمیر پر حملہ کر دیا۔ اس پر انگریزوں اور ہلکر میں جنگ شروع ہو گئی۔

واقعات۔ اس جنگ میں انگریزی افواج نے چاروں اطراف سے ہلکر کو گھیرنا شروع کر دیا۔ جنرل لیک شمال سے۔ جنرل ولزلی دکن سے اور کرنل مانسون گجرات سے حملے کے لئے بڑھے۔ اور اندور پر قبضہ کر لیا۔ اب ہلکر نے مرہٹوں کا پرانا طریقہ جنگ اختیار کر لیا۔ اور کرنل مانسون

کو آگے بڑھنے دیا - جب وہ راجپوتانہ کے مکندرہ درہ کے قریب پہنچا - تو ہلکر کے لشکر نے اس پر ایک سخت حملہ کر کے اسے بھگا دیا - اس پر بھرت پور کا راجہ بھی ہلکر سے مل گیا - کرنل اختر لونی نے ان دونو کی افواج کو دہلی کے قریب شکست دی - پھر ۱۸۰۴ء میں فریزر اور مانسون کی متحدہ افواج نے ہلکر کو ڈیگ کے مقام پر شکست دیکر اس کی تقریباً تمام توپیں چھین لیں - اسی اثنا میں لارڈ لیک نے ہلکر کو فرخ آباد کے قریب شکست دی - لیکن بھرتپور کے قلعہ کو تسخیر نہ کر سکا - پھر بھی ہلکر کی دیگر مقامات پر پسپائی نے راجہ بھرتپور کو مجبور کیا - کہ وہ انگریزوں سے صلح کر لے - آخر کار ہلکر بھاگ کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس پنجاب چلا گیا - ابھی جنگ جاری تھی - کہ کمپنی کے ڈائرکٹروں نے ولزلی کو واپس انگلینڈ بلا لیا - اور نئے گورنر جنرل سر جارج بارلو نے ہلکر سے صلح کر لی :۔

نتائج - ہلکر کو اس کے تمام سابقہ علاقے واپس کر دئے گئے - اور انگریزوں نے آئندہ اس کے معاملات میں دخل نہ دینے کا اقرار کیا - اور راجپوتوں سے کمپنی کے معاہدوں کو ترک کر کے ان کو ہلکر کے رحم پر چھوڑ دیا - نیز سیندھیا کو گوالیار - اور گوہد کے قلعے واپس کر دیئے :۔

Q. Write a note on the annexations of Wellesley.

سوال - لارڈ ولزلی کے الحاقات پر ایک نوٹ لکھو :۔

لارڈ ولزلی نے تین طریقوں سے ریاستوں کو انگریزی عملداری میں شامل کیا :۔

۱- بد نظمی کے الزام میں - تنجور - سورت اور کرناٹک کو بد نظمی کے باعث ان کے حکمرانوں کی وفات پر انگریزی عملداری

میں شامل کر لیا گیا - اور ان کے وارثان کو پنشنیں دے دی گئیں -

۲- سب سڈی ایری سسٹم کے نتیجہ کے طور پر - میسور کی فتح کے بعد نظام کو بلاری اور کڈاپا کے اضلاع دئے گئے تھے - اب یہ اضلاع نظام سے اس کی کنٹنجنٹ فوج کے خرچ کے عوض میں لے لئے گئے - اس طرح سے نواب اودھ سے کنٹنجنٹ فوج کے اخراجات وغیرہ کے لئے روہیل کھنڈ - گورکھ پور اور گنگا و جمنا کے درمیانی اضلاع لئے گئے ÷

۳- فتوحات کے باعث - میسور کی فتح پر کنارا - کائمبٹور اور دہ بناد کے اضلاع اور قلعہ سرنگا پٹم - بھونسلا کو شکست دیکر کٹک اور بالاسور - سیندھیا کو شکست دیکر بھڑوچ - احمد نگر - گنگا و جمنا کے درمیانی دو آب کے چند اضلاع - آگرہ اور دہلی کے علاقے انگریزی عملداری میں شامل ہوئے ÷

Q. How far is Lord Wellesley responsible for the establishment of British Supremacy in India? (P.U. 1921, 23, 27, 28, 33) **Imp.**

سوال - ہندوستان میں انگریزی حکومت کو مضبوط کرنے میں لارڈ ولزلی نے کہاں تک کام کیا ہے ؟

لارڈ ولزلی کی آمد کے وقت کمپنی بنگال - بہار - شمالی سرکار اور تھوڑے سے اور علاقے کی حکمران تھی - باقی کا سارا ہندوستان مختلف دیسی ریاستوں میں منقسم تھا - اور وہ تقریباً سارے کے سارے کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں کے مخالف تھے - اور ساتھ ہی ایک دوسرے کو ہضم کرنے کی فکر میں تھے (تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۳۰۵) ÷

ایسے نازک حالات میں لارڈ ولزلی نے پٹس انڈیا بل کی دفعات اور کمپنی کے ڈائرکٹروں کے امتناعی احکام کی پرواہ نہ کر کے پیش قدمی کی پالیسی اختیار کی - اور سب سڈی ایری سسٹم کے اجرا - الحاق - اور فتوحات کے باعث نہ صرف انگریزی حکومت کو تباہی سے ہی بچا لیا - بلکہ اسے اتنا مضبوط اور مستحکم کر دیا - کہ آئندہ کسی حریف کو کامیابی سے اس سے ٹکر لینے کا حوصلہ نہ پڑا ؂

ولزلی کے کارنامے

سب سے پہلے ولزلی نے اپنے بھائی آرتھر ولزلی کی مدد سے دل شکستہ اور انگریزوں سے برگشتہ نظام کو پھر سے انگریزوں کی دوستی کا یقین دلا کر سب سڈی ایری سسٹم کے مطابق اس کو اپنے ماتحت کیا - اس کے بعد اودھ کو بھی اسی لڑی میں پرو دیا - اور ٹیپو کو اسی طریق پر صلح کرنے کو لکھا - لیکن جب اس نے انگریزوں کی دوستی پر اُن کی دشمنی کو ترجیح دی - تو ایک زبردست ہاتھ سے اس کی طاقتور حکومت کا خاتمہ کر دیا - اور میسور کے نئے حاکم کو اپنی اطاعت میں لے لیا ؂

اس کے بعد ولزلی نے مرہٹوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان کو ایک ایک کر کے زیر کر لیا - پہلے پیشوا باجی راؤ ثانی سے عہد نامہ بسین کر کے ۱۸۰۳ء میں مرہٹوں کی مرکزی حکومت کو کمپنی کے ماتحت کیا - جب سیندھیا اور ہلکر نے پیشوا کی اس اطاعت کو قومی ہتک سمجھ کر انگریزوں سے ٹکر لی - تو ولزلی نے انہیں شکست دیکر سب سڈی ایری سسٹم کے قبول کرنے پر مجبور کیا - اور ساتھ ہی ان سے بہت سا علاقہ لے کر انگریزی سلطنت کو وسعت دی - آخر میں ہلکر سے جنگ کر کے اس کی فوجی طاقت

ہندوستان کی حالت
۱۸۰۵ء
افغانستان
تبت
نیپال
بھوٹان
راجپوتانہ
بنگال
خلیج بنگال
بحیرہ عرب
لنکا
بحر ہند
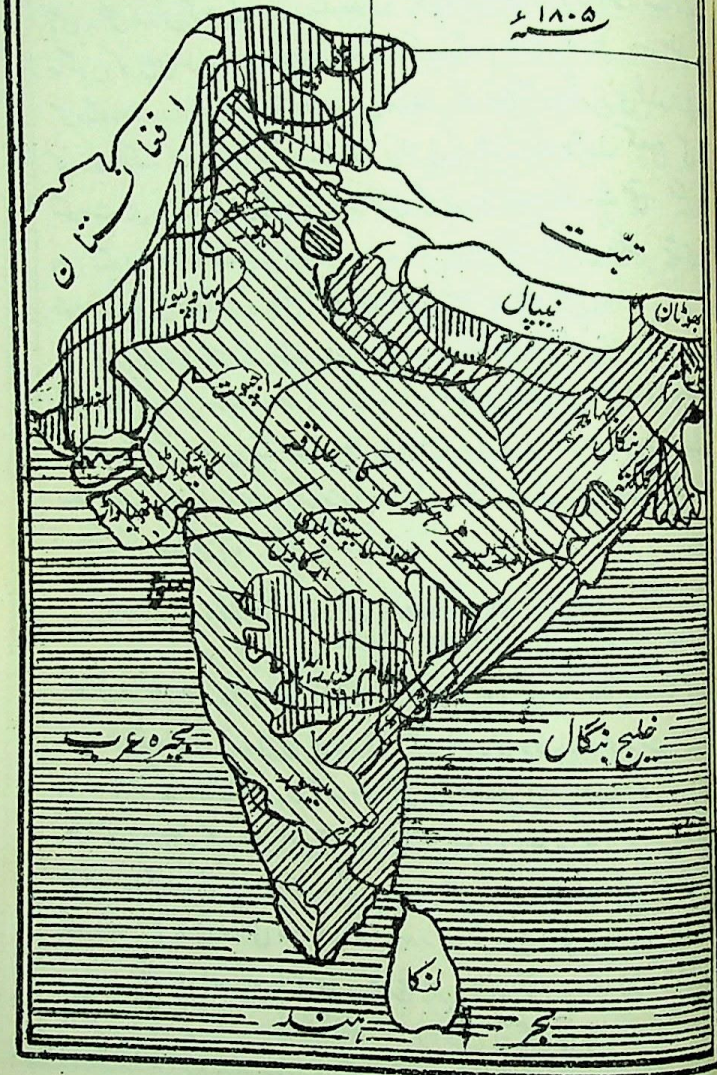
کو توڑ دیا - ان فتوحات کے ذریعے ہندوستان سے فرانسیسی اثر و رسوخ کو بھی بالکل زائل کر دیا - اس کے علاوہ تنجور - کرناٹک اور سورت کے حاکموں کو اچھی طرح سے حکومت نہ کر سکنے کے باعث تخت سے علیحدہ کر کے اور اودھ اور نظام سے کچھ علاقے لے کر انگریزی عملداری کو دور تک پھیلا دیا - قصہ کوتاہ ولزلی کی آمد کے وقت کمپنی کی حکومت بھی ہندوستان کی دیگر حکومتوں کی طرح ایک حکومت تھی - لیکن اس کے واپس جانے کے وقت صرف انگریزی حکومت ہی ایک بڑی حکومت بن چکی تھی - اور باقی تمام حکومتیں مطیع ہو چکی تھیں +

اکبر کی طرح اس کو ہندوستان کا ایک چھوٹا سا غیر محفوظ علاقہ دیا گیا - جو چاروں طرف سے زبردست دشمنوں سے گھرا ہؤا تھا - لیکن اس نے پانچ سالوں کے اندر اپنی لیاقت - بہادری اور تدبر سے نصف سے زیادہ ہندوستان کو انگریزوں کے زیر اقتدار کر کے وہاں ایک مستحکم حکومت کی بنیاد ڈالی +

. Q. Write short notes on Sir George Barlow's policy and the Vellore Mutiny.

سوال - سر جارج بارلو کی پالیسی اور ویلور کی بغاوت پر نوٹ لکھو +

لارڈ ولزلی کی واپسی پر لارڈ کارنوالس کو دوبارہ گورنر جنرل بنا کر بھیجا گیا - لیکن وہ اپنی آمد کے تین ماہ بعد مر گیا - اور اس کی جگہ کونسل کا سینئر ممبر سر جارج بارلو گورنر جنرل مقرر ہؤا - سر جارج عدم مداخلت کی پالیسی کا سرگرم پیرو تھا - اس لئے اس نے فوراً ہلکر سے صلح کر لی - اس کے عہد کا مشہور واقعہ ویلور کی بغاوت ہے +

ویلور کی بغاوت ۱۸۰۶ء

وجہ - فوج میں چند قواعد نافذ کئے گئے مثلاً ایک خاص وضع کی پگڑی باندھنا - جو

انگریزی ٹوپ سے ملتی تھی - ڈاڑھی کو ایک خاص طرح سے ترشوانا - ماتھے پر تلک نہ لگانا وغیرہ وغیرہ - سپاہ نے سمجھا - کہ حکومت ان کے مذہب کو بگاڑ کر انہیں عیسائی بنانا چاہتی ہے ÷

واقعات - ایک سو کے قریب انگریز سپاہی اور افسر قتل ہوئے - آخر کرنل گلیسپی نے بغاوت کو فرو کیا ÷

نتائج - سر جارج بارلو کو تنزل کر کے مدراس کا گورنر اور ولیم بنٹنگ گورنر مدراس اور سر جان کریڈک کمانڈر انچیف کو واپس انگلینڈ بلا لیا گیا - نئے نافذ کردہ قواعد منسوخ کئے گئے - اور ٹیپو کے نظربند بیٹے جن پر سپاہیوں کے اکسانے کا شبہ کیا گیا - کلکتہ بھیج دئے گئے ÷

لارڈ منٹو

۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء

Q. What do you know about Lord Minto and his internal and foreign policy ?

سوال - لارڈ منٹو اور اس کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کے متعلق تم کیا جانتے ہو ÷

لارڈ منٹو ہندوستان کا گورنر جنرل بننے سے پہلے بورڈ آف ڈائرکٹرز کا پریذیڈنٹ رہ چکا تھا - اس کے عہد کے مشہور واقعات حسب ذیل ہیں :-

ٹراونکور میں بدامنی — ریذیڈنٹ نے کمپنی کے بقایا کی فوری ادائیگی کا مطالبہ کیا - اس پر راجہ نے

خزانہ میں روپیہ کی کمی کے باعث کنٹنجنٹ فوج کو کم کرنے کی درخواست کی۔ ریذیڈنٹ کو راجہ کے اس رویہ سے سرکشی کی بُو آئی۔ اور اس ساری شرارت کا الزام وزیر اعظم پر لگایا گیا۔ اس لئے اسے علیحدہ کر دیا گیا۔ جس پر ۱۸۰۸ء میں ریاست میں بغاوت ہوگئی۔ انگریزی فوج نے جلدی ہی اس بغاوت کو دبا دیا ⁂

بندھیل کھنڈ یہ علاقہ باجی راؤ ثانی نے کنٹنجنٹ فوج کے خرچ کے عوض انگریزوں کو دیا تھا۔ لیکن مرہٹہ سرداروں نے یہاں باہمی لڑائی جھگڑے برپا کر رکھے تھے۔ اس لئے انگریزی فوج بھیج کر ان سرداروں کی سرکوبی کی گئی۔ اور امن بحال کیا گیا ⁂

فرانسیسی خطرے کو بالکل مٹا دینے کے لئے لارڈ منٹو نے ۱۸۱۰ء میں ایک مہم جزیرہ مارشیس کو بھیجی اور اسے فتح کر لیا۔ نیز ۱۸۰۹ء میں فرانسیسوں کے دوست ہالینڈ کے مقبوضات مجمع الجزائر مشرقی کو بھی ایک مہم بھیج کر فتح کر لیا۔ لیکن ۱۸۱۵ء کے عہد نامہ کی رُو سے یہ علاقے ہالینڈ کو پھر واپس مل گئے ⁂

خارجیہ پالیسی لارڈ منٹو کے زمانے میں یورپ میں انگلستان اور فرانس میں جنگ شروع تھی۔ روس فرانس کا مددگار تھا۔ اس لئے یہ خیال عام تھا۔ کہ نپولین ایران اور افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ اس لئے گورنر جنرل نے سرحدی ممالک میں اپنی سفارتیں بھیج کر اُن سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے ⁂

۱- ایران کی سفارت - کرنل میلکم کے ماتحت بھیجی گئی۔ جس نے شاہِ ایران سے اقرار کرا لیا۔ کہ وہ انگریزوں کے کسی دشمن کو اپنے علاقہ سے گزرنے نہ دیگا ⁂

۲- افغانستان میں الفنسٹن کو بھیجا گیا۔ تاکہ شاہ شجاع والئے

کابل سے صلح کرے - لیکن افغانوں نے شاہ شجاع کو نکال دیا - اس لئے یہ سفارت ناکام واپس آئی ٭

۳- سندھ میں سر چارلس نیپئر کو بھیجا گیا - اور امیران سندھ نے فرانسیسوں کو اپنے علاقے سے نکال دینے کا اقرار کیا ٭

۴- پنجاب میں سر چارلس مٹکاف کو بھیجا گیا - جس نے ۱۸۰۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ سے عہدنامہ امرتسر کیا - اور دریائے ستلج دونو سلطنتوں کے درمیان حد فاصل قرار دیا گیا - اور مہاراجہ نے انگریزوں کی دوستی کا اقرار کیا ٭

چارٹر کی تجدید ۱۸۱۳ء

۱۸۱۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے چارٹر کی مزید بیس سال کے لئے تجدید کرائی گئی - اس کے مطابق ہندوستان کی تجارت تمام انگریزوں پر کھول دی گئی - صرف چین کی تجارت کمپنی کے اجارہ میں رہ گئی - نیز کمپنی نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ ہندوستانیوں کی تعلیم پر خرچ کرنا منظور کیا ٭

مارکوئس آف ہیسٹنگز
۱۸۱۳ء سے ۱۸۲۳ء تک

Q. Give a brief account of the Nepal War, Imp.

سوال - انگریزوں اور گورکھوں کی جنگ کا مختصر حال لکھو ٭

جنگ نیپال

وجوہات - نیپالی گورکھوں نے نواب اودھ کے تقریباً دو صد گاؤں پر قبضہ کر لیا - بعد میں ۱۸۱۴ء میں انہوں نے دو انگریزی اضلاع شوراج اور بتوال

کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا - لارڈ ہیسٹنگز نے انہیں ان اضلاع کو خالی کرنے کو لکھا - لیکن گورکھوں نے کوئی پروا نہ کی - اس پر گورنر جنرل نے نیپال پر چڑھائی کا حکم دیدیا ٭

واقعات - انگریزی افواج نے چار حصّوں میں منقسم ہو کر مختلف اطراف سے چڑھائی کی - جنرل گلیسپی - وُڈ - مارلے اور اختر لونی ان کے کمانڈر تھے - پہاڑی راستوں کی ناواقفیت اور گورکھوں کی بہادری سے پہلے تین جرنیل اپنی افواج سمیت تباہ ہو گئے - لیکن اختر لونی نے گورکھا سپہ سالار امر سنگھ سے ملاؤں کا قلعہ فتح کر لیا - اور آخر اسے کھٹمانڈو کے قریب کلوان پور پر شکست دیکر صلح پر مجبور کیا ٭

نتیجہ - ۱۸۱۶ء میں عہدنامہ سگولی مرتب کر کے اس جنگ کو ختم کر دیا گیا ٭

شرائط - ۱ - کماؤں - گڑھوال - الموڑہ - نینی تال کے اضلاع - ترائی کا کچھ علاقہ اور ڈیرہ دون اور شملہ کے اضلاع کا کچھ حصّہ انگریزوں کے حوالے کر دیئے گئے ٭

۲ - گورکھوں نے ایک انگریزی ریذیڈنٹ اپنے دربار میں رکھنا منظور کر لیا ٭

اس صلح کا بڑا نتیجہ یہ ہوا - کہ نیپال کی دوستی سے انگریزوں کو فوجی بھرتی کے لئے گورکھا سپاہی ملنے شروع ہو گئے ٭

Q. Who were the Pindaris ? What measures were taken by Hastings to extirpate them.

سوال - پنڈارے کون تھے - ہیسٹنگز نے اُن کی بیخ کنی کس طرح سے کی؟

پنڈارے | پنڈارے ڈاکوؤں اور لٹیروں کا ایک گروہ تھا - جس

یں ہر مذہب و ملّت کے لوگ شامل تھے - ان میں سے بہت سے وہ سپاہی تھے - جن کو نوابوں اور راجاؤں نے سب سڈی ایری سسٹم قبول کرنے کے بعد اپنی افواج سے علیحدہ کر دیا تھا - اور وہ ڈاکو بن گئے تھے - نیز ان میں وہ جرائم پیشہ لوگ بھی شامل تھے - جو انگریزوں یا دیسی ریاستوں سے جرائم کر کے بھاگ آتے تھے ؞

یہ لوگ بڑے ظالم بے رحم اور غارت گر تھے - مرد تو درکنار عورتیں اور بچے بھی ان کی سفاکیوں سے محفوظ نہ تھے - اور اسی لئے وہ ان کے ہاتھ میں پڑنے کی نسبت خودکشی کو ترجیح دیتے تھے - مالوہ اور وسط ہند کے جنگلات ان کا مرکز تھے - جہاں سے وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں نہایت تیزی سے گاؤں اور دیہات پر حملہ کرتے اور لوٹ لینے کے بعد اکثر انہیں آگ کی نذر کر دیتے تھے - ۱۸۱۵ء میں ان لوگوں نے حیدر آباد کی ریاست میں بھی لوٹ مار کی - اور ۱۸۱۶ء میں ان لیٹروں کے گروہوں نے شمالی سرکار کے انگریزی علاقے کے تین صد سے زیادہ دیہات کو تباہ کر دیا ؞

پنڈاروں کی بیخ کنی

اس پر ہیسٹنگز نے پہلے تو وسطِ ہند کی مرہٹہ ریاستوں اور سیندھیا و ہلکر وغیرہ سے عہد نامے کر کے انہیں پنڈاروں کی مدد سے علیحدہ کر دیا - اور پھر ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے پنڈاروں کو جن کی تعداد چالیس پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی - گھیر کر تباہ کر دیا - ان کے لیڈر امیر خاں نے اطاعت قبول کر لی - اس واسطے اسے ٹونک کا نواب بنا دیا گیا - ایک اور پنڈارہ لیڈر کریم خاں کو بھی ہتھیار ڈال دینے کے عوض میں گنیش پور کی جاگیر عطا ہوئی - واصل محمد نے خودکشی کر لی - اور چیتو کو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا -

اس طرح سے وسطِ ہند کو اس بلا سے نجات ملی ؞

Q Give a brief account of the Fourth Marhatta War. (P.U. 1937) Imp.

سوال - مرہٹوں کی چوتھی لڑائی کا مختصر حال بیان کرو ؞

مرہٹوں کی چوتھی لڑائی
۱۸۱۷-۱۸ء

وجوہات - پیشوا باجی راؤ ثانی اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنا چاہتا تھا - اور اس غرض کے لئے وہ ہلکر اور بھونسلا سے سازباز کر رہا تھا ؞

فوری وجہ - پیشوا اور گائیکواڑ کے پاس خراج کے متعلق عرصے سے تنازعہ چلا آتا تھا - اس لئے گائیکواڑ کا وزیر گنگا دھر شاستری انگریزی حفاظت کے وعدے پر ۱۸۰۵ء میں پُونا گیا - اور وہاں پیشوا کے وزیر ترمبک جی نے اسے قتل کرا دیا - جس پر انگریزی ریذیڈنٹ نے ترمبک جی کو قید کر دیا - لیکن وہ جلدی ہی فرار ہو گیا - اور مرہٹہ فوج جمع کرنی شروع کر دی - انگریزوں نے اس تمام کارروائی میں پیشوا پر شبہ کیا - اس لئے اس سے ایک نیا عہدنامہ کیا گیا - جس کے مطابق احمد نگر کا علاقہ اس سے لے لیا گیا - اور مرہٹوں کی سرداری کا دعوےٰ بھی اس سے چھڑا لیا گیا ؞

اس مجبوری کے عہدنامہ نے باجی راؤ کو انگریزوں کا سخت دشمن بنا دیا ؞

واقعات - ۱ - پیشوا نے ۱۸۱۷ء میں پونا کی ریذیڈنسی پر حملہ کر کے اسے جلا دیا - لیکن انگریزی فوج نے اسے کرکی کے مقام پر شکست دی - اور وہ بھاگ گیا ؞

۲- آپا صاحب والئے ناگپور اور ہلکر کی سپاہ نے پیشوا کی مدد کی - اس پر انگریزوں نے آپا صاحب کو سیتنا بلدی کے مقام پر اور ہلکر کی افواج کو مہد پور کے مقام پر شکست دی ÷

۳- اس اثنا میں پیشوا پھر اپنی افواج کو اکٹھا کر کے شمال کی طرف بڑھا - لیکن اشٹی اور کوری گاؤں کے مقاموں پر شکست کھا کر ہتھیار ڈال دیئے ÷

نتائج - ۱- باجی راؤ ثانی کو پنشن دیکر کانپور کے قریب بٹھور کے مقام پر نظر بند کر دیا گیا - اور اس کا تمام علاقہ انگریزی عملداری میں شامل ہؤا ÷

۲- پیشوا کے عہدہ کا خاتمہ ہو گیا - اور ستارہ کی ریاست سیواجی کے خاندان کے ایک لڑکے کو دی گئی ÷

۳- آپا صاحب کو گدی سے اتار کر اس کی جگہ اس کے ایک شیرخوار پوتے کو ناگپور کا باجگذار راجہ بنایا گیا - اور بھونسلا کے بہت سے علاقے کو انگریزی حکومت میں ملا لیا گیا ÷

۴- ملہار راؤ ہلکر نے سب سڈی ایری سسٹم مان لیا - اور بہت سا علاقہ انگریزوں کے حوالے کیا ÷

۵- سیندھیا کو بھی باجگذار بنا کر اس سے بہت سا علاقہ لے لیا گیا ÷

Q. Give an account of the outstanding achievements of the Marquis of Hastings.
(P.U. 1939) **Imp.**

سوال - مارکوئیس آف ہیسٹنگز کے مشہور کارنامے بیان کرو ÷

لارڈ ولزلی نے مرہٹوں کی طاقت کو کم کیا - لیکن لارڈ ہیسٹنگز نے اس کے باقی ماندہ کام کو پورا کر کے مرہٹہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا - لارڈ ہیسٹنگز کی آمد کے وقت اس کے پیشروؤں

کی کمزور پالیسی کے باعث ہندوستان کی مرہٹہ ریاستیں پھر سے آزادی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔ پنڈارے وسط ہند میں بدنظمی اور بربادی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ گورکھے شمال کی طرف سے بڑھ رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر لارڈ ہیسٹنگز نے عدم مداخلت کی پالیسی کو ترک کر کے پیش قدمی کی پالیسی کو اختیار کیا۔ سب سے پہلے اس نے گورکھوں سے لڑائی کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے اپنا دوست بنا لیا۔ پھر ایک زبردست فوج سے پنڈاروں کا قلع قمع کیا۔ بعد ازاں مرہٹوں سے جنگ کر کے پیشوا۔ بھونسلا اور ہلکر کو شکست دی۔ اور مرہٹوں کی طاقت کا خاتمہ کر کے پیشوا کے عہدے کو اڑا دیا۔ اور کمپنی کی حکومت کو پنجاب کے جنوب سے راس کماری تک پھیلا دیا۔ اس کے علاوہ ہیسٹنگز نے کئی ایک اصلاحات بھی کیں۔ جن سے ملک کی خوشحالی اور امن و امان میں بڑی مدد ملی۔

Q. Write a short note on the reforms of Lord Hastings.

سوال۔ لارڈ ہیسٹنگز کی اصلاحات بیان کرو؟

اصلاحات۔ ۱۔ لارڈ ہیسٹنگز نے انتظامی اور عدالتی محکموں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔

۲۔ عدالتی انتظام کے لئے ہندوستانیوں کو زیادہ بھرتی کرنا شروع کیا۔ اور انہیں منصف اور امین کے عہدے دئے گئے۔

۳۔ ورنیکلر تعلیم کے لئے مدارس قائم کئے۔ اور راجہ رام موہن رائے کی مدد سے ۱۸۱۷ء میں کلکتہ میں پہلا کالج قائم کیا۔

۴۔ ہندوستانی اخباروں پر سے سنسر شپ ہٹا لی۔

ہندوستان کی حالت
۱۸۲۳ء
تبت
نیپال
بنارس
خلیج بنگال
بحیرہ عرب
انگریزی مقبوضات
مقبوضات زیر مدد برطانیہ
لنکا
بحر ہند
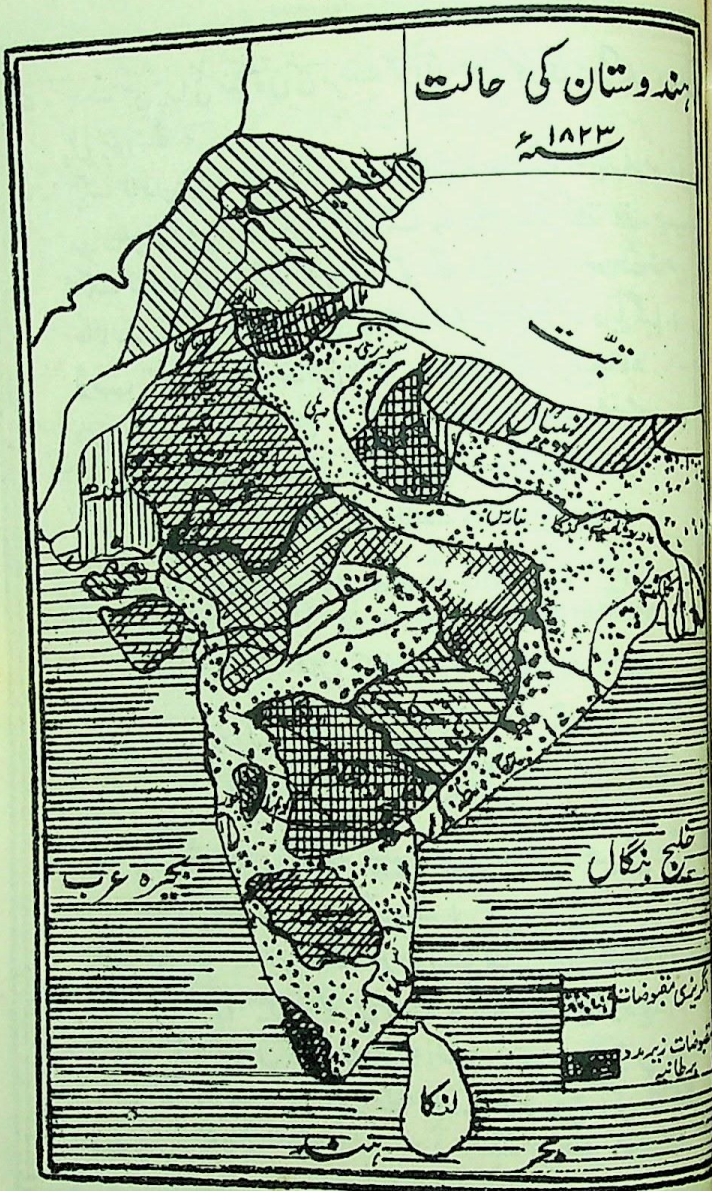
۵ - بہت سی پرانی سڑکوں کی مرمت کرائی - اور کئی نئی سڑکیں اور پل بنوائے ؞

۶ - ایک قانون بنایا - جس کی رو سے بنگال و بہار کے زمیندار موروثی مزارعین کو زمین سے اُس وقت تک بے دخل نہ کر سکتے تھے - جب تک کہ وہ مقررہ زرِ لگان ادا کرتے رہیں - نیز سوائے خاص حالات کے ان کے زرِ لگان کو بڑھانا ممنوع قرار دیا گیا ؞

نوٹ - باجی راؤ ثانی نے اپنی پنشن سے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ اس غرض سے دیا - کہ اس روپیہ کے سود سے احاطہ بمبئی کے لوگوں کی تعلیمی حالت کو درست کیا جاوے - آج تک بمبئی یونیورسٹی اسی سود سے طلباء کو وظائف دے رہی ہے ؞

Q. Give the causes of the decline and fall of the Marhatta Power. (P.U. 1914, 23) Imp.

سوال - مرہٹہ طاقت کے زوال کے اسباب لکھو ؞

مرہٹوں کے زوال کے اسباب

۱ - سیواجی کے جانشین نالائق - نکمے اور عیاش تھے ؞

۲ - پہلے چار پیشواؤں کے بعد پیشوا بھی کمزور اور عیاش ہوگئے - جس سے وہ ملک کا انتظام نہ کر سکے ؞

۳ - سیواجی اپنے افسروں کو نقد تنخواہ دیتا تھا - لیکن پیشواؤں نے تنخواہ کے عوض انہیں جاگیریں دینے کا قاعدہ جاری کر دیا - اور انہیں اپنی جاگیروں کو بڑھانے کا اختیار دے دیا - جس سے مرہٹہ سردار بہت زور پکڑ گئے - اور آخرکار پیشوا کی طاقت سے باہر ہوگئے ؞

۴- مرہٹہ سردار حسد رکھنے کے باعث آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ جس سے ان کی فوجی طاقت کمزور ہو گئی۔
۵- پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کے بہت سے قابل جرنیل مارے گئے۔ اور ان کی فوجی طاقت قریباً قریباً تباہ ہو گئی۔
۶- رگھوبا اور مادھو راؤ نارائن نابالغ پیشوا کے جھگڑوں نے ان کی طاقت کو کمزور اور انگریزی طاقت کو طاقتور کر دیا۔
۷- نانا فرنویس کے مرنے کے بعد ان میں اتحاد نہ رہا۔
۸- مرہٹوں نے اپنے قدیمی طریقہ جنگ کو چھوڑ کر میدانوں میں لڑنا شروع کر دیا۔ اور آخر کار میدانی جنگوں میں انگریزوں سے ہار گئے۔
۹- مرہٹوں کا اپنی مرہٹہ رعایا سے سلوک بھی اچھا نہ تھا۔
۱۰- فرانسیسوں اور انگریزوں کی رقابت نے مرہٹوں کو آپس میں لڑوا دیا۔ اور اس طرح سے وہ کمزور ہو گئے۔

لارڈ ایمہرسٹ

۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۸ء تک

Q. Briefly describe the causes, events and results of the First Burmese War. (P.U. 1938) Imp.

سوال۔ برما کی پہلی جنگ کی وجوہات۔ واقعات اور نتائج مختصراً بیان کرو۔

پہلی جنگ برما
۱۸۲۴ء سے ۱۸۲۶ء

وجوہات۔ شاہِ برما نے اراکان۔ مرتبان۔ اور تناسرم کے صوبے فتح کر کے اپنی سلطنت کو بہت بڑھا لیا۔ اور ۱۸۱۸ء

میں گورنر جنرل کو لکھا۔ کہ ڈھاکہ۔ مرشد آباد اور چاٹگاؤں کے اضلاع بھی اس کے حوالے کر دے۔ لیکن ہیسٹنگز نے اس مطالبہ کی پروا نہ کی۔ ۱۸۲۲ء میں برمی جرنیل مہا بندولا نے آسام اور منی پور فتح کر لئے۔ اور ریاست کچھاد پر جو انگریزوں کی حفاظت میں تھی۔ حملہ کر دیا۔ نیز ۱۸۲۳ء میں اس نے کمپنی کے ایک جزیرے شاہ پوری پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس پر جنگ شروع ہو گئی۔

واقعات۔ انگریزی افواج نے خشکی اور تری دونو طرف سے حملہ کیا۔ خشکی کی فوج کو مہابندولا نے رامو کے مقام پر تباہ کر ڈالا۔ لیکن دوسری فوج کے کمانڈر سر آرچی بالڈ نے رنگون فتح کر لیا۔ اب مہابندولا مقابلہ پر آیا۔ لیکن وہ دنابیو کے مقام پر مارا گیا۔ اور برمی افواج کو شکست ہوئی۔ انگریزی فوج بڑھتی ہوئی برما کے دار الخلافہ آوا کے قریب جا پہنچی۔ اس پر شاہ برما کی درخواست پر عہد نامہ یندبو کے مطابق صلح ہو گئی۔

نتائج۔ ۱۔ آسام۔ تناسرم اور اراکان کے صوبے انگریزوں کو مل گئے۔

۲۔ آوا میں ایک انگریزی ریذیڈنٹ رہنے لگا۔

۳۔ شاہِ برما نے ایک کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ ادا کیا۔

لارڈ ایمہرسٹ کے زمانے کا دوسرا مشہور واقعہ قلعہ بھرتپور کی فتح ہے۔ راجہ کی وفات پر اس کے نابالغ بیٹے بلونت سنگھ کو اس کے چچا زاد بھائی درجن سال نے قید کر کے خود تخت پر قبضہ کر لیا۔ بلونت سنگھ کے حامیوں کی درخواست پر لارڈ ایمہرسٹ نے لارڈ کیمبر میر کو بھیج کر اس قلعہ کو فتح کر کے بلونت سنگھ کو راجہ بنایا۔ اور اس کے بالغ ہونے تک انتظامِ سلطنت ایک کونسل

کے سپرد کر دیا۔

لارڈ ایمہرسٹ نے شملہ کو پہلی دفعہ گورنمنٹ ہند کا گرمائی صدر مقام بنایا۔

لارڈ ولیم بنٹنک

۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

Q Briefly describe the social, administrative and educational reforms of Lord Bentinck.
(P.U. 1925, 33, 37) V Imp.

سوال - لارڈ ولیم بنٹنک کی مجلسی - انتظامیہ اور تعلیمی اصلاحات کا مختصر حال بیان کرو۔

ولیم بنٹنک کا زمانہ اس کی شاندار اصلاحات کے لئے بہت مشہور ہے - اور انہی اصلاحات کی بدولت ہندوستانی آج تک اس کو بڑی عزت اور محبت سے یاد کرتے ہیں۔

اصلاحات

مالی اصلاحات - لارڈ بنٹنک نے کمپنی کے خزانہ کو پُر کرنے کے لئے مفصلہ ذیل اصلاحات جاری کیں۔

۱- فوجی افسروں کا بھتہ جو کلکتہ سے ۴۰۰ میل کے اندر رہتے تھے۔ نصف کر دیا۔

۲- قابل ہندوستانیوں کو انگریزوں سے کم تنخواہ دیکر بڑی بڑی اسامیوں پر مقرر کرنا شروع کر دیا۔

۳- مالوہ کی افیون پر محصول لگا دیا گیا۔

۴- ممالک مغربی و شمالی (موجودہ صوبہ آگرہ) کا نیا بندوبست کرایا۔

۵- سول اور فوجی محکموں میں تخفیف کر کے بہت سی بچت کی گئی +

مجلسی اصلاحات

۱- انسدادِ ستی - ہندوؤں میں قدیم زمانے سے یہ رسم چلی آتی تھی - کہ جب کسی عورت کا خاوند مرجاتا تو وہ اس کی لاش کے ساتھ زندہ جل مرتی تھی - کئی عورتیں تو درحقیقت خاوند کی محبّت کے باعث ایسا کرتی تھیں - لیکن اکثر کو صرف رسم کے پورا کرنے کے لئے آگ کی نذر ہونا پڑتا تھا -

اکثر انگریز حاکم اس رسم کو مذہبی سمجھ کر اس میں دخل نہیں دیتے تھے - لیکن ولیم بنٹنک نے تمام مخالفتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے ۱۸۲۹ئہ میں ستی کی رسم کو قانوناً جرم - اور ستی ہونے پر مجبور کرنا یا اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی مدد دینا قتلِ عمد میں اعانت کے جرم کے برابر قرار دیا - بنگال کے مشہور ریفارمر راجہ رام موہن رائے نے گورنر جنرل کو اس رسم کے ہٹانے میں بڑی مدد دی +

۲- انسداد ٹھگی - ٹھگی کا رواج بھی ہندوستان میں بہت پرانا ہے - یہ قاتل اور لٹیرے لوگ درگا دیوی کی پوجا کرتے تھے - ان کا اعتقاد تھا - کہ یہ دیوی انسانی قربانی سے بہت خوش ہوتی ہے - اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کو قتل کرنا کارِ ثواب سمجھتے تھے - یہ لوگ ناواقف مسافروں کو دھوکہ دیکر علیحدہ جگہ میں لے جاکر ان کا گلا گھونٹ دیتے تھے - اس کام کے لئے ان کے گروہ سوداگروں اور یاتریوں کے بھیس میں ملک کے ہر حصّے میں پھرتے رہتے تھے - لیکن وسطِ ہند ان کا خاص مرکز تھا - یہ لوگ خفیہ اشاروں کے ذریعے ایک دوسرے کو اپنا مطلب سمجھا دیا کرتے تھے - پشتہا پشت سے ان لوگوں کا یہی پیشہ

چلا آتا تھا - لارڈ بنٹنک نے میجر سلیمن کو ان کی بیخ کنی پہ مقرر کیا - اور اس نے چھ سال کی متواتر کوششوں سے ہزارہا ٹھگوں کو گرفتار کر کے پھانسی اور قید کی سزائیں دلوائیں - اور ملک کو ان ظالموں سے نجات دلائی ÷

۳- انسدادِ دختر کشی - راجپوتوں میں یہ بُری رسم تھی - کہ وہ لڑکی کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے - لارڈ ولیم بنٹنک نے اس بُرے رواج کا بھی خاتمہ کر دیا ÷

۴- انسانی قربانی کا انسداد - گونڈ اور کئی وحشی قوموں میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے انسانی قربانی کا رواج تھا - ولیم بنٹنک نے اسے قانوناً جرم قرار دیکر بند کرا دیا ÷

انتظامی اصلاحات

۱- ولیم بنٹنک نے ہندوستانیوں کو بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر مقرر کرنے کا حکم دیدیا ÷

۲- ضلع کے کلکٹر اور ڈسٹرکٹ جج کے عہدوں کو ملا کر ایک ہی انگریز حاکم کے سپرد کر دیا - اور کلکتہ - ڈھاکہ - مرشد آباد اور پٹنہ کی عدالتہائے اپیل کو توڑ دیا ÷

۳- ممالک مغربی و شمالی کا ایک علیحدہ صوبہ بنا کر اس کا صدر مقام الہ آباد مقرر کیا - اور وہاں ایک ہائی کورٹ اور ایک دفتر محکمہ مال کھولا گیا ÷

۴- عدالتوں کی زبان فارسی کی بجائے اردو قرار دی گئی ÷

۵- گورنر جنرل کی کونسل میں قانونی ممبر کی ایک اسامی ایزاد کی گئی - اور پہلا قانونی ممبر مسٹر میکالے مقرر ہوا ÷

تعلیمی اصلاحات

۱۸۱۳ء سے ہندوستانیوں کی تعلیم کے لئے

ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کیا جا رہا تھا - لیکن یہ سارا روپیہ مشرقی زبانوں کی تعلیم پر ہی خرچ ہوتا تھا - ولیم بنٹنک کی کونسل کے قانونی ممبر مسٹر میکالے کا خیال تھا - کہ یہ روپیہ بجائے سنسکرت - فارسی یا عربی پر خرچ کرنے کے انگریزی تعلیم پر خرچ کیا جاوے - اور انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جاوے - بہت بحث مباحثہ کے بعد ۱۸۳۵ء میں مسٹر میکالے کی تجاویز مان لی گئیں - اور ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کلکتہ میں ایک میڈیکل کالج اور بمبئی میں الفنسٹن کالج قائم کئے گئے - اس تبدیلی سے ہندوستانیوں کے لئے انگریزی علوم دفنون سائنس اور فلسفہ وغیرہ کے دروازے کھل گئے - اور اُنہوں نے جدید ایجادات اور اختراعات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا +

Q What do you know about Lord Bentinck's relations with the native states and his foreign policy ?

سوال - لارڈ ولیم بنٹنک کے دیسی ریاستوں سے تعلقات اور اس کی خارجہ پالیسی کو بیان کرو +

ریاستوں سے تعلقات

۱- کچھار کے راجہ کی وفات اور راجہ کورگ کی بد انتظامیوں کے باعث لوگوں کی درخواست پر یہ دونو ریاستیں انگریزی سلطنت میں شامل کر لی گئیں +

۲- میسور کے راجہ کرشن کو بد انتظامی کے الزام میں ۱۸۳۱ء میں تخت سے اتار دیا گیا - اور اس کی پنشن مقرر کر کے ریاست کا انتظام انگریزی افسروں کے ایک کمیشن کے سپرد کر دیا گیا +

خارجی پالیسی

روسی خطرے کے پیشِ نظر ولیم بنٹنک نے امیرانِ

سندھ سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ سے بمقام روپڑ ملاقات کرکے انگریزوں اور خالصہ حکومت کے درمیان دوستی کو مستحکم کیا۔

Q. Write short notes on Raja Ram Mohan Rai, the Charter of 1833 and Sir Charles Metcalf.

سوال۔ راجہ رام موہن رائے۔ ۱۸۳۳ء کے چارٹر اور سر چارلس مٹکاف پر نوٹ لکھو۔

راجہ رام موہن رائے

راجہ رام موہن رائے ہندوستان کے بہترین سپوتوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۷۷۴ء میں ضلع ہگلی کے ایک گاؤں میں ایک معزز اور دولتمند بنگالی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بنگالی۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل کرنے کے بعد دس سال تک کمپنی کی ملازمت کی۔ اور چالیس سال کی عمر میں مستقل طور پر کلکتہ میں رہنا شروع کر دیا۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے میں آپ نے پراپیگنڈہ کرکے لارڈ میکالے کی بہت مدد کی۔ ستی وغیرہ رسوم بد کے ہٹانے میں آپ نے ولیم بنٹنگ کا ہاتھ بٹایا۔ ۱۸۲۹ء میں برہمو سماج کی بنیاد ڈال کر ملک کی مجلسی خرابیوں کو دور کرنے اور لوگوں میں محبت اور رواداری کی سپرٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مغل بادشاہ اکبر ثانی نے راجہ رام موہن رائے کو اپنا وکیل بنا کر بادشاہِ انگلستان کے پاس بھیجا۔ لیکن آپ کو اس مشن میں کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۸۳۳ء میں بمقام برسٹل اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

۱۸۳۳ء کا چارٹر۔ اس چارٹر کی تجدید سے (۱) کمپنی سے تجارت کا حق چھین لیا گیا۔ اور چین کی تجارت بھی سب انگریزوں کے لئے کھول دی گئی۔

(۲) گورنر جنرل کی کونسل میں قانون سازی کے لئے قانونی ممبر کی ایک اسامی اور بنائی گئی۔ اور مسٹر میکالے کو اس کام پر مقرر کیا۔ اور مدراس اور بمبئی کی کونسلوں سے قانون سازی کے اختیارات چھین لئے گئے۔

(۳) ہندوستانیوں کو بلا لحاظ مذہب و ملت اعلیٰ عہدے حاصل کرنے کا حق دیا گیا۔

(۴) انگریزوں کو ہندوستان میں مستقل رہائش کی اجازت دی گئی۔

سر چارلس مٹکاف۔ مٹکاف ۱۸۰۱ء میں کمپنی کا ملازم ہوکر آیا۔ ۱۸۰۹ء میں لارڈ منٹو نے اسے سفیر بنا کر پنجاب بھیجا۔ جہاں اس نے نہایت قابلیت اور تدبر سے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے عہدنامہ امرتسر مرتب کرایا۔ ۱۸۳۴ء میں وہ ممالک مغربی و شمالی کے صوبے کا پہلا گورنر بنا۔ ولیم بنٹنک کی واپسی پر اسے گورنر جنرل بنایا گیا۔ اور اس نے اپنے عہد میں پریس کو مکمل آزادی عطا کی۔ جسے کمپنی نے پسند نہ کیا۔ اس پر وہ استعفیٰ دیکر واپس انگلینڈ چلا گیا۔

لارڈ آک لینڈ

۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء تک

لارڈ ایلن برا

۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۴ء تک

Q. Give a brief account of the First Afghan War (P.U. 1939) **Imp.**

سوال۔ افغانوں کی پہلی لڑائی کے حالات بیان کرو۔

افغانستان کی پہلی لڑائی
۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۲ء

وجوہات - روس نے وسطِ ایشیا کو فتح کر کے ایران میں بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا - اور ۱۸۳۷ء میں ایرانیوں نے روسی افسروں کے ماتحت ہرات کو گھیر لیا - اس پر لارڈ آک لینڈ کو روس کے ہندوستان پر حملہ کرنے کا خطرہ محسوس ہونے لگا - لہٰذا اس نے روس کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے کپتان برنز کو سفیر مقرر کر کے کابل بھیجا - تا کہ افغانستان کے حاکم دوست محمد خان سے اتحاد کر لیا جاوے - دوست محمد خاں نے روس کے برخلاف انگریزوں سے دوستی اس شرط پر منظور کر لی - کہ انگریز اس کو سکھوں سے پشاور کا علاقہ واپس دلا دیں ؞ لیکن آک لینڈ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے بگاڑ پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا - اس لئے سمجھوتہ نہ ہو سکا - انہی دنوں دوست محمد خاں نے روس کی سفارت کا پرتپاک استقبال کیا - اس پر لارڈ آک لینڈ نے دوست محمد خاں کو لکھا - کہ وہ روس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے - لیکن اُس نے جواب دیا کہ - ایک خود مختار بادشاہ ہونے کے باعث اس کو کسی ملک سے عہد و پیمان کرنے کا پورا حق ہے - اس پر گورنر جنرل نے شاہ شجاع سابق شاہ کابل کو جو انگریزوں کے پاس لدھیانہ میں رہتا تھا - فوجی مدد دیکر کابل کا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا - اور مہاراجہ رنجیت سنگھ سے بھی عہد نامہ کر کے شاہ شجاع کی مدد کا اقرار لے لیا - اس پر دوست محمد خاں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا گیا ؞

واقعات - انگریزی فوجیں سندھ کے راستے اور سکھ افواج درہ خیبر کے راستے افغانستان پر حملہ آور ہوئیں - اور جلدی ہی قندھار - غزنی اور کابل پر قبضہ کر لیا - دوست محمد خاں بھاگ گیا - اور شاہ شجاع کابل کے تخت پر بٹھا دیا گیا - سکھ افواج تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات پر ۱۸۳۹ء

میں واپس پنجاب میں آئیں - لیکن انگریزی افواج کابل - قندھار اور
جلال آباد میں شاہ شجاع کی مدد کے لئے ٹھیر گئیں - سر ولیم میکناٹن
کابل کا ریذیڈنٹ اور کپتان برنز شاہ شجاع کا مشیر مقرر ہوئے -
دوست محمد خاں نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا - اسے
اسیر سلطانی بنا کر کلکتہ بھیج دیا گیا +

تقریباً دو سال تک بظاہر امن رہا - لیکن شاہ شجاع کی حکومت کو
افغان پسند نہیں کرتے تھے - کیونکہ وہ افغانوں کے دشمن سکھوں اور
انگریزوں کی مدد سے بادشاہ بنا تھا - اس لئے ملک میں شورش شروع
ہو گئی - دوست محمد خاں کا لڑکا اکبر خاں ان باغیوں کا سردار تھا -
اس نے برنز اور میکناٹن کو قتل کر دیا - اور انگریز جنرل الفنسٹن نے
اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے - کہ افغان ہندوستانی اور انگریزی سپاہ
کو درہ خیبر کی راہ بلا روک ٹوک گذر جانے کی اجازت دے دیں - لیکن
جب یہ سپاہ جس کی تعداد سولہ ہزار تھی - درہ خیبر سے گذر رہی تھی - تو
افغانوں نے حملہ کر کے انہیں تباہ کر دیا - صرف ایک انگریز ڈاکٹر برائیڈن
زندہ بچا - جس نے جلال آباد کے جنرل سنیل کو اس تباہی کا حال سنایا -
جب اس تباہی اور بربادی کی خبر انگلینڈ میں پہنچی - تو لارڈ آک لینڈ کو
واپس بلا لیا گیا - اور اس کی جگہ لارڈ ایلن برا گورنر جنرل مقرر ہوا +

کابل کی دوبارہ فتح اور واپسی

لارڈ ایلن برا نے آتے ہی جنرل کین کو جنرل ناٹ کی
مدد کے لئے قندھار اور جنرل پولک کو جلال آباد بھیجا - وہاں سے دونو
افواج نے غزنی کو فتح کر کے کابل پر چڑھائی کی - اکبر خاں نے بڑا سخت مقابلہ
کیا - لیکن شکست کھائی اور بھاگ گیا - اور انگریزوں نے کابل کو دوبارہ
فتح کر لیا - اس عرصے میں شاہ شجاع قتل ہو چکا تھا - اس لئے انگریزی

فوجوں نے انتقام کے طور پر کابل کے بڑے بازار کو بارود سے اڑا دیا۔
اس کے بعد وہ ہندوستان کی طرف واپس چلی آئیں ۔ اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

نتائج ۔ دوست محمد خاں کو رہا کر کے اسے افغانستان کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔

Q. Write a few lines on the First China War.

سوال ۔ پہلی جنگِ چین کے متعلق چند سطور لکھو۔

پہلی جنگِ چین
۱۸۴۰ء سے ۱۸۴۲ء

وجہ ۔ انگریز تاجر محصول ادا کئے بغیر چین میں افیون کی درآمد کرتے تھے ۔ اس لئے چینیوں نے اس ناجائز تجارت کو روکنے کے لئے انگریز تاجروں اور جہازوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ اس لئے جنگ چھڑ پڑی۔

واقعات ۔ لارڈ آک لینڈ نے ۱۸۴۰ء میں سر ہیو گف کے ماتحت ایک فوج روانہ کی۔ جس نے چینیوں کو کئی شکستیں دیں اور آخر ۱۸۴۲ء میں عہد نامہ نانکن کے مطابق صلح ہو گئی۔

نتیجہ ۔ انگریزوں کو ہانگ کانگ مل گیا۔ اور شنگھائی۔ ننگ پو۔ اور فوچو کی تین بندرگاہیں تجارت کے لئے کھل گئیں۔

Q. Give in brief the story of the annexation of Sindh and the reduction of the Gwalior army.
(P.U. 1931)

سوال ۔ الحاق سندھ اور گوالیار کی فوج کی تخفیف کی مختصر کہانی بیان کرو

الحاق سندھ
۱۸۴۳ء

لارڈ منٹو نے ۱۸۰۹ء میں امیرانِ سندھ سے ایک عہد نامہ کیا تھا۔ جس کی رُو سے انگریزوں کو دریائے سندھ کے راستے تجارت کرنے کی

آسانیاں مل گئی تھیں - لیکن جنگِ افغانستان کے دنوں میں انگریزوں نے خلاف معاہدہ ان کے علاقے سے انگریزی افواج گذاری تھیں - اس کے برخلاف انہوں نے صدائے احتجاج بلند کی - لیکن جنگ کے دوران میں وہ خاموش اور وفادار رہے - جنگ کے خاتمے پر لارڈ ایلن برا نے اُن پر انگریزوں کے برخلاف سازش کرنے کا ایک بے بنیاد الزام لگایا - اور سر چارلس نیپیئر کو اس الزام کی تحقیقات کے لئے سندھ بھیج دیا۔ در اصل انگریز سندھ کے الحاق کو مغرب کی طرف سے کسی حملہ کی روک تھام کے لئے ضروری سمجھتے تھے - اس لئے سر چارلس نیپیئر نے سرسری تحقیقات کے بعد ان پر الزام ثابت پانے کا اعلان کر دیا - اور اس طرح سے امیرانِ سندھ کو ایک نیا عہد نامہ مرتب کرنے پر مجبور کیا - جس کی رُو سے امیرانِ سندھ سے امدادی فوج کے خرچ کے لئے ایک علاقہ اور اپنے نام سے سکہ نہ چلانا وغیرہ وغیرہ مطالبات کئے - اس پر ان کی رعایا نے مشتعل ہو کر برٹش ریذیڈنسی پر حملہ کر دیا۔ سر چارلس نیپیئر نے انہیں میانی اور دابا کے مقاموں پر شکست دیکر سندھ پر قبضہ کر لیا - اور سر چارلس نیپیئر سندھ کا پہلا گورنر مقرر ہوا +

گوالیار کی بغاوت ۱۸۴۳ء

گوالیار کا راجہ جنکا جی ۱۸۴۳ء میں لاولد مر گیا - اس کی بیوہ رانی تارا بائی نے گورنر جنرل کی اجازت سے ایک نابالغ لڑکے کو متبنیٰ بنا لیا - لیکن گورنر جنرل کے مقرر کردہ سرپرست کو موقوف کر کے ایک اور شخص کو وزیر مقرر کر دیا - اس سے دربار میں مختلف پارٹیاں بن گئیں +

اُن دنوں گوالیار میں چالیس ہزار منظم اور قواعد دان مرہٹہ فوج موجود تھی - خطرہ تھا - کہ کہیں یہ فوج پنجاب کی خالصہ فوج سے مل کر شمالی ہند کے امن کو تہ و بالا نہ کر دے - اس لئے پنجاب سے لڑائی ہونے

سے پہلے اس فوج کو ٹھکانے لگانا ضروری تھا۔ چنانچہ سر ہیوگف نے
گوالیار کی افواج کو ایک ہی دن میں ۱۸۴۳ء میں مہاراجپور اور پنیار
کے مقاموں پر شکست دی۔ اور رانی کو ایک نیا عہد نامہ کرنے پر مجبور
کیا۔ جس کی رُو سے گوالیار کی فوج چالیس ہزار کی جگہ نو ہزار
کر دی گئی۔ نیز ریاست میں دس ہزار انگریزی کنٹجنٹ فوج
بھی مقرر کر دی گئی۔ اور ریاست کا انتظام برٹش ریذیڈنٹ کی
زیر نگرانی ایک کونسل آف ریجنسی کے سپرد کر دیا گیا۔

Q. Give an account of the rise of the Sikhs and emphasise the work of Guru Nanak and Guru Gobind Singh. (P.U. 1918, 23) Imp.

سوال۔ سکھوں کے عروج کا مختصر حال لکھو۔ اور اس میں گورو نانک اور
گورو گوبند سنگھ کے کام کو خاص طور پر بیان کرو۔

سکھوں کے مذہب کے بانی گورو نانک دیو

گورو نانک دیو سکھوں کے مذہب کے بانی تھے۔ جو ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا والد کالو رام اس جگہ کا پٹواری تھا۔ شروع ہی سے آپ کو غور و فکر کی عادت تھی۔ آپ کے والد نے آپ کو دنیاوی کاروبار میں لگانا چاہا۔ مگر آپ دنیا سے منہ موڑ کر ایک اعلیٰ طاقت سے جوڑ کر رہتے تھے۔ چنانچہ تیس سال کی عمر میں آپ فقیر ہو گئے۔ اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ آپ خدا کی وحدت میں یقین رکھتے اور ہر ایک شخص کو اسی کی پرستش سے نجات کا راستہ بتلاتے تھے۔ آپ لوگوں کو ذات پات کی تمیز چھوڑ کر مساوات کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کی سادہ تعلیم سے بہت سے لوگ متاثر ہو کر آپ کے پیرو

ہو گئے - اور سکھ کہلائے - آپ نے ۱۵۳۸ء میں وفات پائی ۔

آپ کے بعد سکھوں کے نو اَور گورو ہوئے ہیں - دوسرے گورو انگد نے گورو نانک دیو کی سوانح عمری یا جنم ساکھی لکھی - اور گورمکھی زبان کو ایجاد کیا - تیسرے گورو امرداس تھے - جنہوں نے سکھوں کو بیوگان کی شادی کی اجازت دی - اور ایک لنگر جاری کیا - چوتھے گورو رامداس ہوئے - آپ نے امرتسر کا مشہور تالاب بنوایا - اور سکھ مذہب کے پرچار میں خاص توجہ دی - پانچویں گورو ارجن دیو بڑے شاعر اور ادیب تھے - آپ نے گرنتھ صاحب مرتب کیا - اور ترن تارن اور کرتار پور کے قصبے بسائے - بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں آپ کو خسرو کو مدد دینے کے الزام میں بہت سی تکالیف برداشت کرنی پڑیں - چھٹے گورو ہرگوبند تھے - جنہوں نے سکھوں کو فوجی تعلیم دی - جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں ۱۲ سال قید رکھا - لیکن بعد میں رہا کر دیا - ساتویں گورو ہر رائے اور آٹھویں گورو ہرکشن تھے - نویں گورو تیغ بہادر تھے - جنہیں اورنگ زیب نے دہلی بلا کر قتل کرا دیا ۔

گورو گوبند سنگھ جی - آپ سکھوں کے دسویں اور آخری گورو تھے - اپنے پتا گورو تیغ بہادر کے بعد پندرہ سال کی عمر ۱۶۷۵ء میں گوریائی کی گدی سنبھالی - آپ نے سکھوں کی تنظیم کر کے ان میں امرت چھکنے اور پانچ ککے رکھنے لازمی قرار دیئے - آپ نے سکھوں میں بہادری - جاں نثاری اور آزادی کے جذبات پیدا کئے - اور ان کا نام خالصہ رکھا - آپ نے سکھوں کو فوجی فرقہ بنا دیا - اور مغلوں سے کئی لڑائیاں کیں - جن میں آپ کے چاروں بیٹے کام آئے - ۱۷۰۸ء میں دکن میں بمقام ننڈیڑ آپ نے وفات پائی ۔

بندہ بیراگی - بندہ بہادر پونچھ کا ایک راجپوت تھا۔ جو جوانی ہی میں فقیر بن کر ہندوستان میں گھومنے لگا۔ اور آخر دریائے گوداوری کے کنارے رہنا شروع کر دیا۔ جب گورو گوبند سنگھ جی دکن گئے۔ تو اسے کھشتری دھرم کی تعلیم دے کر اپنی تلوار اور پانچ تیر دیئے۔ اور پنجاب میں سکھوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا۔ ہزاروں سکھ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ آخر ایک بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ سرہند کو فتح کر لیا۔ اور ستلج و جمنا کے درمیانی علاقے کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ پھر سہارنپور اور کرنال تسخیر کر کے دہلی کا رُخ کیا۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے ایک بڑی زبردست فوج سے اس کو لوہ گڑھ کے قریب شکست دی۔ اس پر بندہ بہادر پہاڑوں میں جا چھپا۔ اور چھاپے مار کر مغلوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں اس نے سکھوں کے مذہب میں کچھ ترمیم کرنی چاہی۔ اس پر سکھ دو مخالف پارٹیوں میں منقسم ہو گئے۔ آخر کار فرخ سیر نے بندہ بہادر اور اس کے آٹھ سو ہمراہیوں کو گرفتار کر کے بڑی اذیت دیکر قتل کرا دیا۔

سکھوں کی مثلیں

بندہ بہادر کے بعد حکومت نے سکھوں کو چُن چُن کر سزا دینی شروع کر دی۔ اس پر وُہ پہاڑوں اور جنگلوں میں چھُپ گئے۔ آخر جب نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملوں سے پنجاب میں سخت ابتری پھیل گئی۔ تو سکھ بھی میدانوں میں آ گئے۔ اور مختلف جتھے یا مثلیں بنا کر ملک کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ہر ایک مثل ایک سردار کے ماتحت تھی۔ وہ ملک کو لوٹنے کے علاوہ آپس میں بھی لڑتی رہتی تھیں۔ لیکن حکومت کے مقابلہ میں سب اکٹھی ہو جاتی تھیں۔ ۱۷۶۴ء سے ۱۷۹۹ء تک کے عرصے میں انہوں نے پنجاب کو بارہ مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اپنی بارہ ریاستیں قائم کر لیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ

ان مثلوں میں سے ایک کا نام سکر چکیہ

مثل تھا۔ جس کا صدر مقام گوجرانوالہ تھا۔ اس مثل کے ایک سردار مہاں سنگھ کے ہاں ۱۷۸۰ء میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام رنجیت سنگھ رکھا گیا۔ جو مہاں سنگھ کی وفات پر بارہ برس کی عمر میں اپنی مثل کا سردار بنا۔ پندرہ سال کی عمر میں اس کی شادی کنھیا مثل کے سردار کی اکلوتی بیٹی سے ہو گئی۔ اس شادی سے بٹالہ کا علاقہ بھی اس کے قبضہ میں آگیا۔

فتوحات۔ ۱۷۹۹ء میں شاہ زماں والئے کابل پنجاب میں آیا۔ اور واپسی پر جب دریائے جہلم سے گزرنے لگا۔ تو اس کی بھاری توپیں دریا کی طغیانی کے باعث پار لے جانی ناممکن ہو گئیں۔ رنجیت سنگھ نے انہیں بادشاہ تک پہنچا دیا۔ اس پر شاہ زماں نے خوش ہو کر رنجیت سنگھ کو لاہور کی حکومت کا پروانہ عطا کیا۔ ان دنوں لاہور میں بھنگی مثل کے سردار حکومت کر رہے تھے۔ لیکن لوگ ان سے خوش نہ تھے۔ اور اس لئے رنجیت سنگھ نے نہایت آسانی سے ۱۷۹۹ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۰۲ء میں اس نے امرتسر اور پھر قصور۔ وزیر آباد وغیرہ کو فتح کر کے تمام وسطی پنجاب میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس کے بعد اس کی افواج نے دریائے ستلج کو عبور کر کے پٹیالہ۔ جیند۔ نابھ وغیرہ کی ریاستوں کو بھی فتح کرنا چاہا۔ اس پر انہوں نے کمپنی کی اطاعت قبول کر لی۔ اور لارڈ منٹو نے سر چارلس مٹکاف کو سفیر بنا کر ۱۸۰۹ء میں لاہور بھیجا۔ تاکہ پنجاب اور کمپنی کی حدود کا تصفیہ کیا جاوے۔ آخر مہاراجہ نے عہد نامہ امرتسر کے مطابق ستلج پار کے علاقے پر کمپنی کی سرپرستی تسلیم کر لی۔ اب اس نے شمال مغربی پنجاب کو قبضہ میں لانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۱۸۱۳ء میں افغانوں کو شکست دے کر ان سے اٹک چھین لیا۔ ۱۸۱۷ء میں ملتان اور ۱۸۱۹ء میں کشمیر

بھی فتح ہو گئے - اس کے دو سال بعد ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع بھی اس کے قبضے میں آ گئے - اور ۱۸۳۴ء میں جرنیل ہری سنگھ نلوہ نے پشاور کو فتح کر کے خالصہ سلطنت کو جمرود تک بڑھا دیا - ۱۸۳۹ء میں انگریزوں - مہاراجہ رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع میں اتحاد ہوا - اور سکھ افواج نے درہ خیبر کے راستے افغانستان پر چڑھائی کی - لیکن اسی سال مہاراجہ کا انتقال ہو گیا:

خصائل

مہاراجہ اگرچہ بالکل ان پڑھ تھا - پھر بھی حکومت کے کام میں بڑا قابل تھا - اس کو اپنی حکومت کے کام کو چلانے کے لئے بہترین اشخاص انتخاب کرنے کا قدرتی ملکہ حاصل تھا - مذہبی تعصب اور تنگ دلی سے وہ بالکل ناآشنا تھا - فقیر عزیز الدین راجہ دینا ناتھ - دیوان محکم چند - راجہ دھیان سنگھ - سردار ہری سنگھ نلوہ - دیوان ساون مل جیسی قابل ہستیوں کو اس نے اپنے اعتماد میں لے کر مختلف عہدوں پر مقرر کیا ہوا تھا - وہ خود بڑا بہادر - شجاع اور سخی تھا - اس کی سپاہ اور رعایا اس پر جان دیتی تھی - فرانسیسی اور اطالوی فوجی افسروں نے اس کی فوج کو یورپین طرز پر تیار کر کے قواعد دان اور منظم بنا دیا تھا +

نظام حکومت

مہاراجہ کی سلطنت چار صوبوں میں منقسم تھی - لاہور - ملتان - کشمیر اور پشاور - ہر صوبہ کئی پرگنوں میں - ہر ایک پرگنہ تعلقوں میں - ہر ایک تعلقہ کئی گاؤں میں منقسم تھا - صوبے کے حاکم اعلیٰ کو ناظم اور ضلعوں یا پرگنوں کے افسر کاردار کہلاتے تھے - یہ کاردار زرِ لگان کے وصول کرنے کے علاوہ مقدمات کا فیصلہ بھی کرتے تھے - عدالتوں میں کوئی خاص ضابطہ نہ تھا - عموماً سزا جرمانے کی دی جاتی تھی - لیکن سنگین جرائم کی پاداش میں اعضا کاٹنے کی سزا کا بھی رواج تھا - ہر ایک گاؤں میں

ایک پنچایت تھی - جو وہاں کے معاملات کا فیصلہ کرتی تھی - لاہور میں مہاراجہ خود عدالت کرتا اور اپیلوں کو سُنا کرتا تھا - قید خانوں کا رواج نہ تھا - سرکاری آمدنی کا بڑا ذریعہ مالیہ زمین تھا - جو وسطی پنجاب میں پیداوار کے $\frac{1}{2}$ سے $\frac{1}{3}$ حصہ تک - صوبہ ملتان میں $\frac{1}{3}$ سے $\frac{1}{6}$ حصہ تک اور صوبہ پشاور میں پیداوار کے $\frac{2}{5}$ سے $\frac{1}{4}$ حصہ تک ہوتا تھا - آمدنی کا بڑا حِصّہ فوج پر خرچ ہوتا تھا - پنجاب میں توپیں اور بندوقیں تیار کرنے کے بھی کارخانے قائم تھے ؁

لارڈ ہارڈنگ

۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء تک

Q. Briefly describe the causes; main events and results of the First Sikh War. (P.U. 1926. 37) **Imp.**

سوال - سکھوں کی پہلی لڑائی کے اسباب - مشہور واقعات اور نتائج بیان کرو ؁

سکھوں کی پہلی لڑائی

وجوہات - ۱ - مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد پنجاب میں ابتری پیدا ہوگئی - کھڑک سنگھ - نونہال سنگھ - شیر سنگھ یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے اور مارے گئے - ان حالات میں مرحوم مہاراجہ کے معتمد افسر کچھ تو مارے گئے - کچھ خود مر گئے - اور باقیوں نے گوشہ نشینی ہی میں مصلحت سمجھی - آخرکار ۱۸۴۵ء میں خالصہ فوج نے رنجیت سنگھ کے سب سے چھوٹے اور پنج سالہ بیٹے دلیپ سنگھ کو مہاراجہ اور

اس کی ماں رانی جنداں کو اس کا سرپرست بنایا - لال سنگھ وزیر اور تیجا سنگھ سپہ سالار مقرر ہوئے - رانی جنداں - لال سنگھ اور خالصہ کونسل کی خواہش تھی - کہ کسی طرح سے خالصہ کی فوجی طاقت کم ہو جاوے - تاکہ وہ خود اور مہاراجہ تباہی سے بچ جاویں - اس لئے جب انگریزوں نے دریائے ستلج کی پار کی چھاؤنیوں کو مضبوط کرنا اور وہاں افواج کو جمع کرنا شروع کر دیا - تو رانی اور اس کے مشیروں نے خالصہ فوج کو بتلایا - کہ انگریز پنجاب پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں - اس لئے خالصہ کو پہل کر کے انگریزی علاقہ پر حملہ کر دینا چاہیئے ؛

۲ - سندھ کے بلا وجہ الحاق نے سکھوں کے دل میں یہ خیال جاگزین کر دیا - کہ وقت پڑنے پر انگریز پنجاب پر بھی ضرور قبضہ کر لیں گے ؛

۳ - افغانستان میں انگریزوں کی تباہی نے سکھوں کے دل میں خیال پیدا کر دیا - کہ وہ آسانی سے انگریزوں کو مغلوب کر سکیں گے - چنانچہ دسمبر ۱۸۴۵ء میں خالصہ فوج نے دریائے ستلج کو عبور کر کے انگریزی علاقہ پر حملہ کر دیا - اس پر لارڈ ہارڈنگ نے اعلانِ جنگ کر دیا ؛

واقعات - مدکی - ۱۸ دسمبر ۱۸۴۵ء - سکھ افواج کا سپہ سالار لال سنگھ تھا - اور انگریزی فوجوں کی کمان سرہیوگف کمانڈر انچیف اور لارڈ ہارڈنگ کے ہاتھ میں تھی - بڑی زبردست لڑائی ہوئی - اور طرفین کا کافی نقصان ہونے کے بعد سکھ پسپا ہو گئے ؛

پھیرو شہر - ۲۱ - دسمبر ۱۸۴۵ء - مدکی سے ہٹ کر سکھوں نے پھیرو شہر پر مورچے جمائے - دو دن تک گھمسان کی جنگ ہوئی - سکھوں کی فتح قریب تھی - کہ لال سنگھ کی دغا بازی اور سرداروں کی پھوٹ انگریزوں کے کام آئی - اور آخر کار سکھوں کو شکست ہوئی ؛

علی وال - ۲۸ - جنوری ۱۸۴۶ء - خالصہ فوج نے ایک دفعہ اور

ستلج پار کر کے سر ہنری سمتھ کی فوج سے جنگ کی - لیکن علی وال کے مقام پر شکست کھائی ؞

سبراؤں - ۱۰ فروری ۱۸۴۶ء - یہ سکھوں کی پہلی جنگ میں آخری اور فیصلہ کن لڑائی تھی - یہاں سکھوں کے توپ خانہ اور سردار شام سنگھ اٹاری والے نے بڑی سرگرمی دکھائی - لیکن سر ہنری سمتھ اور سر ہیوگف کی متحدہ افواج نے انہیں شکست دی - جب خالصہ فوج واپسی پر دریائے ستلج کے کشتیوں کے پُل سے گزر رہی تھی - تو پُل ٹوٹ گیا - اور ہزاروں اشخاص ڈوب گئے - اس شکست کے بعد سکھوں نے ہتھیار ڈال دیئے - اور عہد نامہ لاہور کے ذریعے انگریزوں سے صلح کر لی ؞

نتائج - شرائط عہد نامہ لاہور - ۱- دوآبہ بست جالندھر انگریزوں کو دے دیا گیا ؞

۲- سکھ افواج کی تعداد گھٹا کر بیس ہزار پیادہ اور بارہ ہزار سوار کر دی گئی -

۳- ڈیڑھ کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ لگایا گیا - چونکہ لاہور کے خزانہ میں صرف ۵۰ لاکھ روپیہ تھا - اس لئے ایک کروڑ روپیہ کے عوض کشمیر اور جموں کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ کو دیکر اسے ایک آزاد حکمران تسلیم کر لیا گیا ؞

۴- دلیپ سنگھ کو مہاراجہ تسلیم کر کے لال سنگھ کو اس کا وزیر اور رانی جنداں کو اس کا سرپرست مقرر کیا گیا - اور سر ہنری لارنس لاہور کا ریذیڈنٹ مقرر ہوا ؞

۵- مہاراجہ کی حفاظت کے لئے لاہور میں ایک سال کے لئے ایک انگریزی فوج متعین کی گئی ؞

(بعد میں اس فوج کے لاہور میں قیام کی میعاد کئی سالوں تک بڑھا دی گئی) ؞

Q. Mention reforms introduced by Lord Hardinge.

سوال - لارڈ ہارڈنگ کی اصلاحات کا کچھ ذکر کرو۔

لارڈ ہارڈنگ نے باجگذار ریاستوں سے ستی - دختر کشی وغیرہ وحشیانہ رسوم کو ہٹانے کی کوشش کی - نہر گنگ کی تعمیر کرائی - رڑکی میں انجنیئرنگ کالج قائم کیا - سرکاری ملازموں کے لئے ایتوار کے روز تعطیل کرنے کا حکم دیا - نمک پر سے محصول ہٹا دیا - اور ہندوستان میں ریلوے جاری کرنے کا انتظام کیا۔

لارڈ ڈلہوزی

۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۶ء تک

Q. Briefly describe the Second Sikh War.
(P.U. 1926) Imp.

سوال - سکھوں کی دوسری لڑائی کا مختصر حال لکھو۔

سکھوں کی دوسری جنگ
۱۸۴۸ء سے ۱۸۴۹ء تک

وجوہات - ۱ - عہدنامہ لاہور کے مطابق سکھوں کی فوج بہت گھٹا دی گئی تھی - یہ برخاست شدہ سپاہی اور افسر بظاہر خاموش تھے - لیکن در پردہ انگریزوں سے دشمنی رکھتے تھے -

۲ - عام سکھ بھی اپنی کھوئی ہوئی آزادی کو واپس لینا چاہتے تھے۔

۳ - **دیوان مولراج کی بغاوت** - دیوان مولراج دربار لاہور کے ماتحت ملتان کا صوبہ دار تھا - دربار نے اس سے خراج کے حساب کا مطالبہ کیا - نیز اس کے علاقے کو کم کر دیا - اور اس کے اختیارات بھی گھٹا دیئے - لیکن اس کا سالانہ خراج بڑھا دیا - اس پر دیوان مولراج نے استعفا دیدیا - دربار لاہور نے سردار کاہن سنگھ

کو دیوان مقرر کر کے دو انگریز افسروں اگنیو اور اینڈرسن کے ساتھ ملتان بھیجا۔ جب چارج مکمل ہو چکا۔ تو ایک برخاست شدہ سکھ سپاہی نے دونو انگریزوں کو مار ڈالا۔ اس پر شورش برپا ہو گئی۔ دیوان مولراج بھی باغی ہو گیا۔ اس پر لاہور سے سردار شیر سنگھ اٹاری والے کو اور بنوں سے ایڈورڈز کو اس بغاوت کو فرو کرنے کو بھیجا گیا۔ شہر کی فتح میں صرف چند گھنٹوں کی دیر تھی کہ سردار شیر سنگھ کو خبر پہنچی۔ کہ دربار لاہور نے اس کے باپ سردار چتر سنگھ کو جس کی لڑکی سے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی منگنی قرار پائی تھی۔ ہزارہ کی حکومت سے برطرف کر کے جواب دہی کے لئے دربار میں بلایا ہے۔ اس پر شیر سنگھ بھی باغی ہو گیا۔ اور اپنی افواج کے ساتھ اپنے باپ سے ملنے کو چل پڑا۔ بہت سے دوسرے سکھوں نے بھی ان کی حمایت میں ہتھیار اُٹھا لئے ؛

واقعات ۔ انگریزی کمانڈر انچیف لارڈ گف پچیس ہزار سپاہ اور بہت سی توپیں لے کر پنجاب میں داخل ہو گیا۔ اور رام نگر اور چیلیانوالہ کے مقاموں پر سردار شیر سنگھ سے دو نافیصلہ کن لڑائیاں کیں۔ چیلیانوالہ کے مقام پر انگریزی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ جب اس نقصان کی خبر انگلینڈ پہنچی۔ تو لارڈ گف کو ہٹا کر سندھ کے فاتح سر چارلس نیپئر کو کمانڈر انچیف مقرر کر کے بھیجا گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی لارڈ گف نے ۲۱۔ فروری ۱۸۴۹ء کو گجرات کے مقام پر سکھوں اور افغانوں کی مشترکہ فوج کو ایک فیصلہ کن شکست دی۔ اس لڑائی سے ایک ماہ پہلے ملتان بھی فتح ہو چکا تھا۔ اب سکھوں کی طاقت بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ اس لئے اُنہوں نے ہتھیار ڈال دئے ؛

نتائج ۔ ۱۔ پنجاب کو انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا ؛

۲- مہاراجہ دلیپ سنگھ کو پنشن دیکر انگلینڈ بھیج دیا۔ جہاں اُس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ٭

۳- مولراج کو کالے پانی کی سزا ملی۔ لیکن راستے ہی میں اس نے خودکشی کر لی ٭

Q. Describe the measures adopted by the British Government for the administration of the Punjab after its annexation

سوال - الحاق کے بعد پنجاب کے انتظامِ حکومت میں کیا کیا تبدیلیاں کی گئیں ٭

پنجاب کا انتظام ایک بورڈ کے سپرد ہؤا - جس کے تین ممبر سر جان لارنس - سر ہنری لارنس اور مسٹر منسل تھے - سر ہنری لارنس اس بورڈ کا صدر تھا - تمام پنجابیوں سے ہتھیار لیئے گئے - ملک کو اضلاع میں تقسیم کیا گیا - اور نہایت قابل سول اور فوجی افسر ضلعوں ضلعوں کے ڈپٹی کمشنر بنائے گئے - اور ان کو بڑے وسیع اختیارات دیئے گئے - سڑکیں اور نہریں تعمیر ہوئیں - مالیہ زمین پیداوار کا $\frac{1}{6}$ حصہ مقرر ہؤا - اور زرِ نقد کی صورت میں وصول کرنا شروع کیا - شمالی مغربی سرحد پر قلعے اور چھاؤنیاں بنائی گئیں - تعلیم کا انتظام کیا گیا ۔ ۱۸۵۳ء میں بورڈ کو توڑ کر سر جان لارنس کو پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کیا گیا - ان تمام اصلاحات کے باعث سکھ انگریزوں سے اتنے مانوس ہو گئے - کہ چند سال بعد اُنہوں نے غدر میں انگریزوں کی نہایت قابلِ قدر خدمات ادا کیں ٭

Q. Describe the Second Burmese War.

سوال - برما کی دوسری لڑائی کا حال بیان کرو ٭

برما کی دوسری جنگ
۱۸۵۲ء

وجہ - شاہِ برما انگریز تاجروں سے بہت بُرا سلوک کرتا تھا - اُنہوں نے گورنر جنرل سے شکایت کی - ڈلہوزی نے شاہِ برما کو تاجروں کی شکایات دور کرنے کا مطالبہ کیا - لیکن اس کا رویہ غیر تسلی بخش پاکر جنگ کا اعلان کر دیا گیا ۔

واقعات - انگریزوں نے رنگون اور پروم فتح کر لئے - اور پیگو کا تمام صوبہ فتح کرکے اراکان اور تناسرم سے ملاکر لوئر برما کا صوبہ بنا دیا گیا ۔

نتیجہ - بنگال سے رنگون تک کا تمام ساحلی علاقہ انگریزوں کے ہاتھ آگیا ۔

Q. What do you understand by the Doctrine of Lapse? How did Lord Dalhousie apply it?
Imp.

سوال - مسئلہ الحاق کا تم کیا مطلب سمجھتے ہو - لارڈ ڈلہوزی اسے کس طرح استعمال میں لایا ؟

مسئلہ الحاق

سب سڈی ایری سسٹم کی رُو سے انگریزوں سے صلح کرکے نواب اور راجے اندرونی اور بیرونی حملوں سے بے خوف ہوگئے - اور ان میں سے اکثر نے رعایا کی طرف لاپرواہی اختیار کرکے عیش و عشرت کی زندگی اختیار کر لی - جس کے سبب سے اُن کے انتظامِ حکومت میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئیں - لارڈ ڈلہوزی نے ان ریاستوں کی رعایا کی بدحالی سے متاثر ہوکر فیصلہ کر لیا - کہ جب کبھی کسی ریاست کا حکمران اولاد نرینہ کے بغیر مر جاوے تو اس حکمران کے متبنیٰ کو ریاست کا وارث بننے کی اجازت نہ دی جاوے - اور اس کی

ریاست کو انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا جاوے - اس پالیسی کو مسئلہ الحاق کہتے ہیں +

۱۸۳۴ء میں کمپنی نے واضح کر دیا تھا - کہ متبنّے کو متوفی راجہ کی ریاست کا وارث تسلیم کرنا یا نہ کرنا کمپنی کی مرضی پر ہے - البتہ متبنّے ہر حالت میں مرحوم راجہ کی ذاتی جائداد کا وارث ہوگا - پہلے گورنر جنرل اس اصول پر الحاق سے پرہیز کرتے رہے - لیکن لارڈ ڈلہوزی نے اس قسم کے کسی موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا - اور اس پالیسی کے ماتحت بہت سے علاقے انگریزی عملداری میں شامل کر لئے +

Q. Write an account of Lord Dalhousie's annexations. (P.U. 1912, 16, 24, 26) Imp.

سوال - لارڈ ڈلہوزی کے الحاقات کا ذکر کرو +

الحاقات

لارڈ ڈلہوزی نے چار طرح سے انگریزی سلطنت کو وسعت دی - ۱- فتوحات کے باعث پنجاب سکھوں سے اور پیگو و پروم شاہ برما سے لڑ کر فتح کئے +

۲- مسئلہ الحاق کی رو سے - جھانسی - ستارہ - ناگپور کی بڑی بڑی ریاستیں اور سنبل پور واقعہ اڑیسہ - جیت پور - اودے پور اور بگھاٹ واقعہ وسطِ ہند کی چھوٹی ریاستیں راجاؤں کی اولاد نرینہ نہ ہونے کے باعث شامل کی گئیں +

۳- بدنظمی کی وجہ سے - اودھ کے نواب واجد علی شاہ کو اس کی بدنظمی کی وجہ سے پنشن دیکر کلکتہ بھیج دیا - اور اودھ انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا +

راجہ سکم سے دو انگریز افسروں سے بدسلوکی کے بدلے دارجلنگ کا علاقہ لے لیا گیا +

۴- کنٹنجنٹ فوج کے خرچ کے عوض میں نظام حیدرآباد کے ذمہ کنٹنجنٹ فوج کے خرچ کی وجہ سے کمپنی کا بہت سا بقایا واجب الوصول تھا۔ اس لئے ۱۸۵۳ء میں اس سے اس بقایا روپے اور کنٹنجنٹ فوج کے آئندہ کے خرچ کے لئے برار کا صوبہ لے لیا گیا ÷

نواب کرناٹک اور راجہ تنجور کی وفات پر ان کے جانشینوں سے نواب اور راجہ کے خطابات لے لئے گئے۔ اور باجی راؤ ثانی کی وفات پر اس کے متبنےٰ دھوندو پنت یا نانا صاحب کو پنشن دینے سے انکار کر دیا گیا۔ نیز دہلی کے مغل بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ کہ اس کی وفات پر اس کے جانشینوں کو شہنشاہی کے خطاب سے محروم کر دیا جاوے گا۔ اور ان کی جائے رہائش بھی دہلی کی جگہ کہیں اور کر دی جاویگی ÷

Q. Give a brief account of Lord Dalhousie's reforms. (P.U. 1924, 26) **Imp.**

سوال۔ لارڈ ڈلہوزی کی اصلاحات کا مختصر حال بیان کرو ÷

اصلاحات

لارڈ ڈلہوزی ایک ان تھک انسان تھا۔ اس نے باوجود بیشمار سیاسی مصروفیات کے رفاہِ عامہ کے کاموں میں بھی بڑی دلچسپی لی۔ نہر گنگ کو جاری کیا۔ محکمہ تعمیرات کھولا۔ بمبئی اور تھانہ کے درمیان ریلوے جاری کی۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں کو تار برقی سے ملحق کر دیا۔ سڑک اعظم کو پختہ بنوایا۔ تمام ملک کے لئے ڈاک کا نصف آنہ کا لفافہ جاری کیا۔ بنگال۔ بمبئی اور مدراس میں ایک ایک یونیورسٹی قائم کی۔ محکمہ تعلیم اور اس کے انتظام کے لئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ اور پرائیویٹ

ہندوستان کی حالت
۱۸۵۶ء
پشاور
تبت
بنارس
کلکتہ
خلیج بنگال
بحیرہ عرب
مدراس
لنکا
سرکار انگلشیہ
زیر مدد سرکار انگلشیہ

سکولوں کو امداد دینے کا طریقہ جاری گیا - ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی قانوناً جائز قرار دی گئی - اور یہ قانون بنا دیا گیا - کہ اگر کوئی ہندو اپنا مذہب تبدیل کرے - تو بھی وہ موروثی جائداد کا وارث ہوگا۔ ۱۸۵۲ء میں کمپنی کے چارٹر کی تجدید ہوئی - جس کی رُو سے بیس سالہ ٹھیکے کا خاتمہ کر دیا گیا - اور یہ فیصلہ کیا گیا - کہ پارلیمنٹ اپنی مرضی کے مطابق آئندہ جب چاہیگی کمپنی سے ہندوستان کا انتظام لے لیگی۔ گورنر جنرل کے کام کے بڑھ جانے کے باعث بنگال کے انتظام کے لئے ایک علیحدہ لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا - اور کمپنی سے سول سروس کے ملازموں کو مقرر کرنے کا اختیار لے کر اس کی جگہ انڈین سول سروس کے مقابلہ کا امتحان رکھ دیا - نیز اس چارٹر کی رُو سے ملک کے اندر قوانین بنانے کے لئے چھ ممبروں کی ایک کونسل واضع قوانین بنائی گئی ۔

Q. Justify the statement "Lord Dalhousie was the maker of Modern India" Imp

سوال - ثابت کرو - کہ لارڈ ڈلہوزی موجودہ ہندوستان کا بنانیوالا تھا -

لارڈ ڈلہوزی کی شہرت اس کے کمپنی کی سلطنت کو غیر معمولی وسعت دینے اور اس کے جاری کردہ اصلاحات کے باعث ہے - اس نے پنجاب - بوئر برما - اودھ - ستارا - جھانسی - ناگپور اور کئی اور ریاستوں کو ملا کر سلطنت انگریزی کو بہت وسعت دی - موجودہ ہندوستان سوائے تھوڑے سے شمالی مغربی یا اپر برما کے علاقوں کے بعینہٖ ایسا ہی ہے - جیسا کہ اس نے ۱۸۵۶ء میں اسے چھوڑا تھا - اس کے علاوہ اس نے ہندوستان کو موجودہ زمانے کی تمام برکات سے مستفید کرنے کی کوشش کی - سڑکوں - نہروں - پلوں وغیرہ کی

تعمیر کے لئے محکمہ پبلک ورکس - ریل - تار - ڈاکخانہ - تعلیم کے لئے مختلف محکمہ جات - سول سروس کے ملازمین کا انتخاب بذریعہ مقابلہ وغیرہ وغیرہ انتظامات اسی کے زمانے میں شروع ہوئے - اسی لئے لارڈ ڈلہوزی موجودہ ہندوستان کا بنانے والا کہا جاتا ہے *

لارڈ کیننگ

۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۸ء تک

Q. Describe the causes that led to the Mutiny of 1857. (P.U. 1927, 31, 35) Imp.

سوال - ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب بیان کرو *

غدر کے اسباب

سیاسی اسباب - ۱ - لارڈ ڈلہوزی کی الحاق کی پالیسی نے معزول شدہ راجاؤں اور نوابوں کو ناراض کرنے کے علاوہ دوسرے حکمرانوں کے دل میں خیال پیدا کر دیا تھا - کہ اُن کی ریاستیں بھی دنوں کی مہمان ہیں - اور انجام کار انگریز انہیں اپنی سلطنت میں شامل کر لیں گے *

۲ - اودھ کے تعلقہ دار اپنے ملک کے الحاق سے سخت ناراض تھے *

۳ - لارڈ ڈلہوزی نے جھانسی کی رانی لکھشمی بائی کے متبنےٰ کو ریاست کا وارث تسلیم نہ کیا - اس لئے وہ بھی انگریزوں کی دشمن بن گئی *

۴ - باجی راؤ ثانی آخری پیشوا کا متبنےٰ دھوندو پنت المعروف نانا صاحب بھی پنشن نہ ملنے کے باعث ناراض تھا *

۵- مغل بادشاہوں سے دہلی اور شہنشاہی کے خطاب کے چھین لینے کے اعلان نے اُن کو اور اُن کے حامیوں کو انگریزوں کا دشمن بنا دیا تھا +

۶- ملک میں عام افواہ تھی - کہ پلاسی کی لڑائی سے سو سال بعد راج تبدیل ہو جائیگا +

مذہبی اور مجلسی اسباب - ریل - تار - ڈاک وغیرہ کے اجراء عیسائی مشنریوں کے پرچار - ستی کے انسداد - شادی بیوگان کی اجازت اور قانونِ وراثت میں ترمیم کہ ہندوؤں کے مذہب تبدیل کرنے پر بھی وہ جائداد کے بدستور وارث رہیں گے وغیرہ وغیرہ امور سے لوگوں کے دل میں خیال بیٹھ گیا - کہ گورنمنٹ لوگوں کو عیسائی بنانا چاہتی ہے +

فوجی اسباب - ۱- لارڈ کیننگ نے آتے ہی ایک قانون پاس کیا - جس کی رُو سے ہر ایک سپاہی کو بھرتی کے وقت اقرار کرنا پڑتا تھا - کہ وہ ضرورت کے وقت ملک سے باہر جانے سے انکار نہ کرے گا - ہندوؤں کی اونچی ذاتوں کے لوگ سمندری سفر کو اپنے مذہب کے خلاف سمجھتے تھے - اس لئے ان ذاتوں کے سپاہیوں میں بدظنی پیدا ہوگئی (۲) اودھ کے سپاہی الحاق اودھ کے باعث آگے ہی بدظن تھے (۳) ایران - چین اور کریمیا کی جنگوں کے باعث ہندوستانی سپاہ سے انگریزی عنصر کم ہوگیا تھا (۴) مرہٹوں - افغانوں اور سکھوں کی جنگوں میں بعض معرکوں میں انگریزوں کی پسپائی سے بھی انگریزی فوج کے رعب میں کمی آگئی تھی (۵) فوجی ضبط میں بھی کمزوری واقع ہوچکی تھی - (۶) اکثر گورہ فوجیں سرحد پر تھیں - دہلی - الہ آباد وغیرہ چھاؤنیوں میں صرف دیسی افواج تھیں +

فوری وجہ - ۱۸۵۷ء میں سپاہیوں کو ایک نئی قسم کی رائفل دی گئی۔ جس میں چربی والے کارتوس استعمال ہوتے تھے۔ اور ان کارتوسوں کو استعمال سے پہلے دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ فوجوں میں یہ افواہ پھیل گئی۔ کہ ان کارتوسوں میں سور اور گائے کی چربی لگی ہوتی ہے۔ کچھ سپاہیوں نے ان کارتوسوں کے استعمال سے انکار کیا۔ جس پر ان کا کورٹ مارشل کیا گیا۔ اور باقی سپاہیوں نے اُن کی حمایت میں بغاوت کر دی +

Q. What were the chief centres of the Mutiny. How was it suppressed? Give the results of the Mutiny. (P.U. 1925, 27) Imp.

سوال - غدر کن کن مقاموں میں پھیلا؟ اسے کس طرح سے دبایا گیا - اور غدر کے نتائج بتاؤ:-

غدر کا آغاز اور مراکز

۹ - مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ کے ۸۵ سپاہیوں کو کارتوسوں کے استعمال سے انکار کے جرم میں قید کی سزا ہوئی۔ اس پر وہاں کی تین دیسی پلٹنیں دوسرے دن ۱۰ - مئی بروز اتوار علانیہ باغی ہو گئیں۔ اُنھوں نے انگریز افسروں کو قتل اور ان کے بنگلوں کو آگ لگانے کے بعد دہلی کا رُخ کیا۔ ۱۱ - مئی کو یہ افواج دہلی پہنچیں - اور اسی روز دہلی کی فوج بھی باغیوں سے مل گئی - یہاں بھی جو انگریز ان کے ہاتھ لگا قتل کر دیا گیا - سب باغیوں نے اکٹھے ہو کر مغل شہنشاہ بہادر شاہ ثانی کو اپنا بادشاہ بنایا - دہلی کی دیکھا دیکھی لکھنئو - بریلی - کانپور - جھانسی وغیرہ مقامات میں بھی غدر ہو گیا - اور ہر جگہ کی فوج نے انگریزوں کو ہلاک کرنے اور ان کی کوٹھیوں کو جلانے کے بعد عموماً دہلی کا رُخ کیا - ملک کی عام رعایا وفادار رہی - صرف اودھ کے لوگوں نے غدر میں حصّہ لیا +

دہلی

چونکہ دہلی باغیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس لئے انگریزوں نے سب سے پہلے اسی کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ تین ماہ تک باغیوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر سر جان لارنس کی پنجاب سے بھیجی ہوئی فوج کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ چل سکی۔ آخر کار سر جان نکلسن نے اگست ۱۸۵۷ء میں دہلی پر حملہ کر دیا۔ نکلسن خود تو مارا گیا۔ لیکن دہلی فتح ہوگئی۔ بہادر شاہ معہ اپنے دو بیٹوں کے ہمایوں کے مقبرہ میں جا چھپا۔ مگر گرفتار ہوگیا۔ اس کے دونوں بیٹے تو موت کا شکار ہوئے۔ اور بہادر شاہ کو جلاوطن کر کے رنگون بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ پانچ سال کی نظر بندی کے بعد انتقال کر گیا۔

لکھنؤ

اودھ کے لوگ انگریزوں سے ناراض تھے۔ لکھنؤ کے حاکم سر ہنری لارنس کو اس بات کا پورے طور پر علم تھا۔ اسی لئے اس نے ریذیڈنسی کو خوب مضبوط کر لیا۔ جب ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء کو باغیوں نے ریذیڈنسی پر حملہ کیا۔ تو وہاں کے مقیم انگریزوں نے ان کا خوب مقابلہ کیا۔ سر ہنری لارنس محاصرہ کے چوتھے روز مارا گیا۔ لیکن محصورین نے ہمت نہ ہاری۔ جنرل ہیولاک اور جنرل اوٹ ریم فوجیں لے کر اُن کی مدد کو پہنچے۔ لیکن وہ خود بھی محصور ہوگئے۔ آخر کار پانچ ماہ کے محاصرہ کے بعد سر کولن کیمبل نے باغیوں کو شکست دیکر ان کو آزاد کرایا۔ اور لکھنؤ کے گرد و نواح سے بغاوت کا خاتمہ کیا۔

کانپور

۵۔ جون ۱۸۵۷ء کو کانپور کی دیسی افواج نے بغاوت کی۔ نانا صاحب ان کا رہنما تھا۔ یہاں کی انگریزی فوج نے باغیوں کے سامنے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے۔ کہ وہ انہیں الہ آباد جانے دیں۔ لیکن جب انگریز کشتیوں پر سوار ہو کر جانے لگے۔ تو باغیوں

نے انہیں گولیوں سے ہلاک کر دیا۔ صرف چند زندہ بچے - جب نانا صاحب نے جنرل ہیولاک کی آمد کی خبر سنی -تو اس نے تمام قیدیوں کو قتل کرا دیا۔ اس کے بعد جنرل ہیولاک نے کانپور پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جلد ہی تانتیا توپی نے گوالیار کی فوج کی مدد سے اسے پھر فتح کر لیا۔ آخر کار سر کولن کیمبل نے کانپور کو باغی افواج سے پاک کیا۔

جھانسی اور وسطِ ہند

وسطِ ہند میں جھانسی کی رانی لکشمی بائی انگریزوں کی سب سے بڑی دشمن تھی - سر ہیوروز نے رانی جھانسی اور تانتیا توپی کی افواج کو شکست دیکر جھانسی کو فتح کر لیا - رانی اور تانتیا توپی بھاگ کر گوالیار چلے گئے۔ گوالیار کا راجہ اپنے وزیر سر ڈنکر راؤ کی وجہ سے انگریزوں کا دوست اور وفادار تھا - لیکن تانتیا توپی کی آمد پر وہ بھاگ کر انگریزوں کے پاس آگرہ چلا گیا - اور اس کی افواج باغیوں سے مل گئیں- یہاں رانی جھانسی اور تانتیا توپی نے نانا صاحب کی پیشوائی کا اعلان کیا- سر ہیوروز نے اس فوج کو شکست دیکر گوالیار فتح کر لیا - رانی لڑتی ہوئی ماری گئی - ایک اور لڑائی میں تانتیا توپی کو شکست ہوئی -اور وہ بھاگ گیا -آخر کار اس کے ایک ملازم نے اسے گرفتار کرا دیا - اور اسے کانپور کے قتلِ عام کے سلسلے میں پھانسی دے دی گئی۔ نانا صاحب بھاگ گیا- اور اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

بریلی

بریلی کی افواج اور روہیلوں نے بغاوت کر کے ایک روہیلے کو اپنا حاکم بنا لیا- تقریباً ایک سال تک وہاں باغیوں کی حکومت رہی -آخر باغیوں کو شکست دیکر اس علاقہ میں امن بحال کیا گیا۔

وفادار علاقے

پنجاب - سر جان لارنس نے بغاوت کی خبر سنتے ہی دیسی افواج سے ہتھیار رکھوا لئے۔

لاکھوں نے اپنی خدمات غدر سے فرو کرنے کے لئے پیش کیں۔ اور آخر اس صوبہ کی افواج نے دہلی فتح کر کے وسطِ ہند تک کے علاقہ کو باغیوں سے صاف کیا۔ گوالیار کے وزیر سر ڈنکر راؤ۔ نیپال کے وزیر اعظم شیر جنگ بہادر اور حیدر آباد کے وزیر پر سر سالار جنگ کی کوششوں سے ان بڑی بڑی ریاستوں میں امن قائم رہا۔ سوائے یو پی۔ دہلی۔ اودھ اور وسط ہند کے باقی تمام ہندوستان میں بالکل امن و امان رہا۔ افغانستان کے امیر دوست محمد خاں نے بھی نہایت وفاداری کا ثبوت دیا۔

غدر کے نتائج

غدر کی ذمہ داری ملازمین کمپنی پر لگائی گئی۔ اس لئے ۲۔ اگست ۱۸۵۸ء کو پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کر کے کمپنی کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اور ہندوستان براہِ راست تاج برطانیہ کے ماتحت ہو گیا۔ حکومتِ ہند کا کام بادشاہِ انگلستان کے ایک وزیر کے سپرد ہوا۔ جسے وزیرِ ہند کا نام دیا گیا۔ اور اس کی مدد کے لئے ایک انڈیا کونسل بنائی گئی۔ گورنر جنرل کو وائسرائے کا خطاب دیا گیا۔ اور ملکہ وکٹوریہ نے ایک اعلان کے ذریعے اپنی ہندوستانی رعایا سے بلا لحاظ مذہب و ملّت سلوک کرنے اور بلحاظ قابلیّت ان کو عہدے دینے کا اقرار کیا۔ علاوہ ازیں دیسی رؤسا کو متبنٰا بنانے کا حق دیکر ان کی بدگمانی کو دور کیا۔ نیز تمام باغیوں کو مراحم خسروانہ عطا کر کے معاف کر دیا۔ بشرطیکہ ان کا انگریزوں کے قتل میں براہ راست کوئی ہاتھ نہ ہو۔

Q Describe the causes that led to the failure of the Great Mutiny.

سوال۔ غدر کی ناکامیابی کے اسباب بیان کرو۔

غدر کی ناکامیابی کے اسباب

۱- غدر ہندوستان کی قومی بغاوت نہ تھی۔ بلکہ یہ ایک فوجی سرکشی تھی۔ جس میں صرف دہلی۔ یوپی اور وسط ہند کے چند شہروں اور چھاؤنیوں نے حصہ لیا۔ دکن۔ پنجاب۔ گوالیار۔ افغانستان نیپال۔ بنگال سب وفادار اور انگریزوں کے مددگار رہے۔

۲- باغیوں کے پاس کوئی مشترکہ سیاسی مقصد نہیں تھا۔ بنگال کی افواج مغل بادشاہ کے اقتدار کو بڑھانا چاہتی تھیں۔ اور نانا صاحب پیشوا کی طاقت کو بحال کرنا چاہتا تھا۔

۳- سوائے رانی لکشمی بائی کے باغیوں میں کوئی ممتاز اور قابل ہستی نہ تھی۔ جو باغیوں کی رہنمائی کرتی۔ اس کے برعکس انگریزوں کے پاس نکلسن لارنس برادرن۔ ہیولاک۔ اوٹ ریم اور سر ہیوروز جیسے قابل جرنیل موجود

Q. Mention the various steps by which the power of the East India Company was transferred to the British Parliament. (P.U. 1925, 32, 36)

سوال - اُن تمام قوانین کا مختصر ذکر کرو۔ جن کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیارات برٹش پارلیمنٹ کے ہاتھ آ گئے۔

۱- ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء۔ کمپنی کے لئے لازمی ہو گیا۔ کہ وہ دیوانی۔ فوجی اور پولیٹیکل معاملات کے متعلق ضروری کاغذات وزارتِ انگلستان کے سامنے رکھے۔ نیز سپریم کورٹ کے جج براہِ راست تاج برطانیہ کے ماتحت کر دیئے گئے۔

۲- پٹس انڈیا بل ۱۷۸۴ء۔ کمپنی کے تمام سیاسی معاملات

بورڈ آف کنٹرول کے سپرد کئے گئے۔ جس کے ممبروں کا تقرر تاجِ برطانیہ کرتا تھا۔ اور اس کا صدر بادشاہ کا ایک وزیر ہوتا تھا۔

۳۔ ۱۸۳۳ء کے چارٹر کی رُو سے کمپنی کو ہندوستان کی حکومت بیس سال کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے بطور امانت عطا ہوئی۔

۴۔ ۱۸۵۳ء۔ انڈین سول سروس کے ملازمین کا تقرر بذریعہ امتحان مقابلہ قرار دیکر انہیں تاج برطانیہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

۵۔ ۱۸۵۸ء۔ برٹش پارلیمنٹ نے کمپنی سے سارے اختیارات خود لے لئے۔

وائسرایانِ ہند

پہلا وائسرائے لارڈ کیننگ

۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۲ء

Q. Describe Lord Canning's policy after the Mutiny and give an account of his reforms.

سوال۔ غدر کے بعد لارڈ کیننگ کی پالیسی اور اس کی اصلاحات بیان کرو۔

پالیسی غدر کے فرو ہو جانے پر بہت سے انگریز ہندوستانیوں سے انتقام لینے پر تُلے ہوئے تھے۔ لیکن لارڈ کیننگ

نے اُن کی ایک نہ سُنی - اور حتی الوسع محبّت - دوستی اور ہمدردی سے ہندوستانیوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی کوشش کی - اِسی واسطے کچھ انگریز اس کو طنزاً رحمدل کیننگ کہنے لگے ؛

اصلاحات - ۱- کمپنی کی فوجوں اور شاہی فوجوں کو ملا کر ایک کر دیا گیا - توپخانہ مکمل طور پر گوروں کو دیا گیا - اور دیسی افواج کی تعداد کم کر دی گئی ؛

۲- غدر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے انکم ٹیکس اور نمک پر محصول لگائے گئے ؛

۳- ۱۸۶۰ء میں لارڈ میکالے کی تعزیراتِ ہند جاری کی گئی اور ۱۸۶۱ء میں ضابطہ دیوانی و فوجداری مرتب کئے گئے - اور کلکتہ کی کونسلوں کی جگہ کلکتہ - بمبئی اور مدراس میں ہائی کورٹیں قائم ہوئیں ؛

۴- ۱۸۵۹ء میں قانون مزارعین پاس ہوا - جس کی رُو سے اُن مزارعین کو جو ۱۲ سال تک ایک زمین کی کاشت کرتے رہے ہوں - کوئی زمیندار زمین سے بے دخل نہیں کر سکتا اور نہ اِن پر لگان بڑھا سکتا ہے ؛

۵- انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء جاری ہوا - جس کے مطابق :-

(ا) وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ممبران کی تعداد چار سے پانچ کر دی گئی ؛

(ب) وزیر ہند کو اختیار دیا گیا - کہ وہ کمانڈر انچیف کو وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کا زائد ممبر بنا دے ؛

(ج) مدراس اور بمبئی میں قانون ساز مجالس قائم کی گئیں ؛

(د) وائسرائے کو اختیار دیا گیا - کہ وہ اپنی مجلس واضع قانون

میں کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ نامزد ممبروں کا اضافہ کرے۔ ان زائد ممبروں میں سے کم از کم نصف غیر سرکاری ممبر ہونے ضروری قرار دیئے گئے۔ وائسرائے کو نازک صورتِ حالات میں چھ ماہ کے لئے خود ہنگامی قانون جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ÷

نوٹ - لارڈ کیننگ کے بعد لارڈ ایلگن اور اس کی وفات پر لارڈ لارنس کو وائسرائے ہند بنایا گیا ÷

Q. Describe the chief events in the administration of Lord Lawrence. (P.U. 1925)

سوال - لارڈ لارنس کے عہد کے مشہور واقعات لکھو ÷

۱- جنگِ بھوٹان سنہ ۱۸۶۴ء

بھوٹانی بنگال اور بہار میں ڈاکے مار کر ہندوستانیوں کو غلام بنا کر لے جاتے تھے۔ نیز اُنھوں نے دوار کے علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واسطے جنگ شروع ہو گئی۔ لیکن بھوٹانی جلد ہی مغلوب ہو گئے۔ ان سے اٹھارہ دوار کا علاقہ لے لیا گیا۔ اور اس کے عوض انگریزوں نے پندرہ ہزار سالانہ دینا منظور کیا ÷

۲- اوڑیسہ کا قحط سنہ ۱۸۶۶ء

سنہ ۱۸۶۶ء میں اوڑیسہ میں ایک سخت قحط پڑا۔ اور بیس لاکھ کے قریب آدمی بھوک سے مر گئے۔ اس پر سرکار نے قحط فنڈ جاری کیا۔ اور ذرائع آمد و رفت کو بہتر اور وسیع کیا ÷

۳- لارنس کی مدبرانہ خاموشی

سنہ ۱۸۶۳ء میں دوست محمد خاں والئے افغانستان کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کے چار بیٹوں میں تخت کے لئے لڑائی ہو پڑی۔ سب

سے چھوٹے بیٹے شیر علی نے لارڈ لارنس سے مدد مانگی۔ لیکن اس نے جواب دیا۔ کہ سرکار انگریزی افغانستان کے معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتی۔ اور وہ اُس شخص کو امیر تسلیم کرے گی۔ جو کامیاب ہو کر تختِ کابل پر بیٹھ جاوے گا۔ لارڈ لارنس کی اس (MASTERLY IN ACTIVITY) پالیسی کو مدبرانہ خاموشی کی پالیسی کہتے ہیں۔
۱۸۶۸ء میں امیر شیر علی کامیاب ہو گیا۔ اس پر اسے امیرِ کابل تسلیم کر لیا گیا۔
۱۸۶۹ء میں نہر سویز کے اجراء سے تجارت کو بہت ترقی ہوئی۔

لارڈ میو

۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء

اور

لارڈ نارتھ بروک

۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء

Q. Describe the Decentralization Scheme of Lord Mayo and the chief events during the viceroyalties of Lord Mayo and Lord North Brook

سوال۔ لارڈ میو کی صوبجاتی ٹھیکہ کی سکیم اور اس کے اور لارڈ نارتھ بروک کے عہد کے واقعات بیان کرو۔

لارڈ میو کی اصلاحات

انکم ٹیکس کی شرح کو ایک فیصدی سے ۳ ½ فیصدی کر دیا۔ نمک کے ٹیکس کو بھی بڑھا دیا۔ نہروں اور ریلوں میں توسیع کی۔ مردم شماری کرائی۔ اور اجمیر میں چیفس کالج کھولا ۔!

صوبجاتی تقسیم۔ لارڈ میو کے آنے سے پہلے قاعدہ تھا۔ کہ ملک کی ساری آمدنی گورنمنٹ ہند کے خزانے میں جمع ہوتی۔ اور پھر گورنمنٹ ہند تمام صوبجات کو اُن کی ضروریات کے مطابق خرچ کے لئے رقوم بھیج دیتی تھی۔ لیکن صوبوں کے لئے ان رقوم کا ان ہی کاموں پر خرچ کرنا ضروری تھا۔ جن کے لئے اُنہوں نے گورنمنٹ ہند سے خرچ مانگا تھا۔ اگر کسی مد سے کچھ رقم بچ جاتی تو وہ رقم انہیں پھر گورنمنٹ ہند کے خزانے میں جمع کرانی پڑتی تھی۔ اس لئے صوبوں کی حکومتیں اکثر اوقات ان رقوم کو بڑی بے پرواہی سے خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ لارڈ میو نے اس طریق کو بند کر دیا۔ اور اس کی جگہ ایک نیا طریقہ جاری کیا۔ جس کے مطابق صوبجات کو پانچ سال کے لئے ایک خاص رقم دی جاتی تھی۔ اور انہیں اختیار تھا۔ کہ اگر ایک مد سے کوئی رقم بچ جاوے۔ تو اُسے دوسری مد پر خرچ کر دیا جاوے۔ نیز آمدنی کے چند ذرائع بھی صوبوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صوبجاتی حکومتوں کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا شروع ہو گیا ۔!

لارڈ میو کی خارجی پالیسی

روس اپنی حدود کو بڑھا کر افغانستان تک آ پہنچا تھا۔ اس لئے اس طرف سے حملہ کا خطرہ بڑھ گیا۔ لارڈ میو نے ہندوستان میں آتے ہی امیر شیر علی کو دعوت دی اور انبالہ میں ایک

عظیم الشان دربار کر کے اس کی عزت افزائی کی۔ اس سے کوئی مستقل عہدنامہ نہ کیا۔ لیکن اس کو بہت سا اسلحہ دیا۔ اور اس کی امدادی رقم کو بھی بڑھا دیا۔ اس طرح سے امیر شیر علی خوش ہو کر لارڈ میو کا پکا دوست بن گیا۔

ڈیوک آف ایڈنبرا کی آمد

۱۸۶۹ء میں ملکہ وکٹوریہ کا دوسرا بیٹا ڈیوک آف ایڈنبرا ہندوستان میں آیا۔ اور اس کا بڑا شاندار استقبال کیا گیا۔

وفات - لارڈ میو ۱۸۷۲ء میں انڈمان میں دورے پر گیا۔ جہاں ایک افغان قیدی نے اسے قتل کر دیا۔

لارڈ نارتھ بروک کے عہد کے واقعات
۱۸۷۲-۷۶ء

۱- بہار میں قحط - ۱۸۷۳ء میں بنگال اور بہار میں سخت قحط پڑا۔

۲- **پرنس آف ویلز کی آمد** - شہزادہ ایڈورڈ پرنس آف ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہفتم کے نام سے بادشاہ بنا۔ ہندوستان میں سیر و سیاحت کی غرض سے آیا۔

۳- **گائیکواڑ کی معزولی** - ۱۸۷۵ء میں ملہار راؤ گائیکواڑ راجہ بڑودہ پر برٹش ریذیڈنٹ کو زہر دینے کا الزام لگایا گیا۔ تحقیقاتی کمیشن کے ممبران میں نتیجہ کے متعلق اختلاف رائے تھا۔ آخر لارڈ نارتھ بروک نے راجہ کو بد انتظامی اور نااہلیت کی وجہ سے گدی سے اتار دیا۔ اور اس کی جگہ اس کے ایک دُور کے نابالغ رشتہ دار سیاجی راؤ کو گائیکواڑ مقرر کیا۔

۴- **خارجی پالیسی اور استعفا** - روس کی پیش قدمی سے امیر شیر علی اور برطانیہ دونو خائف تھے۔ امیر نے لارڈ نارتھ بروک

کو ایک عہد نامہ کرنے کے لئے لکھا۔ تا کہ روسی حملہ کی صورت میں انگریز اس کی مدد کریں۔ لیکن وائسرائے نے مدبرانہ خاموشی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر شیر علی نے روس سے دوستی کر لی +

انہی دنوں انگلینڈ میں ڈسرائیلی کی قدامت پسند پارٹی برسر اقتدار آ گئی۔ اس پر لارڈ سالسبری وزیر ہند نے وائسرائے کو لکھا۔ کہ وہ شیر علی پر زور دیکر افغانستان سے روسی اقتدار کا خاتمہ کرا دے۔ لارڈ نارتھ بروک اس پالیسی سے متفق نہ تھا۔ اس لئے اس نے استعفا دیدیا +

لارڈ لٹن

۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء

Q. Describe the leading events of the viceroyalty of Lord Lytton. (P.U. 1925, 38) Imp.

سوال - لارڈ لٹن کی وائسرالٹی کے زمانے کے مشہور واقعات بیان کرو +

دربار دہلی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کر کے انگلستان کے بادشاہ کے لئے قیصر ہند کا خطاب منظور کیا۔ جس پر یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی میں ایک عالیشان دربار کر کے ملکہ معظمہ وکٹوریہ کے قیصر ہند ہونے کا اعلان کیا گیا +

قحط جن دنوں دہلی میں دربار کی دھوم دھام تھی۔ انہی دنوں بلسور سے پنجاب تک کا سارا علاقہ ایک سخت قحط کی مصائب میں گرفتار تھا۔ جس میں باوجود گورنمنٹ کی ہر طرح کی مدد کے پچاس

لاکھ سے زیادہ جانوں کا نقصان ہوا ÷

ورنیکلر پریس ایکٹ

۷۸-۱۸۷۷ء میں یورپ میں روس اور ٹرکی کی جنگ شروع تھی - چنانچہ ورنیکلر اخبارات نے اس جنگ کے متعلق انگریزوں کی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی - جس سے گورنمنٹ کے خلاف منافرت پیدا ہونے کا احتمال ہو گیا - اس پر لارڈ لٹن نے دیسی اخبارات کے لئے پریس ایکٹ جاری کر دیا - جس کی رو سے قابلِ اعتراض مضامین شائع کرنے والے اخبارات سے ضمانت طلب کی جا سکتی تھی - اس ایکٹ کی زد سے انگریزی پریس آزاد تھا - اس پر ہندوستانیوں نے اس ایکٹ کے برخلاف بہت واویلا مچایا ÷

علی گڑھ کالج

لارڈ لٹن نے ۱۸۷۷ء میں مسلمانوں کی سب سے پہلی قومی درسگاہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کا علی گڑھ میں بنیادی پتھر رکھا - سر سید احمد خاں اس کالج کی روحِ رواں تھے ÷

افغانستان کی دوسری جنگ

وجوہات - انگلینڈ میں ڈسرائیلی کی وزارت نے لارڈ لٹن کو وائسرائے مقرر کر کے ہدایت کی - کہ امیر شیر علی سے عہد نامہ کر کے انگریزی سفارت کو کابل میں مقرر کرے - اس واسطے لارڈ لٹن نے امیر شیر علی کو کابل میں انگریزی سفیر رکھنے کے لئے لکھا - اور انکار کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی - انہی دنوں میں انگریزوں نے خان قلات سے کوئٹہ کا علاقہ لے کر وہاں اپنی چھاؤنی بنانی شروع کر دی - اور ایک اور چھاؤنی گلگت میں بھی بنائی - اب امیر شیر علی کو یقین ہو گیا - کہ انگریز افغانستان پر قبضہ جمانے

پر تُلے ہُوئے ہیں۔ اس لیئے اس نے انگریزی سفارت کو علی مسجد
کے قلعے سے ہی واپس لوٹا دیا۔ اور روسی سفارت کو کابل میں بلا
لیا۔ اس پر لارڈ لٹن نے اعلانِ جنگ کر دیا ؛
واقعات۔ انگریزی افواج نے خیبر۔ کرم اور بولان کے دروں
کو عبور کر کے افغانستان پر حملہ کر کے جلال آباد اور قندھار
پر قبضہ کر لیا۔ اس پر امیر شیر علی بھاگ کر روس کے علاقے میں چلا
گیا۔ اور وہیں مرگیا۔ اس کے لڑکے یعقوب خاں نے انگریزوں
سے ۱۸۷۹ء میں عہد نامہ گنڈمک کر کے صلح کر لی۔ اس کی
رُو سے انگریزوں نے یعقوب خاں کو امیر کابل تسلیم کر لیا۔ اور
اس نے کرم۔ پشین اور سبی کے اضلاع انگریزوں کے حوالے کئے۔
اور تمام دروں پر انگریزی قبضہ تسلیم کر کے کابل میں انگریزی
سفیر رکھنا اور خارجی معاملات میں انگریزوں کی ماتحتی منظور کر لی ؛
اس کے تھوڑا عرصہ بعد افغانوں نے پھر سر اُٹھایا۔ انگریزی
ریذیڈنٹ کویگنری اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر
جنرل رابرٹ نے کابل میں مارشل لا جاری کر دیا۔ یعقوب خاں کو
اسیر سلطانی بنا کر کلکتہ بھیج دیا گیا۔
اسی اثنا میں انگلستان میں ڈسرائیلی کی قدامت پسند پارٹی کو
شکست ہوگئی۔ اور اس کی جگہ مسٹر گلیڈسٹون کی لبرل وزارت نے
لے لی۔ اس نئی گورنمنٹ نے لارڈ لٹن کو واپس بلا کر لارڈ رپن کو
وائسرائے ہند مقرر کر دیا ؛

لارڈ رپن

۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک

و

لارڈ ڈفرن

۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک

Q. Summarise the principal events of the administration of Lord Ripon and justify the statement that his attitude towards the Indians was singularly sympathetic. (P.U. 1929, 39) **Imp.**

سوال - لارڈ رپن کے عہد کے مشہور واقعات بیان کرو - اور ثابت کرو - کہ ہندوستانیوں کی طرف اس کا رویہ بہت ہمدردانہ تھا +

۱- **افغانوں کی دوسری جنگ کا خاتمہ** - یعقوب خاں کے بعد اس کے بھائی ایوب خاں نے جنگ کو جاری رکھا - اور انگریزی افواج کو میوند کے مقام پر شکست دی - اور قندھار کا محاصرہ کر لیا - اس پر لارڈ رابرٹ نے یلغار کر کے قندھار کے قریب ایوب خاں کو شکست دی - اور آخر اسے بھی اسیرِ سلطانی بنا کر ہندوستان بھیج دیا گیا - اب انگریزوں نے ۱۸۸۲ء میں امیر شیر علی کے بھتیجے عبدالرحمٰن کو امیرِ قابل تسلیم کر کے انگریزی افواج کو افغانستان سے ہٹا لیا +

نتیجہ - اس جنگ سے انگریزوں کو کوئٹہ اور سبی کے علاقے ملے +

۲- **ورنیکلر پریس ایکٹ کی منسوخی** - ۱۸۸۲ء میں لارڈ رپن

نے ورنیکلر پریس ایکٹ کو منسوخ کرکے ورنیکلر اخبارات کو آزادی دی +

۳ - **لوکل سیلف گورنمنٹ** - ہندوستانیوں کو حکومت خود اختیاری کی تربیت دینے کے بعد لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا گیا - جس کی رُو سے ملک میں میونسپل کمیٹیاں اور ڈسٹرکٹ بورڈ قائم کرکے ان کو اپنے اپنے علاقہ کی تعلیم - صحت - صفائی - روشنی - پانی کی بہم رسانی - سڑکوں وغیرہ کا کام سپرد کر دیا - ان کے کچھ ممبر نامزد ہوتے تھے - اور کچھ بذریعہ انتخاب لئے جاتے تھے +

۴ - ہنٹر کمیٹی کی سفارشات کے مطابق بہت سے سکول کھولے گئے - اور غیر سرکاری سکولوں کی امداد میں اضافہ کیا گیا - پنجاب یونیورسٹی قائم کی گئی +

۵ - **فیکٹری ایکٹ** پاس کیا گیا - جس کی رُو سے بارہ سال سے کم عمر کے بچوں سے کارخانوں میں نو گھنٹے روزانہ سے زیادہ کام لینا منع کر دیا گیا - اور خطرناک مشینری کے گرد جنگلے لگوانے لازمی قرار دیئے گئے - نیز فیکٹریوں کی نگرانی کے لئے فیکٹری انسپکٹر مقرر ہوئے +

۶ - **آزاد تجارت** - بہت سی اشیاء خاص کر سوتی کپڑے کی درآمد پر محصول معاف کر دیا +

۷ - **راجہ میسور کی بحالی** - میسور کے راجہ کرشن کو لارڈ بنٹنک کے زمانے میں معزول کیا گیا تھا - اب لارڈ رپن نے ۱۸۸۱ء میں راجہ کرشن کے متبنّے کو میسور کی گدی پر بٹھا دیا +

۸ - **البرٹ بل** - لارڈ رپن سے پہلے ہندوستانی مجسٹریٹوں کو یورپین لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تھا - اس نسلی امتیاز کو دور کرنے کے لئے وائسرائے کی کونسل کے قانونی ممبر

مسٹر البرٹ نے ایک بل پیش کیا۔ جس کا منشاء ہندوستانی مجسٹریٹوں کو بھی یورپین لوگوں کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دینا تھا۔ اس پر ہندوستان بھر کے یورپین لوگوں نے اس بل کی مخالفت کی۔ جس پر اس بل میں یہ ترمیم کی گئی۔ کہ اگر یورپین ملزم چاہے تو عدالت سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ کہ اس کے مقدمے کی سماعت ایک جیوری کے ذریعے ہو۔ جس کے نصف ممبر یورپین یا امریکن ہوں +

ہندوستانیوں کا سچا ہمدرد لارڈ رپن۔ لارڈ رپن خود لبرل تھا۔ اس لئے ہندوستانیوں کی جائز خواہشات سے دلی ہمدردی رکھتا تھا۔ اس نے لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ کو پاس کر کے ہندوستانیوں کو حکومتِ خود اختیاری کی عملی تربیت دی۔ ورنیکلر پریس ایکٹ منسوخ کر کے ہندوستانی اخبارات کو سیاسی معاملات پر آزادانہ رائے دینے کا حق دیا۔ البرٹ بل کو پیش کرا کے یورپین اور ہندوستانی لوگوں کے درمیان نسلی امتیاز کو ہٹانے اور قانون کی نظر میں حاکم و محکوم کے امتیاز کو مٹانے کی کوشش کی۔ تعلیم کو عام کر کے اور فیکٹری ایکٹ و دیگر مفید قوانین کو پاس کر کے لارڈ رپن نے عوام کی بہبودی میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا +

مذکورہ بالا ذرائع سے لارڈ رپن نے ہندوستانیوں کے دلوں کو اس طرح سے جیت لیا۔ کہ وہ آج تک اس کا نام نہایت محبت و احترام سے لیتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے اس وائسرائے کے زمانے میں ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا +

Q. Write short notes on Sir Sayad Ahmad Khan and Swami Dyanand Saraswati

سوال۔ سرسید احمد خاں اور سوامی دیانند سرسوتی پر مختصر نوٹ لکھو +

سر سید احمد خاں - سر سید احمد خاں ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے - بچپن ہی میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا - مگر ماں نے نہایت محنت سے آپ کو مشرقی علوم کی تعلیم گھر پر ہی دلائی - آپ ۱۸۳۷ء میں کمپنی کی سرکار میں بطور سررشتہ دار ملازم ہوئے - اور اپنی قابلیّت سے ترقی کر کے جلدی ہی منصف بن گئے - غدر کے ایام میں آپ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بہت سے انگریزوں کی جان بچائی گو آپ کو انگریزی کی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا - تاہم آپ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم دلانا چاہتے تھے - اسی غرض کی تکمیل کے لئے آپ نے علی گڑھ میں محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی بنیاد ڈالی - اب یہی کالج علی گڑھ کی مشہور مسلم یونیورسٹی ہے - گورنمنٹ آپ کے کام سے بہت خوش تھی - اس نے پہلے آپ کو خان بہادر اور بعد میں سر کا خطاب دیا - آپ نے اکیاسی سال کی عمر میں ۱۸۹۸ء میں وفات پائی - اور علی گڑھ کالج کے احاطہ میں دفن کئے گئے ÷

ہندوستانی آپ کو ایک سچا رہنما اور محبِ وطن اور مسلمان ایک مخلص ریفارمر مانتے ہیں ÷

سوامی دیانند سرسوتی - سوامی دیانند سرسوتی انیسویں صدی کے ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مذہبی اور مجلسی ریفارمر گزرے ہیں - آپ گجرات کاٹھیاواڑ کے ایک گاؤں موروی میں ۱۸۲۴ء میں پیدا ہوئے - بچپن ہی سے آپ غور و خوض کے عادی تھے - اس زمانے کے ہندوؤں کی ذات پات کی سخت قیود اور توہم پرستی اور دیگر مجلسی برائیوں نے آپ کے دل کو بہت دُکھی کر دیا - چنانچہ چھوٹی ہی عمر میں آپ نے سنیاس دھارن کر کے متھرا میں سوامی ورجانند سرسوتی سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی اور وہیں ویدوں اور شاستروں کا مطالعہ کیا - تعلیم سے فارغ ہو کر

آپ نے تمام عمر ویدوں کی تعلیم کی اشاعت کی - اور آریوں کی قدیم تہذیب اور تمدن کو زندہ کرنے کے لئے اپنی تمام طاقت و قابلیت کو خرچ کر دیا +

آپ آریہ سماج کے بانی تھے - آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں - جن میں سے ستیارتھ پرکاش سب سے زیادہ مشہور ہے - آپ کا مورتی پوجا میں اعتقاد نہ تھا - آپ ذات پات کو جنم کی بجائے کرم سے مانتے تھے - اور اچھوت ادھار - شادی بیوگان کے بڑے سرگرم حامی تھے - آپ نے اُنسٹھ سال کی عمر میں ۱۸۸۳ء میں اجمیر کے مقام پر وفات پائی +

لارڈ رپن کے بعد لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک وائسرائے ہند رہا - اس کے عہد میں روس اور افغانستان میں ایک مہم پنجدہ کے متعلق لڑائی تک نوبت پہنچ گئی - لیکن وائسرائے کے تدبر سے اس جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا - اور پنجدہ کا گاؤں روس کے حوالے کر دیا گیا - نیز لارڈ ڈفرن کے زمانے میں برما کے بادشاہ تھیبا کو بدنظمی کے باعث حکومت سے علیحدہ کر کے برما کو انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا - انڈین نیشنل کانگرس کی بنیاد بھی اسی وائسرائے کے زمانے میں ایک انگریز مسٹر ہیوم نے رکھی +

لارڈ لینسڈون

۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۴ء

Q. Write short notes on the events of Lord Lansdown's viceroyalty.

سوال - لارڈ لینسڈ ڈن کے عہدِ حکومت کے واقعات بیان کرو +

١ - ڈیورینڈ لائن

لارڈ لینسڈ ڈن نے سر مارٹیمر ڈیورینڈ کو سفیر بنا کر کابل بھیجا - اور امیر سے اقرار کرا لیا - کہ وہ سرحدی قبائل سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے گا - اس پر تمام سرحدی قبائل کو انگریزی حلقہ اقتدار میں لے لیا گیا - اور افغانستان کی مشرقی اور جنوبی حد قائم کی - جو ڈیورینڈ لائن کہلاتی ہے +

٢ - منی پور کی بغاوت ۱۸۹۱ء

راجہ منی پور کی وفات پر کئی دعویداروں میں تخت کے لئے جھگڑا ہو پڑا - چیف کمشنر آسام تحقیقات کے لئے وہاں گیا - لیکن ریاست کے سپہ سالار نے اسے معہ اس کے ہمراہیوں کے قتل کرا دیا - اس پر وائسرائے نے فوج بھیج کر سپہ سالار اور اس کے حامیوں کو گرفتار کر کے پھانسی پر چڑھا دیا - اور شاہی خاندان کے ایک نابالغ لڑکے کو وہاں کا حکمران بنا دیا - اس کی نابالغی کے ایام میں ریاست کا انتظام انگریز افسروں کے سپرد کیا گیا +

٣ - خان قلات کی معزولی

خان قلات نے اپنے وزیر کو بڑی بے رحمی سے مروا دیا - اس پر وائسرائے نے اسے معزول کر کے اس کے بیٹے کو خان قلات بنا دیا +

۴ - مہاراجہ جموں و کشمیر کی معزولی

انگریزوں کی خواہش تھی - کہ کشمیر کے شمالی علاقے میں ہمارا اقتدار ہو - تا کہ روس کو روکا جا سکے - اس پر مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئے جموں و کشمیر پر بدنظمی اور غداری کے الزام لگا کر معزول کر دیا گیا - اور ایک نابالغ لڑکے

کو مہاراجہ بنا کر ریاست کا انتظام انگریز ریذیڈنٹ اور کونسل آف ریجنسی کے سپرد کر دیا۔ مہاراجہ پر الزامات بے بنیاد ثابت ہونے پر ۱۹۰۵ء میں پھر اسے گدی پر بحال کر دیا گیا۔

۵۔ انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۹۲ء	اس ایکٹ کی رو سے (۱) وائسرائے کی واضع قوانین کونسل کے ممبروں کی تعداد ۱۲ کی بجائے ۱۶ کر دی گئی۔

۲۔ یونیورسٹیوں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کو ایک ایک نمائندہ اپنے صوبہ کی کونسل میں بھیجنے کا حق دیا گیا۔

۳۔ واضع قوانین کونسل کے ممبروں کو بجٹ پر بحث کرنے کا حق دیا گیا۔

لارڈ ایلگن ثانی

۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۹ء

مشہور واقعات۔ ۱۔ مہم چترال و تیراہ۔ ۱۸۹۵ء میں چترال کی نوابی کے دو دعویداروں کے درمیان جھگڑا ہونے پر انگریزوں نے ایک دعویدار کی مدد کر کے چترال کا مہتر بنا دیا۔ نیز چترال کے علاقہ میں پکی سڑک بنا دی گئی۔ جس پر سرحدی قبائل بگڑ گئے۔ آخر انگریزی فوج نے انہیں شکست دے کر درہ خیبر پر قبضہ کر لیا۔

۲۔ پلیگ و قحط۔ ۱۸۹۶ء میں بمبئی میں پلیگ پھوٹ نکلی۔ اور نہایت سرعت سے تمام ملک میں پھیل گئی۔ رہی سہی کسر وسط ہند کے ہولناک قحط نے پوری کر دی۔

لارڈ کرزن

۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک

Q. Narrate some important events of the viceroyalty of Lord Curzon with special reference to (1) his foreign policy, (2) his reforms.
(P.U. 1923, 28, 34, 39) **Imp.**

سوال - لارڈ کرزن کے عہدِ حکومت کے واقعات لکھو - اور اس کی خارجی پالیسی اور اس کی اصلاحات کو واضح طور پر بیان کرو ۔

لارڈ کرزن کی سرحدی پالیسی

چترال کو اس نے اپنے قبضہ میں رکھا - لیکن باقی آزاد قبائل کے علاقوں سے اپنی افواج کو واپس بلا لیا - اور اس فوج کی جگہ قبائلی علاقے ہی کے آدمیوں کو بھرتی کر کے اس علاقہ کے امن و امان کا ذمہ وار ٹھیرایا - قبائلیوں کی اس فوج کا نام ملیشیا رکھا - اور ان کو انگریز افسروں کے ماتحت کر دیا - نیز تمام اہم مقامات کو سڑکوں کے ذریعے آپس میں ملا دیا - اس سے خرچ میں بھی کافی کمی ہو گئی - اور انتظام بھی آگے سے بہتر ہو گیا - ۱۹۰۱ء میں پنجاب کے پشاور - ہزارہ - کوہاٹ - بنوں - ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے اضلاع نکال کر ایک علیحدہ شمال مغربی سرحدی صوبہ بنا دیا گیا ۔

خارجی پالیسی

افغانستان - ۱۹۰۱ء میں امیر عبدالرحمٰن مر گیا - اور اس کا لڑکا حبیب اللہ خاں امیر بنا - لارڈ کرزن نے اُسے امیر تسلیم کر کے اس سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے ۔

تبت۔ تبتیوں نے روسی سفیر کو لاسہ میں آنے دیا۔ لیکن انگریزی سفارت کو وہاں نہ آنے دیا۔ لہٰذا لارڈ کرزن نے فوج بھیج کر لاسہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر تبتیوں نے کچھ تاوانِ جنگ ادا کر کے اپنے آپ کو چین کے ماتحت تسلیم کر لیا۔ اور انگریزوں کو کچھ تجارتی حقوق بھی دے دیئے۔

ایران۔ خلیج فارس کے جزائر اور اس کے ساحلوں کو دشمن اقوام سے خالی کرا لیا۔ اور وہاں انگریزی اقتدار قائم کر لیا۔ ان تمام کاموں سے لارڈ کرزن کا مدعا روسی اقتدار کو کم کرنا تھا۔

دیسی رؤسا سے تعلقات

برار کا علاقہ انگریزوں کے ماتحت تھا۔ لیکن حیدر آباد کی کنٹنجنٹ فوج کا خرچ اس صوبہ کی آمدنی سے منہا کرنے کے بعد جو رقم باقی بچ جاتی تھی۔ وہ ہر سال نظام کو دیدی جاتی تھی۔ لارڈ کرزن نے ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ کے عوض مستقل طور پر یہ صوبہ انگریزی عملداری میں ملا لیا۔ گو نظام کو وہاں کا برائے نام حاکم رہنے دیا۔

بڑی بڑی ریاستوں کو مجبور کیا گیا۔ کہ وہ سلطنتِ برطانیہ کی حفاظت کے لئے اپنے خرچ پر امپیریل کیڈٹ کور رکھیں۔

دربار دہلی۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی کی خوشی میں ایک عالیشان دربار منعقد کیا گیا۔ جس میں ہندوستان کے تمام والیانِ ریاست شامل ہوئے۔

اصلاحات

مالی اصلاحات۔ نمک کا محصول نصف کر دیا۔ ایک ہزار سے کم آمدنی پر انکم ٹیکس معاف کر دیا۔ پونڈ کی قیمت پندرہ روپیہ مقرر کی گئی۔

زراعتی اصلاحات۔ ۱۔ فصلوں کے بالکل تباہ ہونے پر مالیہ زمین

بالکل معاف اور خراب ہو جانے کی صورت میں مالیہ میں کمی کرنے کے احکام جاری کئے +

۲۔ قانون انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء۔ پنجاب کے لوگوں کو دو گروہوں زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں تقسیم کر کے غیر زراعت پیشہ لوگوں کا زراعت پیشہ لوگوں کی زمینوں کو رہن رکھنا یا خریدنا حکماً بند کر دیا۔ اور اس طرح سے زمینداروں کی زمینوں کو غیر زراعت پیشہ سُود خوروں کے ہاتھوں میں چلے جانے سے روک دیا +

۳۔ انجمن ہائے امداد باہمی۔ کاشتکاروں میں کفایت شعاری اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے انجمن ہائے امداد باہمی اور زمیندارہ بنک قائم کئے۔ تاکہ کاشتکار لوگ ان انجمنوں اور اپنے بنکوں سے معمولی شرح سود پر قرض لے سکیں +

۴۔ محکمہ زراعت۔ زمینداروں کو اچھا بیج مہیا کرنے اور وقتاً فوقتاً ان کی رہنمائی کرنے کے لئے ایک علیحدہ محکمہ زراعت قائم کیا +

تعلیمی اصلاحات۔ ۱۹۰۴ء میں یونیورسٹیز ایکٹ پاس کر کے یونیورسٹی کے کام میں سرکاری دخل زیادہ کر دیا گیا۔ اور یونیورسٹیوں کو صرف امتحان لینے کے علاوہ تعلیم دینے کا کام بھی سپرد ہُوا +

محکمہ آثار قدیمہ۔ لارڈ کرزن نے ایک محکمہ آثارِ قدیمہ قائم کیا۔ جس کا کام تاریخی عمارتوں اور یادگاروں کی مرمت اور تاریخی معلومات میں اضافہ کرنا قرار دیا گیا +

تقسیم بنگال

بنگال آبادی اور رقبہ میں بہت بڑا ہونے کے باعث لارڈ کرزن نے ۱۹۰۵ء میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مشرقی کی تین کمشنریوں کو آسام سے ملا کر اس صوبہ کا نام آسام و مشرقی بنگال رکھا گیا۔ اور اس کا صدر مقام ڈھاکہ بنایا گیا۔ دوسرے

حصہ کا نام بدستور بنگال رہا۔ بنگالیوں کا خیال تھا۔ کہ لارڈ کرزن کا اس تقسیم سے اصلی مدعا یہ ہے۔ کہ بنگالی بولنے والے لوگوں کے اتحاد کو توڑ دیا جاوے۔ اس پر اُنہوں نے بڑے زور سے صدائے احتجاج بلند کی۔ انگریزی مال کے بائیکاٹ اور سودیشی مال کے استعمال کی تحریک شروع ہوگئی۔ تمام ملک نے اظہار ہمدردی کے طور پر اُن کا ساتھ دیا۔ آخر ۱۹۱۱ء میں شہنشاہ جارج پنجم نے اس تقسیم کو منسوخ کر دیا۔

لارڈ کرزن اور کچنر کا اختلاف - لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہند اور لارڈ کرزن کے درمیان فوجی ممبر کی آسامی اور اس کے اختیارات کے متعلق اختلاف رائے ہوگیا۔ آخر یہ معاملہ وزیر ہند کے پاس فیصلہ کے لئے بھیجا گیا۔ جس نے لارڈ کچنر کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس پر لارڈ کرزن نے استعفا دیدیا۔

لارڈ منٹو ثانی

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک

Q. Write a note on the Minto-Morley Reforms. (P.U. 1938) **Imp.**

سوال - منٹو مارلے اصلاحات پر ایک نوٹ لکھو۔

سیاسی بدامنی - تقسیم بنگال کی وجہ سے لارڈ کرزن کے زمانے میں شورش شروع ہوگئی۔ لارڈ منٹو کے عہد میں اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ بنگال میں انقلاب پسندوں نے اپنی خفیہ سوسائٹیاں بنالیں۔ اور کئی انگریزوں پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ ملک کے دیگر حصوں میں بھی

بد امنی پھیل گئی - اس پر لارڈ منٹو نے کئی قانون پاس کر کے تقریر اور تحریر پر پابندیاں لگا دیں - اور گورنمنٹ کے خلاف سازشوں کے مقدمات کی فوری سماعت کے لئے خاص عدالتوں کو جاری کیا۔ ۱۹۰۷ء میں سورت کے مقام پر انڈین نیشنل کانگرس کا اجلاس ہوا - جس میں انتہا پسند عنصر بہت زیادہ تھا - لیکن مسٹر گوکھلے کے تدبر سے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس نہ ہو سکا - اور کانگرس نے برطانوی نوآبادیوں کی طرز کی حکومت کو اپنا نصب العین قرار دیا ؞

منٹو مارلے اصلاحات

مسٹر مارلے وزیر ہند اور لارڈ منٹو نے کانگرس کے اعتدال پسند فرقہ کو خوش کرنے کی خاطر حکومتِ ہند کے انتظام میں چند اصلاحات نافذ کیں جو انڈین کونسلز ایکٹ ۱۹۰۹ء کے نام سے مشہور ہیں - اس کی رُو سے

۱ - وائسرائے اور صوبجات کی انتظامیہ مجالس میں ایک ہندوستانی ممبر کے اضافہ کی اجازت ملی - وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کا پہلا ہندوستانی ممبر لارڈ سنہا تھا ؞

۲ - وزیر ہند کی انڈیا کونسل میں دو ہندوستانی ممبر ایک ہندو اور ایک مسلمان لئے گئے ؞

۳ - وائسرائے کی قانون ساز مجلس کے ممبروں کی تعداد ۶۰ کر دی گئی - جس میں سے ۲۷ منتخب ممبر تھے ؞

۴ - صوبجاتی قانون ساز مجالس کے ممبروں کی تعداد بھی بڑھا دی گئی ؞

۵ - انتخاب میں فرقہ وارانہ اصول تسلیم کر لیا گیا ؞

۶ - قانون ساز مجالس کے اختیارات بڑھا دئے گئے - اور ممبران کو بجٹ پر بحث کرنے کا حق دیا گیا - اگرچہ وہ اسے منظور یا نامنظور نہ کر سکتے تھے ؞

لارڈ ہارڈنگ ثانی

۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۶ء تک

Q. Brietly describe the chief events of the viceoyalty of Lord Hardinge II

سوال - لارڈ ہارڈنگ ثانی کے عہدِ حکومت کے واقعات بیان کرو۔

۱- دربار دہلی - ۱۲- دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری کی تاجپوشی کی تقریب پر دہلی میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا - جس میں شہنشاہِ معظم نے مندرجہ فیصلے اعلان کیا:-

(۱) تقسیم بنگال منسوخ کی گئی۔ (۲) بہار و اڑیسہ اور آسام کے دو علیحدہ صوبے بنائے گئے۔ (۳) بنگال کا انتظام گورنر کے ماتحت کر دیا۔ (۴) پرائمری تعلیم کے لئے خزانہ ہند سے ۵۰ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جانا مقرر کیا۔ (۵) کلکتہ کی بجائے دہلی کو دارالخلافہ بنایا گیا۔

۲- وائسرائے پر بم - ۱۲- دسمبر ۱۹۱۲ء کو لارڈ ہارڈنگ بڑی شان و شوکت سے نئے دارالخلافہ دہلی کے چاندنی چوک سے گزر رہے تھے - کہ کسی انقلاب پسند نے اُن پر بم پھینکا وائسرائے کو معمولی زخم آئے - جو جلدی اچھے ہو گئے - بم پھینکنے والا گرفتار نہ ہو سکا۔

۳- تعلیمی ترقی - سر سنکرن نائر پہلا ہندوستانی تھا - جو وائسرائے کا تعلیمی ممبر مقرر ہوا - اس نے تعلیم کو بہت فروغ دیا - پنڈت مدن موہن مالوی کی کوششوں سے فروری ۱۹۱۶ء میں بنارس

میں ہندو یونیورسٹی قائم ہوئی ÷

۴۔ جنگ کے شروع ہو جانے پر **قانون تحفظ ہند** جاری کیا گیا۔ جس کی رُو سے غنیم سے ساز باز رکھنے والے ہندوستانیوں کے خلاف افسران کو خاص اختیارات دیئے گئے ÷

۵۔ **جنگ عظیم** ۔ ۱۹۱۴ء میں یورپ میں جنگِ عظیم شروع ہو گئی۔ جس میں ہندوستان بھی برطانیہ کی طرف سے جرمنی کے برخلاف جنگ میں شریک ہؤا۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ ٹرکی اور بلغاریہ ایک طرف تھے۔ اور برطانیہ۔ فرانس۔ روس۔ اٹلی۔ بلجیم۔ جاپان وغیرہ دوسری طرف تھے۔ برطانیہ کے ساتھی اتحادی کہلاتے تھے۔ جنگ کے آخری دنوں میں امریکہ اتحادیوں سے شامل ہو گیا۔ اور آخر کار غنیم کو شکست ہوئی ÷

ہندوستان کا جنگ میں حصّہ ۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے دِل کھول کر برطانیہ کی مدد کی۔

(۱) ہندوستان سے فرانس کو ایک لاکھ انگریز اور دو لاکھ دس ہزار ہندوستانی سپاہی بھیجے گئے۔ جنہوں نے فرانس کی سخت سردی اور دلدلوں کے باوجود دُشمن کو ناکوں چنے چبوائے ÷

(۲) ہندوستانی افواج نے ترکوں کو شکست دے کر فلسطین اور عراقِ عرب پر قبضہ کر لیا۔ نیز گیلی پولی اور ڈاڈنلز کے قریب قابلِ قدر خدمات ادا کیں ÷

(۳) جرمن مشرقی افریقہ کو صرف ہندوستانی افواج نے تسخیر کیا ÷

(۴) والیانِ ریاست نے بھی سچے دل سے برطانیہ کی مدد کی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئے کشمیر اور مہاراجہ بیکانیر نے خود فوجوں سمیت

جنگ میں حصّہ لیا ÷

۵- دورانِ جنگ میں ہندوستان کا پندرہ کروڑ چالیس پونڈ خرچ آیا- اور دس کروڑ پونڈ نقد ہندوستان نے برطانیہ کو دیا- ہندوستان نے ساڑھے پانچ لاکھ سپاہی اور پونے چھ لاکھ دوسرے آدمی جنگ کے مختلف محاذوں میں برطانیہ کی امداد کے لئے بھیجے- جن میں سے ۳۶۶۹۶ ہندوستانی سپاہی اور افسر مارے گئے- اور ۶۹۸۹۸ زخمی ہوئے ÷

۱۹۱۹ء میں عالمگیر جنگ کا خاتمہ ہوا- اتحادی کامیاب ہوئے- اور غنیم نے ہتھیار ڈال دیئے ÷

لارڈ چیمسفورڈ

۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۱ء تک

Q Wrire short notes on Home Rule. Aunouncement of 1917, Rowlett Act Civil Disobedrence Non-co-operation and Khilaphat Movements.

سوال- سوراجیہ- ۱۹۱۷ء کا اعلان- رولٹ ایکٹ- سول نافرمانی (ستنیہ آگرہ)- عدم تعاون اور تحریک خلافت پر مختصر نوٹ لکھو ÷

سوراجیہ جنگِ عظیم کے دوران میں لوکمانیہ تِلک اور اینی بیسنٹ کی رہنمائی میں سوراجیہ کی تحریک نے بہت زور پکڑا- انڈین نیشنل کانگرس اور مسلم لیگ نے ہوم رول یا درجہ نو آبادیات کے حصول کے لئے ریزولیوشن پاس کئے ÷

۱۹۱۷ء کا اعلان ہندوستانی جنگی خدمات کے اعتراف اور تحریک ہوم رُول کے زور پکڑ جانے پر

۲۰-اگست ۱۹۱۷ء کو ہندوستانیوں کو اطمینان دلانے کی خاطر مسٹر مانٹیگو وزیر ہند نے برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے پارلیمنٹ میں یہ مشہور اعلان کیا- کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا مقصد یہ ہے- کہ ہندوستانیوں کو انتظامِ سلطنت میں حصّہ دے کر بتدریج اس قابل کر دیا جاوے کہ وہ برطانیہ کے ماتحت رہ کر اپنے مُلک کی ذمہ دار حکومت کو سنبھال سکے*

رولٹ ایکٹ اور پنجاب کا مارشل لاء

۱۹۱۹ء میں لارڈ چیمسفورڈ کی گورنمنٹ نے گورنمنٹ کے برخلاف سازشوں کو روکنے کے لئے رولٹ ایکٹ پاس کیا- جس کی رُو سے گورنمنٹ کے افسروں کو بہت زیادہ اختیارات مل گئے- اس ایکٹ کے برخلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے مہاتما گاندھی نے ۶-اپریل ۱۹۱۹ء کے دن ہڑتال کا اعلان کیا- تمام ملک میں اس ایکٹ کے خلاف پُر امن مظاہرے کئے گئے- لیکن پنجاب میں یہ مظاہرے فساد میں تبدیل ہو گئے- کئی شہروں میں گورنمنٹ عمارات کو تباہ کیا گیا- تار کاٹ ڈالے گئے- اور چند انگریزوں پر قاتلانہ حملے ہوئے- اس پر سر مائیکل اوڈائر لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے کئی ضلعوں میں مارشل لاء نافذ کر دیا- ۱۳-اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں جنرل ڈائر کے حکم سے گولی چلانے تک نوبت پہنچی اور صدہا آدمی ہلاک و زخمی ہوئے*

سول نافرمانی اور ستیہ آگرہ

اس تحریک کی غرض و غایت پُر امن طریق سے گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش

کرنا ہے - مہاتما گاندھی اس تحریک کے بانی ہیں - ان کا خیال ہے - کہ ایک سچا ستنیہ گرہی سخت سے سخت اشتعال کی صورت میں بھی اپنے مخالف سے بدلہ لینے کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے - اس تحریک کا آغاز لارڈ چیمسفورڈ کے عہد میں ہوا - ۱۹۳۰ء میں اس تحریک نے بہت زور پکڑا +

عدم تعاون ۱۹۲۰ء کے نیشنل کانگرس کے خاص اجلاس کلکتہ میں زیر صدارت لالہ لاجپت رائے ایک ریزولیوشن پاس ہوا - کہ چونکہ ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا کی اصلاحات بالکل ناکافی ہیں - اور گورنمنٹ برطانیہ نے جنگ کے بعد سلطان ٹرکی سے نامنصفانہ سلوک کیا ہے - نیز گورنمنٹ کے حکم سے جلیانوالہ باغ میں ہزارہا لوگوں پر گولی چلائی گئی ہے - اس لئے انڈین نیشنل کانگرس سرکاری ملازمتوں - عدالتوں - سکولوں اور انگریزی مال کا بائیکاٹ کرتی ہے ÷

تحریک خلافت جنگِ عظیم کے خاتمے پر ٹرکی سے چند غیر منصفانہ شرائط منوائی گئیں - اس سے مسلمانان ہند کے دلوں کو ٹھیس پہنچی - اس پر علی برادران اور مولانا آزاد نے سلطان ٹرکی کی خلافت کو بحال کرنے کے لئے اس تحریک کا آغاز کیا - اکثر ہندوؤں نے بھی مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں اس تحریک کی حمایت کی - کئی سو انتہا پسند ہندوستانی مسلمان ہجرت کر کے افغانستان کو چلے گئے - لیکن وہاں حوصلہ افزائی نہ ہونے پر ان میں سے اکثر تھوڑے عرصہ کے بعد واپس آ گئے ÷

Q. Give the causes, main events and results of the Third Afghan War. (P.U. 1916)

سوال افغانوں کی تیسری جنگ کے اسباب - مشہور واقعات اور نتائج

بیان کرو +

افغانوں کی تیسری جنگ ۱۹۱۹ء

وجوہات - ۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ خاں کو کسی نے مار دیا۔ اور اس کے بیٹے امان اللہ خاں نے اپنے چچا اور بھائی کو نظر بند کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اُن دنوں اکثر افغان ٹرکی کے حامی ہونے کے باعث انگریزوں سے ناخوش تھے۔ امیر امان اللہ خاں اُن کے جوش سے فائدہ اُٹھا کر انگریزوں کے اقتدار سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ نیز ان ہی دنوں میں رولٹ ایکٹ کے باعث ہندوستان میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔ اس لئے امیر کابل نے موقعہ دیکھ کر انگریزی علاقہ پر حملہ کر دیا +

واقعات - انگریزی افواج نے درہ خیبر کے راستے حملہ کر کے افغانوں کی چوکی ڈک پر قبضہ کر لیا۔ اور ہوائی جہازوں سے جلال آباد اور کابل پر بمباری کی۔ لیکن جنرل نادر خاں نے سرحدی قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر **تھل** پر قبضہ کر لیا۔ اور فورٹ سنڈیمن کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ۸۔ اگست ۱۹۱۹ء کو **عہد نامہ راولپنڈی** کے مطابق صلح ہو گئی +

نتائج - ۱- امان اللہ خاں کو افغانستان کا خود مختار بادشاہ مان لیا گیا۔ اور اسے غیر ممالک سے تعلقات قائم کرنے کی اجازت مل گئی +

۲- امیر کابل کو سرکار انگریزی کی طرف سے جو وظیفہ دیا جاتا تھا - وہ بند کر دیا گیا۔ اور آئندہ ہندوستانی بندرگاہوں کے راستے اسلحہ منگوانے کا اس کو کوئی حق نہ رہا۔ مگر یہ حق بعد میں پھر دیدیا گیا۔

Q. Briefly describe the Montague Chelmsford Reforms (the Government of India Act. 1919)

سوال - مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء) کا مختصر حال بیان کرو ؎

وجہ - ۱۹۱۷ء کے اعلان کے مطابق ہندوستان کو حکومتِ خود اختیاری کی پہلی قسط کے طور پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء پاس کیا گیا جس سے مفصلہ ذیل تبدیلیاں واقع ہوئیں :-

۱- **وزیر ہند اور اس کی کونسل** - وزیر ہند کی تنخواہ بجائے ہندوستانی حکومت کے انگلستان کی حکومت نے دینی منظور کر لی - ہندوستان کے انتظامی معاملات تو وزیر ہند ہی کے پاس رہے - لیکن تجارت - قرضہ - خریدِ سامان - ہندوستانی طلباء کی عام نگرانی وغیرہ کے کام ایک ہائی کمشنر آف انڈیا کے سپرد ہوئے - جو گورنمنٹ آف انڈیا کے خزانہ سے تنخواہ پاتا ہے - وزیر ہند کی کونسل کے ممبران کی تعداد میں بھی اضافہ کیا گیا - اور ہندوستانی ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی ؎

۲- **ذرائع آمدنی کی تقسیم** - اس ایکٹ کے اجرا سے پہلے ہندوستان کی ساری آمدنی گورنمنٹ آف انڈیا کے مرکزی خزانہ میں جمع ہوتی تھی - اور پھر مرکزی حکومت ہر ایک صوبہ کو اخراجات کے لئے کچھ رقم دیا کرتی تھی - اب اس طریق کو بند کر کے آمدنی کے وسائل کو صوبجاتی اور مرکزی حکومتوں میں بانٹ دیا گیا - **انکم ٹیکس - ریل - تار - ڈاک - نمک - محصول در آمد و بر آمد - افیون** وغیرہ سے آمدنی کے **ذرائع گورنمنٹ ہند** کے حوالے ہوئے - اور **صوبجاتی حکومتوں کو مالیہ زمین - آبیانہ انہار - آبکاری - اسٹامپ و کورٹ فیس - جنگلات** وغیرہ کے وسائلِ آمدنی دیے گئے ؎

۳- **مرکزی حکومت** - وائسرائے کی انتظامیہ مجلس میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد ایک سے تین کر دی گئی - اب وائسرائے سمیت اس کونسل کے آٹھ ممبر ہو گئے - ہر ایک ممبر کو ایک ایک محکمہ ملا - محکمہ امورِ خارجہ وائسرائے کو دیا گیا ÷

وائسرائے کی مجلس واضع قوانین کے دو ایوان بنائے گئے - **کونسل آف سٹیٹ** جس کے ۶۰ ممبروں میں سے ۳۳ منتخب اور ۲۷ نامزد ہوتے تھے - اور اس کا **انتخاب ہر پانچ سال** کے بعد ہوتا تھا ÷

دوسری **لیجسلیٹو اسمبلی** جس کے ۱۴۰ ممبروں میں سے ۱۰۰ بذریعہ **انتخاب چنے** جاتے تھے - انتخاب کا طریقہ بدستور سابق جداگانہ یا **فرقہ وارانہ** ہی رہا - اس کا انتخاب ہر تین سال کے بعد قرار پایا - خاص حالات میں وائسرائے کو خود نئے قوانین بنانے یا مجلس واضع قوانین کے بنائے ہوئے قوانین کو رد کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ÷

۴- **صوبجاتی حکومتیں** - (۱) ہر صوبہ میں دوعملی جاری کی گئی - یعنی تمام محکموں کو دو حصّوں محکمہ مخصوصہ اور محکمہ منتقلہ میں تقسیم کر دیا - محکمہ مخصوصہ میں مالیہ - آبیانہ - آبپاشی - جنگلات - پولیس اور جیل کے محکمے شامل تھے - جو گورنر اور اس کی انتظامیہ کونسل کے ماتحت رکھے گئے - محکمہ منتقلہ میں زراعت - تعلیم - صحت - لوکل سیلف گورنمنٹ - دستکاری وغیرہ محکمے تھے - جن کا انتظام ہندوستانی وزرا کے سپرد کیا گیا - یہ وزرا صوبجاتی مجلس قانون ساز کے ممبر ہوتے تھے ÷

(ب) صوبجاتی قانون ساز مجالس کے ممبران کی تعداد بھی بڑھا دی

گئی - اور ان میں منتخب ممبران کی تعداد کم از کم ستر فی صدی مقرر ہوئی +

(ج) ان مجالس کی میعاد تین سال مقرر کی گئی - اور پہلے تین سال کے بعد ان مجالس کو اپنا صدر چننے کا حق دیا گیا +

(د) گورنروں کو ان مجالس کے پاس کردہ قوانین کو رد کرنے یا خاص حالات میں خود اپنی ذمہ داری پر نئے قانون بنانے کا اختیار دیا گیا +

۵ - ہندوستانیوں کو گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے کا حق دیا گیا - لارڈ سنہا صوبہ بہار و اڑیسہ کا پہلا ہندوستانی گورنر بنایا گیا +

لارڈ ریڈنگ

۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۶ء تک

Q. Describe the chief events of the viceroyalty of Lord Reading.

سوال - لارڈ ریڈنگ کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات بیان کرو +

۱ - عدم تعاون کا خاتمہ

لارڈ ریڈنگ کی آمد کے وقت تحریک عدم تعاون بہت زوروں پر تھی - اور مہاتما گاندھی کو اپنی تحریک کی کامیابی کا مکمل یقین تھا - اس پر اس نے ۸ - فروری ۱۹۲۲ء کو عدم ادائیگی ٹیکس کی مہم کے آغاز کرنے کا اعلان کیا - لیکن ۵ - فروری ۱۹۲۲ء کو کانگرس کے ایک جلوس نے اشتعال

میں آکر چوری چورا کے تھانہ دار اور ۲۱ سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ اور تھانہ کو آگ لگا دی۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کو ملتوی کر دیا۔ لارڈ ریڈنگ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر مہاتما گاندھی کو بغاوت کے جرم میں چھ سال اور سینکڑوں دیگر قومی رہنماؤں کو مختلف میعاد کی سزا دیکر جیل خانوں میں ڈال دیا۔ آخرکار یہ تحریک رفتہ رفتہ بالکل دب گئی +

۲۔ پرنس آف ویلز کی آمد ۱۹۲۱ء

۱۹۲۱ء میں پرنس آف ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہشتم کے نام سے تخت پر بیٹھے ہندوستان میں تشریف لائے۔ وفادار لوگوں نے ان کا بہت اچھی طرح سے استقبال کیا۔ لیکن عوام نے اس استقبال میں کوئی حصہ نہ لیا +

۳۔ موپلا بغاوت ۱۹۲۱ء

احاطہ مدراس کے موپلا مسلمانوں نے تحریک خلافت اور مذہبی جوش سے متاثر ہو کر بغاوت کر دی۔ اور بہت سے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا۔ اور ان پر کئی اور وحشیانہ مظالم کئے۔ فوج نے اس بغاوت کو دبا دیا۔ اور ان کے لیڈروں کو پھانسی اور جلاوطنی کی سزائیں ملیں

۴۔ اکالی تحریک ۲۱-۱۹۲۰ء

اکالی سکھوں نے ۲۱-۱۹۲۰ء میں گوردواروں کے مہنتوں کی بداخلاقی اور عیش پرستی کو دیکھ کر گوردوارہ سدھار کی تحریک شروع کی۔ شروع میں انہیں بہت سی قربانیاں دینی پڑیں۔ لیکن انہوں نے ان تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ۱۹۲۱ء میں ننکانہ صاحب کے مہنت نرائن داس نے ۱۳۰ سکھوں کو قتل کرا دیا۔ اس پر سکھوں نے کئی گوردواروں پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ آخر گورنمنٹ

نے گوردوارہ ایکٹ پاس کر کے گوردواروں کی ملکیت کے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے علیحدہ عدالت بنائی۔

۵- مہاراجہ نابھہ کی معزولی

مہاراجگان پٹیالہ و نابھہ کے جھگڑے کو مٹانے کے لئے گورنمنٹ نے ایک کمیشن مقرر کیا - جس کی سفارش پر مہاراجہ نابھہ کو معزول کر کے اول ڈیرہ دون اور بعد میں کوکناڈا بھیج دیا - اور اس کے نابالغ لڑکے کو گدی پر بٹھا کر ریاست کا انتظام ایک کونسل آف ریجنسی کے سپرد کر دیا۔

۶- مہاراجہ اندور کی علیحدگی

مہاراجہ اندور کی عیش پرستی کی شکایات پہنچنے پر وائسرائے نے ایک کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کیا - اس پر مہاراجہ خود ہی اپنے لڑکے کے حق میں تخت سے دستبردار ہو گیا۔

۷- سوراج پارٹی

مہاتما گاندھی کی مخالفت کے باوجود پنڈت موتی لال نہرو اور مسٹر سی آر داس نے کونسلوں میں کانگرس کے نمائندے بھیجے - اسمبلی میں ان نمائندوں نے بہت سی نشستوں پر قبضہ کر لیا - مسٹر وتھل بھائی پٹیل مرکزی اسمبلی کا پہلا صدر اسی پارٹی کا رکن تھا۔

لارڈ ارون

۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء تک

Q. Give a brief account of Lord Irvin s vice royalty.

سوال - لارڈ اردن کے عہد حکومت کے حالات مختصر طور پر بیان کرو۔

۱- **زراعتی کمیشن** - لارڈ اردن کو زراعت سے بہت دلچسپی تھی۔ اس لئے اس نے موجودہ وائسرائے لارڈ لنلتھگو کی صدارت میں ایک زرعی کمیشن مقرر کیا۔

۲- **شاردا ایکٹ** - اسمبلی نے مسٹر ہربلاس شاردا کی تجویز پر ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی اور ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکے کی شادی ناجائز قرار دی - اس ایکٹ کو شاردا ایکٹ کہتے ہیں۔

۳- **سائمن کمیشن** - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کی رُو سے دس سال کے بعد ایک کمیشن بٹھایا جانا تھا۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ ۱۹۱۹ء کا ایکٹ کتنا مفید ثابت ہوا ہے اور آئندہ کتنی مزید اصلاحات دی جاویں - لیکن گورنمنٹ برطانیہ نے ۱۹۲۷ء میں ہی سر جان سائمن کی صدارت میں ایک کمیشن بنا کر اس تحقیقات کا حکم دیا - چونکہ اس کمیشن کا کوئی ممبر ہندوستانی نہ تھا۔ اس لئے کانگرس و دیگر سیاسی پارٹیوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس پر وائسرائے نے اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے ممبروں میں سے نو ممبروں کی ایک **سنٹرل کمیٹی** سائمن کمیشن کی امداد کے لئے مقرر کی - عام ہندوستانی اس سے مطمئن نہ ہوئے لیکن پھر بھی اس کمیشن نے ہندوستان کا دورہ کر کے بہت سی شہادتیں لینے کے بعد اپنی رپورٹ گورنمنٹ برطانیہ کے سامنے پیش کی۔ لیکن یہ رپورٹ ہندوستان کے کسی سیاسی فرقہ کو بھی مطمئن نہ کر سکی۔

۴- **مکمل آزادی اور سول نافرمانی** - ۱۹۲۹ء میں انڈین نیشنل کانگرس نے اپنے لاہور کے اجلاس میں پنڈت جواہر لعل نہرو

کی زیر صدارت ہندوستان کی مکمل آزادی اور سول نافرمانی کے ریزولیوشنز پاس کئے۔ ان پر عمل کرتے ہوئے مہاتما گاندھی نے اپریل ۱۹۳۰ء میں بمقام ڈنڈی نمک کے قوانین کی خلاف ورزی کرکے نمک بنایا۔ اُن کی دیکھا دیکھی دیگر اشخاص نے بھی قانون کو توڑ کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ جس پر مہاتما گاندھی اور دوسرے لیڈروں کو سزائے قید بھگتنی پڑی۔

۵- **پہلی گول میز کانفرنس** - لارڈ اِروِن نے لوگوں کی توجہ سول نافرمانی کی طرف سے ہٹانے اور اعتدال پسند طبقہ کو خوش کرنے کے لئے ایک گول میز کانفرنس کا اعلان کیا۔ جس میں مختلف سیاسی انجمنوں کے نمائندے۔ ریاستوں کے راجے اور نواب اور پارلیمنٹ کی تینوں پارٹیوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ کانگرس نے سول نافرمانی کے باعث اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اس کا پریذیڈنٹ تھا۔

۶- **گاندھی اروِن سمجھوتہ** - مارچ ۱۹۳۱ء میں گاندھی اروِن سمجھوتہ ہوا۔ جس کی رُو سے (۱) کانگرس نے سول نافرمانی بند کر دی (۲) گورنمنٹ نے ہنگامی قوانین واپس لے لئے (۳) ساحلی علاقے کے لوگوں کو اپنے استعمال کے لئے نمک بنانے کی اجازت دی گئی (۴) سول نافرمانی کے تمام قیدی چھوڑ دیئے گئے (۵) کانگرس نے انگریزی مال کا بائیکاٹ سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال نہ کرنے کا اقرار کیا۔

۷- **انقلاب افغانستان** - امان اللہ خاں شاہِ افغانستان اور اس کی ملکہ ثریا بیگم نے ۲۸-۱۹۲۷ء میں یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کی۔ اور وطن واپس آکر کئی اصلاحات جاری کیں۔

عورتوں سے پردہ سسٹم اڑانا چاہا۔ مردوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے سے منع کیا۔ قابل نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم کے لئے یورپ بھیجا۔ سکول اور کالج جاری کئے وغیرہ وغیرہ ان اصلاحات سے قدامت پسند مُلاں طبقہ ناراض ہو گیا۔ اور ملک میں بغاوت ہو گئی۔ ایک ڈاکو بچہ سقہ نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ بادشاہ امان اللہ خاں بھاگ کر اٹلی چلا گیا۔ اور بچہ سقہ کو جنرل نادر خاں نے شکست دیکر قتل کر دیا۔ اور خود افغانستان کا بادشاہ ہو گیا۔ آجکل اس کا بیٹا ظاہر شاہ بادشاہ افغانستان ہے ؎

لارڈ ولنگڈن

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک

Q. Briefly describe the important events of the admiuistrarion of Lord Wellingdon.

سوال۔ لارڈ ولنگڈن کے عہدِ حکومت کے مشہور واقعات بیان کرو۔

۱۔ **عالمگیر کساد بازاری۔** گورنمنٹ نے عالمگیر کساد بازاری کے باعث مالی خسارہ کو پورا کرنے کے لئے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کم کر دیں۔ اجناس کے نرخ گر جانے کے باعث کسانوں کو زر لگان دینا مشکل ہو گیا۔ اس پر یوپی اور پنجاب کی گورنمنٹوں نے زرِ لگان کم کر دیا ؎

۲۔ **فساداتِ کشمیر۔** ریاست کشمیر میں مسلمانوں نے ریاست کے برخلاف شورش کی۔ اور بہت سے ہندوؤں کو نقصان پہنچایا۔ پنجاب کے مسلمانوں نے بھی ریاست میں جتھے بھیجنے شروع

کر دیئے - دربارِ کشمیر نے انگریزی گورنمنٹ سے مدد مانگی جس نے مسلم جتھوں کا ریاست میں داخلہ ممنوع قرار دیکر وہاں امن بحال کرایا - آخر مہاراجہ نے ریاست میں ایک نمائندہ اسمبلی بنانے کا حکم دیا ٭

۳- اکتوبر ۱۹۳۱ئہ میں دوسری گول میز کانفرنس ہوئی جس میں کانگرس کی طرف سے مہاتما گاندھی اور دیگر سیاسی جماعتوں کے نمائندے سر تیج بہادر سپرو - مسٹر ایم آر جیکر - پنڈت مدن موہن مالوی - سر علی امام - سر محمد اقبال - مولانا شوکت علی - مسٹر جناح وغیرہ شامل ہوئے - مہاتما گاندھی نے مکمل آزادی کا سوال پیش کیا - لیکن فرقہ وارانہ سوالات پیدا ہو گئے - جن کا تصفیہ نہ ہو سکا - اس لئے بغیر کسی فیصلہ کے کانفرنس ختم ہوگئی ٭

۴- سول نافرمانی - گول میز کانفرنس کے دوران میں بنگال میں خفیہ سوسائٹیاں قائم ہوگئیں - اور یوپی میں مالیہ کی عدم ادائیگی کی تحریک شروع ہوگئی - اس پر لارڈ ولنگڈن نے کئی ہنگامی قوانین جاری کئے - اور مہاتما گاندھی کی واپسی پر اسے بھی نظربند کر دیا - اس پر ملک بھر میں پھر سے سول نافرمانی شروع ہوگئی -

۵- فرقہ وارانہ فیصلہ Communal Award مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم نے فیصلہ کیا - کہ آئندہ انتخاب جداگانہ طرز پر ہونگے - یعنی مسلمان - ہندو - سکھ - اچھوت - صرف اپنے فرقے کے نمائندہ کو ہی ووٹ دے سکیں گے - اور اس فیصلہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی - جب تک کہ تمام متعلقہ فرقے متحدہ طور پر گورنمنٹ سے اس فیصلہ کی تبدیلی کے لئے درخواست نہ دیں ٭

۶- **پونا پیکٹ ۱۹۳۲ء** - وزیر اعظم کے فرقہ دارانہ فیصلے نے اچھوتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ جماعت قرار دیا تھا - اس پر مہاتما گاندھی نے نظر بندی ہی کی حالت میں اعلان کیا - کہ اگر ہندو اچھوتوں کو حقوق دیکر راضی نہ کریں گے - تو وہ بھوک ہڑتال کرکے جان دیدیں گے - اس پر پنڈت مدن موہن مالوی اور دیگر لیڈروں نے مسٹر امبیدکار - مسٹر راجہ و دیگر اچھوت لیڈروں سے مل کر ایک سمجھوتہ کر لیا - جس میں اچھوتوں کو حکومت کی طرف سے دی ہوئی نشستوں سے زیادہ نشستیں دی گئیں - اس پر ہندوؤں اور اچھوت لیڈروں نے ہندو قوم کے افراد کے طور پر مشترکہ طور پر ووٹ دینے کے لئے حکومت کو لکھا - جو گورنمنٹ نے منظور کر لیا +

۷- **گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء** - آخر پارلیمنٹ نے ۱۹۳۵ء میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ پاس کر دیا - جس کی رُو سے ہندوستان کے صوبجات کو اندرونی معاملات میں بہت حد تک آزادی دے دی - مگر جنگ - صلح - اور خارجی پالیسی وغیرہ امور کے لئے فیڈریشن قائم کرنے کا انتظام کیا گیا - اس ایکٹ کی رُو سے مفصلہ ذیل تبدیلیاں کی گئیں :-

مرکزی حکومت - (۱) ہندوستان کا انتظام حکومت تاج برطانیہ کے ماتحت ایک آل انڈیا فیڈریشن کے سپرد ہوگا - جس میں تمام صوبوں کے علاوہ ریاستوں کے نمائندے بھی شامل ہونگے +

(۲) تمام محکمہ جات دو حصوں میں منقسم ہونگے مخصوصہ اور منتقلہ - مخصوصہ میں بری - بحری اور ہوائی فوج - دینیات - امور خارجہ اور دیسی ریاستوں سے تعلقات رکھنے والے محکمے ہونگے - ان محکموں

پر گورنر جنرل کو مکمل اختیار ہوگا - گورنر جنرل اپنی مرضی سے ان محکموں
کے انتظام کے لئے تین **مشیر** رکھ سکے گا - جو صرف گورنر جنرل
کے سامنے جوابدہ ہونگے - منتقلہ محکموں میں باقی تمام محکمے - تعلیم -
مال - تجارت - صنعت - قانون وغیرہ ہونگے - ان کا انتظام گورنر
جنرل اپنے وزرا کے سپرد کرے گا - جن کی تعداد دس تک ہو
سکتی ہے - ان وزرا کو گورنر جنرل **فیڈرل لیجسلیچر** میں
سے منتخب کرے گا - اور وُہ اپنے کاموں کے لئے لیجسلیچر کے
سامنے جوابدہ ہونگے - لیکن اشد ضرورت کی صورت میں گورنر
جنرل ان محکمہ جات منتقلہ میں بھی دخل دیگر اپنی مرضی سے کام
کر سکے گا - اور ضرورت کے موقعہ پر ہنگامی قوانین بھی بنا سکے گا۔

(۳) د - **فیڈرل لیجسلیچر** (مجالس واضع قانون) کے دو
ایوان ہونگے - کونسل آف سٹیٹ - جس کے ۲۶۰ ممبران میں سے
۱۰۴ والیانِ ریاست کے نمائندے اور ۶ وائسرائے کے نامزد
اور باقی ۱۵۰ برطانوی ہند کے مختلف صوبوں کے نمائندے
ہونگے - صوبوں کے نمائندوں کو وہاں کے رائے دہندگان براہِ
راست خود منتخب کیا کرینگے - یہ کونسل ایک مستقل جماعت ہوگی -
جس کے ممبران کی ایک تہائی تعداد ہر تین سال کے بعد منتخب ہُوا کریگی۔

ب - **ہُوس آف اسمبلی** - اس کے ممبران کی تعداد ۳۷۵ ہوگی -
ان میں سے زیادہ سے زیادہ ۱۲۵ ریاستوں کے حکمرانوں کے
نامزد ممبران ہونگے - باقی ۲۵۰ کو برطانوی ہند کے صوبوں کی
واضع قوانین مجالس اپنے ممبروں میں سے منتخب کیا کریں گی - اس
اسمبلی کی میعاد پانچ سال ہوگی - وائسرائے اس اسمبلی کی اکثریت
رکھنے والی پارٹی کے لیڈر کو وزیر اعظم مقرر کرے گا - اور وزیر اعظم

اسمبلی کی مختلف پارٹیوں سے دیگر وزرا کا چناؤ کر کے وائسرائے
سے ان کے تقرر کے لئے سفارش کرے گا ÷

صوبجاتی حکومت - (۱) صوبوں میں Dyarchy نہیں ہوگی۔
ان کے گورنر اور واضع قوانین مجالس اندرونی معاملات میں تقریباً
خود مختار ہونگے - بنگال - بمبئی - مدراس - یوپی - بہار اور آسام
میں دو دو ایوان ہونگے - لیجسلیٹو کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی - ان
کا چناؤ براہِ راست ہوگا - یعنی رائے دہندگان فرقہ دارانہ طور
پر اپنے اپنے نمائندگان کا انتخاب کرینگے - لیجسلیٹو کونسل ایک
مستقل جماعت ہوگی - جس کے ایک تہائی ممبران ہر تین سال کے
بعد چنے جایا کرینگے ÷

باقی تمام صوبوں کے لئے صرف ایک ہی ایوان لیجسلیٹو اسمبلی بنایا
جانا قرار پایا - جس کی میعاد پانچ سال رکھی گئی ÷

(۲) اس ایکٹ کے مطابق گورنر لیجسلیٹو اسمبلی میں اکثریت رکھنے
والی پارٹی سے اپنا وزیر اعظم چنتا ہے - اور پھر وزیر اعظم
دیگر وزرا کا چناؤ کر کے گورنر سے ان کے تقرر کی منظوری
لے لیتا ہے - وزرا اپنے محکموں کے متعلق لیجسلیٹو اسمبلی کے
سامنے جوابدہ ہیں - اگر اسمبلی کے ممبران کی اکثریت کسی اہم بات
میں ان کے مخالف ہو جاوے - تو وزارت کو استعفا دینا پڑتا
ہے - تب گورنر کسی دوسری اور اکثریت والی پارٹی کے لیڈر
کو وزارت مرتب کرنے کے لئے بلاتا ہے ÷

وزیر ہند کی کونسل - فیڈریشن جاری ہونے پر وزیر ہند
کی کونسل توڑ دی جاوے گی - اور اس کی جگہ ۳ سے ۶ ممبروں
تک کی ایک مشاورتی کمیٹی وزیر ہند کے صلاح مشورہ کے

لئے بنائی جاوے گی۔

ریلوے۔ ریلوے کے انتظام کے لئے دو علیحدہ مجالس ایک فیڈرل ریلوے اتھارٹی اور دوسری فیڈرل ریلوے ٹریبونل بنائی جاویں گی۔

فیڈرل سپریم کورٹ۔ تمام صوبوں اور ریاستوں کی ہائی کورٹوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں سننے کا کام ایک فیڈرل سپریم کورٹ بنا کر اس کے سپرد کیا گیا۔

ریزرو بنک۔ ٹکسال اور کرنسی (نوٹ وغیرہ بنانے) کے کام کے لئے ایک ریزرو بنک کھولا گیا۔

اوڑیسہ اور سندھ کے نئے صوبے بنائے گئے۔

یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے صوبجاتی کونسلوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن کانگرس اور کئی اور سیاسی جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے فیڈریشن کا کام ابھی تک جاری نہیں ہوا۔

۸۔ **بہار اور کوئٹہ کے زلزلے**۔ ۱۹۳۴ء میں بہار میں اور ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آنے کی وجہ سے بہت تباہی مچی۔ اور جان و مال کا کافی نقصان ہوا۔

۹۔ **سلور جوبلی**۔ شہنشاہ جارج و ملکہ میری کی پچیس سالہ حکومت کی یادگار کے طور پر ۷۔ مئی ۱۹۳۵ء کو سلور جوبلی منائی گئی۔

۱۰۔ **ایڈورڈ ہشتم**۔ شہنشاہ جارج نے ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۶ء کو وفات پائی۔ اور اُن کا بیٹا ایڈورڈ ہشتم بادشاہ بنا۔ چند ماہ کی حکومت کے بعد نئے بادشاہ نے امریکہ کی ایک خاتون مسز سمپسن سے شادی کرنی چاہی۔ لیکن وزارتِ انگلستان نے اس تعلق کو پسند نہ کیا۔ اس پر ایڈورڈ ہشتم ۱۰۔ دسمبر ۱۹۳۶ء

کو تخت سے دستبردار ہو گیا - اور ان کے بعد اُن کا چھوٹا بھائی جارج ششم کے لقب سے بادشاہِ انگلستان بنا۔

جنگِ یورپ چھڑ جانے کے باعث ایڈورڈ ہشتم (ڈیوک آف ونڈسر) انگلستان پہنچ گئے تھے - اب انہیں بہاما کا گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

لارڈ لنلتھگو ۱۹۳۶ء سے

Q. Give a short account of the Provincial Ministries established under the Government of India Act, 1935.

سوال - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے ماتحت قائم کردہ صوبجاتی وزارتوں کا مختصر حال لکھو۔

یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے نئی صوبجاتی اسمبلیوں نے کام شروع کیا۔ گیارہ گورنری والے صوبوں کو حکومتِ خودمختاری مل گئی - ان میں سے سات صوبوں میں کانگرسی خیالات کے ممبران کی اکثریت تھی - اس لئے ان میں کانگرسی اور دوسرے صوبوں میں غیر کانگرسی وزارتیں بنیں۔

پنجاب کی وزارت اور اس کے کام - پنجاب میں یونینسٹ پارٹی کی اکثریت تھی - جس کے لیڈر سر سکندر حیات خاں نے وزیر اعظم بن کر سر سُندر سنگھ مجیٹھیہ کو وزیرِ زراعت - سر چھوٹو رام کو وزیرِ ترقیات - میاں عبدالحی کو وزیرِ تعلیم - ملک خضر حیات خاں ٹوانہ کو وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ اور مسٹر منوہر لعل کو وزیرِ مالیات بنا کر وزارت قائم کی - اس حکومت نے ۱۹۳۸ء میں زمینداروں کی بہتری کے لئے کئی قانون پاس کئے :-

۱- قانون ساہوکارہ - قانون اراضی مرہونہ - قانون انسدادِ انتقالہائے

بے نامی - مارکٹنگ بل - موٹر بل و قانون متعلقہ ملازمین تاجران پنجاب وغیرہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں +

۲- حویلیاں انہار نکال کر جھنگ اور مظفر گڑھ کے بنجر علاقوں کو سیراب کیا گیا +

۳- دریائے سندھ سے نہر نکال کر میانوالی اور شاہ پور کے ریگستانی علاقے کو سیراب کرنے کے لئے سکیم منظور کی۔ اور کام شروع کر دیا +

۴- حصار کے علاقے میں سخت قحط پڑ جانے پر لاکھوں روپیہ کی امداد دیکر لوگوں کو قحط کی سختیوں سے بچانے کی کوشش کی +

بنگال کی وزارت - بنگال میں پرجا پارٹی کی اکثریت تھی۔ اس لئے اس پارٹی کے لیڈر مولوی فضل حق نے وزارت مرتب کی۔ یورپین ممبران اس پارٹی کے ساتھ ہونے کے باعث یہ وزارت کئی دفعہ ٹوٹنے سے بچ گئی۔ اس کے عہد میں مزدوروں اور کارخانہ داروں میں کئی جگہ ہنگامے ہوئے۔ اور پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ مہاتما گاندھی کی کوششوں سے بہت سے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا گیا۔ حال ہی میں بنگال گورنمنٹ نے بلیک ہول یادگار کو ہٹانے کا فیصلہ بھی کیا ہے +

سندھ - سندھ میں سر غلام حسین ہدایت اللہ نے وزارت قائم کی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے شکست ہو گئی۔ اس پر خان بہادر اللہ بخش نے وزارت قائم کی۔ اس وزارت کو اپنے استحکام کے لئے ہندو پارٹی سے گٹھ جوڑ کرنا پڑا +

۱۹۳۹ء میں "سکھر کی منزل گاہ" کے سوال نے بہت شورش پیدا کر دی۔ جس پر ہندو پارٹی نے اللہ بخش منسٹری سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اسمبلی میں وزارت کو شکست ملی۔ اس پر خان بہادر

الٰہ بخش نے استعفا دیدیا - اس دوران میں وزارت پر عدم اعتماد
کی تحریک بھی پیش ہو گئی - اور ۱۹۴۰ء میں خان بہادر الٰہ بخش کی
پارٹی کو شکست ہوئی - اس پر **میر بندے علی** نے مسلم لیگ
اور ہندو ممبران کو ملا کر ایک نیشنل وزارت قائم کی ؛

آسام کی وزارت - آسام میں سر سعد اللہ خاں نے
وزارت قائم کی - لیکن ۱۹۳۸ء میں عدم اعتماد کے ووٹ پر یہ وزارت
ٹوٹ گئی - اس پر کانگرسی لیڈر **مسٹر باردولائی** نے دوسری
جماعتوں سے مل کر کانگرس کولیشن وزارت قائم کی - اور کانگرس
کے پروگرام پر عمل کرنے کا اقرار کیا ؛

کانگرسی وزارتیں - بمبئی - مدراس - یو پی - بہار - اوڑیسہ -
سی پی میں کانگرس کی خالص اکثریت تھی - لیکن کانگرس نے وزارت
بنانے سے اُس وقت تک گریز کیا - جب تک کہ گورنروں نے
اقرار نہ کیا - کہ کانگرسی وزارتوں کے اصلاحی کاموں میں روڑہ نہ
اٹکائیں گے - ان کے اقرار پر وزارتیں قائم کی گئیں - اور آخر صوبہ
سرحد میں بھی **ڈاکٹر خاں صاحب** نے کانگرسی وزارت قائم کر
لی - اس طرح سے ۱۹۳۹ء تک گیارہ صوبوں میں سے آٹھ میں کانگرس کی
حکومت رہی - ان حکومتوں کے وزرا نے ۵۰۰ روپیہ ماہوار سے
زیادہ تنخواہ قبول نہ کی - اور اپنے صوبوں سے افلاس - بیکاری -
جہالت اور شراب نوشی کو دُور کرنے کے لئے کئی قانون بنائے -
ستمبر ۱۹۳۹ء میں جرمنی اور انگلینڈ و فرانس میں جنگ شروع ہو
گئی - اس پر ہندوستان کی طرف سے بھی اعلانِ جنگ کر دیا گیا -
اور گورنر جنرل نے تمام ملک سے برطانیہ کی مدد کے لئے اپیل کی -
کانگرس نے اس اپیل کے جواب میں لکھا - کہ اگر برطانیہ اقرار کرے

کہ وہ جنگ کے خاتمے پر ہندوستان کو آزاد کر دیگا۔ تو وُہ دل و جان سے برطانیہ کی حمایت کریں گے۔ وزیر ہند نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ ایسے نازک موقعہ پر کانگرس کو سودا کرنا مناسب نہیں۔ اس پر تمام کانگرسی اور آسام کی وزارتوں نے استعفے دیدیئے۔ آسام میں تو سر سعداللہ خاں نے پھر وزارت قائم کر لی۔ لیکن باقی صوبوں میں گورنروں نے اپنے مشیروں کے ذریعے تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا ؛

کانگرس ہائی کمانڈ۔ کانگرس نے انتظام کی سہولیت کی خاطر چند اشخاص پر مشتمل ایک چھوٹی سی کمیٹی بنا رکھی ہے۔ جس کو کانگرس ہائی کمانڈ کہتے ہیں۔ بڑے بڑے کانگرسی وزیر اعظم کو بھی اس کانگرس ہائی کمانڈ کے مشورہ اور ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے ؛

مسلم لیگ

مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے۔ جو ۱۹۳۷ء سے مسٹر جناح کی صدارت میں مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کر رہی ہے۔ اس لیگ اور کانگرس میں کئی دفعہ سمجھوتے کی کوشش ہو چکی ہے لیکن مسٹر جناح اُس وقت تک کانگرس سے مل کر کام کرنے کو تیار نہیں جب تک کہ کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت نہ مان لے۔ لیکن کانگرس اس بات کو نہیں مانتی۔ وہ خود کو ہندو۔ مسلمان۔ سکھ وغیرہ سب کی نمائندہ کہتی ہے ؛

ہندوستان اور موجودہ جنگِ یورپ۔ ستمبر ۱۹۳۹ء میں جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا گیا۔ اور اس کے بعد بہت سی ہندوستانی افواج کو مصر۔ سنگاپور۔ فرانس وغیرہ میں بھیج دیا گیا ہے۔ جہاں وہ برطانیہ کی خاطر قابلِ قدر خدمات بجا لا رہی ہیں۔ پنجاب اور بنگال کی حکومتوں

نے غیر مشروط طور پر امداد کا اقرار کیا ہے - نیز بہت سی ریاستوں نے اپنے خزانوں اور سپاہ سے برطانیہ کی امداد کی پیشکش کی ہے۔
ہندوستان کی جُملہ نمائندہ پارٹیوں کے سامنے اب **ہندوستان** کی **حفاظت** کا سوال بھی پیش ہے - اُمید ہے کہ اس معاملہ پر جملہ پارٹیوں میں اتفاق رائے ہوگا۔

ضمیمہ د

Q. What are the chief instruments of Rural Self-Government? Give a brief description of them.

سوال - دیہات میں سیلف گورنمنٹ کے ذرائع کون کون سے ہیں -
ہر ایک کا مختصر حال بیان کرو ؛

سرکار نے دیہاتیوں کو سیلف گورنمنٹ کی تعلیم دینے کے لئے وہاں ڈسٹرکٹ بورڈ - لوکل بورڈ اور پنچائتیں بنائی ہیں ؛

۱- **ڈسٹرکٹ بورڈ - فرائض** - لارڈ رپن کے وقت سے ہندوستان کے ہر ایک ضلع میں ایک ایک ڈسٹرکٹ بورڈ قائم ہو چکا ہے - اس کا کام ضلع بھر کی دیہاتی آبادی کے لئے پرائمری تک کی تعلیم کا انتظام کرنا - دیہات میں انسانوں اور حیوانوں کے لئے شفا خانے کھولنا - پلوں و سڑکوں کا بنوانا - اور ان کی باقاعدہ مرمت کرانا اور ان پر درخت لگوانا - میلوں کا انتظام کرنا - صحت عامہ کا خیال رکھنا - اور دیہات میں آب رسانی کا انتظام کرنا ہے - پنجاب میں ڈسٹرکٹ بورڈ کا صدر عموماً اس ضلعے کا ڈپٹی کمشنر ہی ہوتا تھا - لیکن اب بورڈوں کو غیر سرکاری صدر کے انتخاب کا حق دیدیا گیا ہے ؛

آمدنی کے وسائل - زمینداروں سے ڈسٹرکٹ بورڈ کے لئے لگان کے ساتھ ایک آنہ فی روپیہ کے حساب لوکل ریٹ لیا جاتا ہے - اور غیر زراعت پیشہ لوگوں سے حیثیت ٹیکس لیا جاتا تھا - اس کے علاوہ درختوں کی فروخت - مختلف ٹھیکہ جات کی نیلامی اور گورنمنٹ کی امداد بھی

ڈسٹرکٹ بورڈ کے آمدنی کے ذرائع ہیں ٭

۲- **لوکل بورڈ**- ہندوستان کے بعض حصوں میں بڑے بڑے ضلعوں کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے وہاں لوکل بورڈ قائم کئے ہوئے ہیں- جو دراصل چھوٹے پیمانہ پر ڈسٹرکٹ بورڈ ہی ہیں ٭

۳- **پنچایت**- پنچایت ہندوستانی دیہات کی قدیم ترین کچہری ہے- ویدک زمانہ سے لے کر انگریزوں کی آمد تک گاؤں کے مقدمات کا فیصلہ کرنا- بیاہ شادی اور موت کے رسوم و رواج میں تبدیلی کرنا اور ان کے اخراجات کا مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ کام اسی کے طفیل ہوتے تھے- انگریزوں کے عہد میں اس کی جگہ عدالتوں اور دیہاتی اہلکاروں پٹواری اور نمبردار نے لے لی- لیکن اب گورنمنٹ نے پنچایت بل پاس کر کے اسے پھر سے جاری کر دیا ہے- پنچایت کے ممبروں کی تعداد مقرر ہوئی ہے- ان ممبروں کو گاؤں کے لوگ منتخب کرتے ہیں- اور پھر ممبران اپنے میں سے کسی شخص کو سرپنچ بنا لیتے ہیں- گاؤں کے چھوٹے چھوٹے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا نپٹانا اور صحت و صفائی کا خیال رکھنا اس کے فرائض میں شامل ہے- پنچایت کے فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی ٭

Q. Write a short note on the development of education under the British Rule.

سوال- سرکار برطانیہ کے ماتحت ہندوستان میں تعلیم کی اشاعت پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭

تعلیم- ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی دور میں لوگ مکتب-

پاٹھ شالوں اور مسجدوں میں لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ وارن ہیسٹنگز نے ۱۷۸۱ء میں مسلمانوں کی تعلیم کے لئے کلکتہ میں ایک مدرسہ اور ۱۷۸۰ء میں بنارس میں ایک سنسکرت کالج قائم کیا۔ ۱۸۱۳ء میں چارٹر کی تجدید کے وقت ایک لاکھ روپیہ سالانہ ہندوستانیوں کی تعلیم پر خرچ کرنا لازمی قرار دیا گیا۔ ولیم بنٹنگ کے زمانے تک یہ روپیہ مشرقی علوم کی ترقی پر خرچ ہوتا رہا۔ لیکن جب قابل ہندوستانیوں کو کمپنی کی ملازمت میں لیا جانے لگا۔ تو لوگوں میں انگریزی تعلیم کا شوق پیدا ہو گیا۔ اور راجہ رام موہن رائے اور لارڈ میکالے کی کوششوں سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی گرانٹ مشرقی علوم کی بجائے انگریزی تعلیم پر خرچ ہونی شروع ہو گئی۔ اور ۱۸۳۸ء کے بعد انگریزی زبان ہی ذریعہ تعلیم بنادی گئی۔ بورڈ آف کنٹرول کے صدر سر چارلس ڈُڈ کے ۱۸۵۴ء کے مراسلہ پر عمل کرتے ہوئے لارڈ ڈلہوزی نے ہر ایک صوبہ میں ایک علیحدہ محکمہ تعلیم قائم کیا۔ ۱۸۵۷ء میں مدراس۔ کلکتہ اور بمبئی میں ۱۸۶۲ء میں الہ آباد میں اور ۱۸۸۲ء میں لاہور میں یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔

اس دوران میں عیسائی مشنریوں نے مختلف جگہوں میں اپنے سکول اور کالج قائم کر کے تعلیم کو خوب فروغ دیا۔ لارڈ رپن کے زمانے میں پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کو سرکاری امداد دی گئی۔ ۱۸۸۶ء میں ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور قائم ہوا۔ اور اس کے بعد مختلف پرائیویٹ سوسائٹیوں نے ہر بڑے شہر اور قصبہ میں ہائی سکول کھولنے شروع کر دیئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور مونسپل کمیٹیوں کو پرائمری تعلیم کا ذمہ دار بنایا گیا۔ ۱۹۱۹ء سے تعلیم کا محکمہ ایک وزیر کے سپرد ہوا۔ اب بہت سے ضلعوں

اور شہروں میں تعلیم مفت اور لازمی کردی گئی ہے - تعلیم بالغان اور لڑکیوں و اچھوتوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی گئی - اب کوشش کی جا رہی ہے - کہ سکولوں میں صنعتی تعلیم کو جاری کرکے لڑکوں کو روزی کے فکر سے نجات دلائی جاوے ۞

Q. What has the British Government done to improve the agriculture and protect the people from famines.

سوال - انگریزوں نے زراعت کی ترقی - قحط سے کاشتکاروں کے بچاؤ کے لئے کون کونسی تدابیر پر عمل کیا ہے ۞

زراعت کی ترقی کے وسائل

اس بارے میں سرکار انگریزی نے مفصلہ ذیل تدابیر اختیار کی ہیں :-

۱- پنجاب - یوپی - سندھ اور دکن کے دریاؤں کی ڈیلٹاؤں کی بنجر و غیر مزروعہ زمینوں کو انہار کے ذریعے سیراب کرکے گلزار بنا دیا ہے ۞

۲- مزروعہ رقبوں کو سڑکوں اور ریلوے کے ذریعے بڑی بڑی منڈیوں سے ملا دیا ہے - تاکہ زمین کی پیداوار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک آسانی سے پہنچایا جا سکے ۞

۳- ہر ایک صوبہ میں محکمہ زراعت کھول کر لوگوں کو سائنٹیفک طرز پر کاشتکاری کی تعلیم دی ہے - اور جگہ جگہ زراعتی فارمیں کھول کر عملی کام سکھایا ہے - کئی زراعتی کالج بھی قائم کئے ہیں - یہ محکمہ عمدہ قسم کے بیج بھی مہیا کرتا ہے ۞

۴- کسانوں کے فائدہ کی خاطر کواپریٹو سوسائٹیاں اور زمیندارہ بنک قائم کرکے انہیں سود خوروں سے بچایا اور کفایت

شعاری کرنا سکھایا ہے ÷

۵- ضرورت کے وقت تقاوی دیکر کسانوں کی مدد کی ہے ÷

۶- محکمہ وٹیرنیری قائم کر کے مویشیوں کی بیماریوں کا انسداد کیا ہے - نیز عمدہ قسم کے سانڈ مہیا کر کے مویشیوں کی نسل کو بہتر بنایا ہے ÷

۷- کئی قوانین بنا کر مزارعین کے حقوق کی حفاظت کی ہے - مثلاً قانون انتقال اراضی - قانون بے نامی - قانون انتقال زمین مرہونہ - قانون مزارعین ÷

قحط کا انسداد

پہلے زمانے میں زراعت کا انحصار صرف بارش اور کوؤں پر تھا - اس لئے جب بارش نہ ہوتی تو قحط پڑ جاتا اور لاکھوں جانیں ضائع ہو جاتی تھیں - ۱۸۶۶ء کے اوڑیسہ کے قحط سے گورنمنٹ نے باقاعدگی سے قحط کے انسداد کی طرف دھیان دینا شروع کر دیا ہے ÷

حفاظتی و امدادی تدابیر - ۱- ملک میں سڑکوں اور ریلوں کا جال بچھا دیا گیا - تاکہ اناج اور چارہ جلدی اور آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جا سکے ÷

۲- گورنمنٹ نے مستقل نہریں اور تالاب بنوا کر آب پیداوار کو تقریباً یقینی بنا دیا ہے ÷

۳- گورنمنٹ نے ۱۸۷۸ء سے قحط ریلیف فنڈ جاری کیا ہوا ہے - جس میں ہر سال ہندوستان کی آمدنی سے ۱½ کروڑ روپیہ جمع کر دیا جاتا تھا - لیکن ۱۹۳۷ء سے یہ انتظام صوبوں کی حکومتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے ÷

۴- قحط پڑ جانے پر زر لگان معاف یا کم یا ملتوی کر دیا جاتا ہے ÷

۵ - قحط زدہ علاقے میں مال لے جانے کے لئے ریل کا کرایہ بہت کم
کر دیا جاتا ہے ؞

۶ - قحط زدہ علاقے کے کام کے قابل لوگوں کے لئے کئی کام شروع
کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگ وہاں کام کر کے اجرت لیں۔
اور کما کر اپنا پیٹ بھر سکیں ؞

۷ - امدادی ڈپو کھول دیئے جاتے ہیں - اور بارش ہونے پر بیج۔
بیل اور اوزارِ زراعت کی خرید کے لئے تقاوی دی جاتی ہے ؞

۸ - قحط زدگان کی امداد کے لئے مختلف سوسائٹیوں اور امیر اشخاص
سے چندہ اور ضرورت کی دیگر اشیاء کے لئے اپیل کی جاتی ہے ؞

Q. Give an account of the administration of a district.

سوال - ایک ضلع کا انتظامِ حکومت بیان کرو ؞

ہر ایک ضلع کا افسرِ اعلیٰ ڈپٹی کمشنر کہلاتا ہے - وہی اس ضلع
کا کلکٹر اور وہی اس کا ڈسٹرکٹ جج ہوتا ہے - اور اکثر اوقات
ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کا چیئرمین بھی وہی ہوتا ہے۔ اس کے
اختیارات بہت وسیع اور اہم ہیں - وہ ضلع میں امن و امان قائم رکھنے
عدالتوں کے باقاعدہ کام کرنے اور مالیہ و دیگر محصولات کی وصولی
کا ذمہ وار ہے - وہ ضلع کے تمام بورڈوں - محکمہ ہائے پولیس - تعلیم و
صحت وغیرہ کا بھی نگران ہوتا ہے - ڈپٹی کمشنر کے ماتحت بعض بڑے
بڑے اضلاع میں دو یا زیادہ سب ڈویژنل آفیسر ہوتے ہیں - جن
کو اپنے سب ڈویژن میں تقریباً ڈپٹی کمشنر کے برابر اختیارات
حاصل ہوتے ہیں - ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ہر ایک تحصیل میں ایک
تحصیلدار اور ایک نائب تحصیلدار ہوتے ہیں - جو اپنی اپنی

تحصیلوں میں زرِ لگان کے اکٹھا کرنے کے علاوہ فوجداری مقدمات کا فیصلہ بھی کرتے ہیں - ہر ایک تحصیل کئی ذیلوں میں منقسم ہوتی ہے - ذیل کا حاکم اعلیٰ پنجاب میں ذیلدار یا علاقہ دار اور جنوبی ہند میں ڈیشن مکھ کہلاتا ہے - اس کا کام اپنے ماتحت دیہات کے افسران کی نگرانی اور سنگین مقدمات میں پولیس اور گورنمنٹ کے دیگر افسروں کی مدد کرنا ہے :-

ہر ایک ذیل میں چالیس یا پچاس گاؤں ہوتے ہیں - گاؤں کا افسر اعلیٰ نمبردار ہوتا ہے - جو گاؤں میں اکثر کافی رسوخ کا مالک ہوتا ہے - گجرات کاٹھیاواڑ اور جنوبی ہند میں اسے پٹیل کہتے ہیں - وہ معاملہ کی وصولی - پیدائش و اموات کو رجسٹر میں درج کرانے اور افسروں کو جرائم کی سراغ رسانی میں مدد دیتا ہے - اس کو اپنے کام کے عوض لگان کا پانچ فیصدی اور آبیانہ کا ۳ فیصدی ملتا ہے - پٹواری اور چوکیدار بھی گاؤں کے اہم اہلکار ہیں - پٹواری کا کام اپنے حلقے کی زمینوں کا ریکارڈ رکھنا - اور پیداوار کا تخمینہ لگانا وغیرہ ہے :-

ضلع کے سب سے اعلیٰ پولیس افسر کو سپرنٹنڈنٹ یا کپتان پولیس کہتے ہیں - اس کے ماتحت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور انسپکٹرانِ پولیس ہوتے ہیں - جن کے ماتحت ہر ایک تھانہ میں ایک تھانہ دار - نائب تھانہ دار - ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل ہوتے ہیں - پولیس کا کام ضلع میں امن و امان قائم رکھنا - چوروں - ڈاکوؤں اور دیگر مجرموں کا سراغ لگانا - اور ان کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے :-

---

ضمیمہ ب

زمانہ حال کی چند مشہور ہستیاں

مسٹر گوکھلے

آپ لارڈ منٹو ثانی کے زمانے کے ایک مشہور اعتدال پسند لیڈر اور ایک قابل سیاستدان تھے - کانگرس کے ۱۹۰۷ء کے اجلاس میں کانگرس کو انتہا پسندوں کے ہاتھ میں جانے سے آپ کے تدبر اور جادو اثر تقاریر نے بچایا تھا- آپ ۱۸۶۶ء میں ایک برہمن مرہٹہ گھرانے میں پیدا ہوئے - جوانی میں کچھ عرصہ تک فرگوسن کالج پُونا کے پروفیسر رہے - گورنمنٹ اور رعایا دونو آپ کی قابلیت اور خلوص کے معترف تھے - منٹو مارلے اصلاحات بہت کچھ آپ کی محنت کا نتیجہ تھیں - آپ نے پرائمری تعلیم کے لازمی کئے جانے کا بل پیش کیا - جو اُس وقت روپیہ کی کمی کے باعث منظور نہ ہو سکا - آپ نے ۱۹۱۵ء میں وفات پائی +

بال گنگا دھر تلک

مہاتما تلک ۱۸۵۶ء میں رتنا گڑھی میں پیدا ہوئے - آپ نے تعلیم سے فارغ ہو کر وطن کی خدمت شروع کر دی - اور پُونا میں فرگوسن کالج کی بنیاد ڈالی - سُورت کانگرس کے ۱۹۰۷ء کے اجلاس میں آپ انتہا پسندوں کے لیڈر تھے - ساری عمر وطن پرستی کے باعث طرح طرح کی مصائب اُٹھاتے رہے - اور کئی دفعہ کئی کئی سال تک جیل کی مصیبتیں جھیلیں - جنگِ اعظم کے دنوں میں ہوم رول لیگ کی بنیاد ڈالی - آپ نے ۱۹۲۰ء میں انتقال کیا +

لالہ لاجپت رائے

لالہ لاجپت رائے ۱۸۶۵ء میں جگراؤں میں پیدا ہوئے - گورنمنٹ کالج لاہور اور لاء کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور میں وکالت شروع کی - آپ ایک قابل قانون دان - بے خوف لیڈر اور قابلِ فخر محبِ وطن تھے - آپ نے ڈی - اے - وی کالج لاہور کے لئے ہر سال ہزارہا روپے دان دیئے - سودیشی کی تحریک کے دنوں میں ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ نے آپ کو جلا وطن کر کے مانڈلے بھیج دیا -

لالہ جی نے جنگِ عظیم کے پانچوں سال جلا وطنی کی حالت میں امریکہ میں کاٹے - آخر ۱۹۱۹ء میں وطن واپس آنے کی اجازت ملی - لالہ جی کی قابلِ قدر خدمات سے متاثر ہو کر لوگوں نے آپ کو کانگرس کے ۱۹۲۰ء کے سپیشل اجلاس بمقام کلکتہ کا پریذیڈنٹ بنایا ۔

سائمن کمیشن کی مخالفت کرنے والوں کے لیڈر بنے - ۱۹۲۸ء میں آپ نے وفات پائی - لاجپت رائے ہال اور ان کا مجسمہ لاہور میں ان کی یادگار کے طور پر بنا دیا گیا ۔

لارڈ سنہا

آپ بنگال کے ایک لائق مدبّر اور قابل قانون دان تھے - آپ پہلے ہندوستانی تھے - جنہیں پہلے تو گورنر جنرل کی انتظامیہ کونسل اور بعد میں وزیرِ ہند کی کونسل کا ممبر بنایا گیا - ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے بعد آپ کو لارڈ کا خطاب دے کر بہار اور اوڑیسہ کے صوبہ کا گورنر بنایا گیا - آپ نے ۱۹۲۸ء میں وفات پائی ۔

مسٹر وٹھل بھائی پٹیل

آپ گجرات کاٹھیاواڑ کے ایک قابل بیرسٹر تھے - پہلے کچھ عرصہ تک بمبئی کارپوریشن کے صدر اور بمبئی کونسل کے ممبر رہے - بعد میں وائسرائے کی لیجسلیٹو اسمبلی کے پہلے غیر سرکاری پریذیڈنٹ بنے -

آپ کانگرس کے زبردست حامی تھے۔ ۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی کی تحریک میں اسمبلی کی صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ اور اس کے جلدی ہی بعد آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ جہاں صحت خراب ہو جانے کے باعث گورنمنٹ نے آپ کو صحت کی بحالی کے لیئے یورپ جانے کی اجازت دی اور ۱۹۳۳ء میں وہیں انتقال کیا۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل

آج کل سردار پٹیل کے نام سے مشہور ہیں۔ مہاتما گاندھی کے دستِ راست ہیں۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ کے علاقہ باردولی کے زمیندار آپ کو اپنا سچا رہنما سمجھتے ہیں۔ آپ کو ۱۹۳۱ء میں کراچی کانگرس کا صدر بنایا گیا تھا۔ کانگرس ہائی کمانڈ کے ممبر ہونے کے باعث آپ کی رائے خاص طاقت رکھتی ہے۔

پنڈت موتی لال نہرو

آپ کشمیر کے نہرو برہمن خاندان کے ایک معزز رکن کے فرزند تھے۔ اور ۱۸۶۱ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ اور بیرسٹر بن کر الہ آباد میں وکالت شروع کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کے قابل ترین قانون دانوں میں شمار ہونے لگے۔ اُس وقت آپ مغربیت میں پورے طور پر رنگے ہوئے تھے۔ پنجاب کے مارشل لاء اور جلیانوالہ باغ کے حادثہ سے متاثر ہو کر آپ نے کانگرس کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ اور پورے کھدر پوش بن گئے۔ ۱۹۱۹ء میں امرتسر اور ۱۹۲۸ء میں کلکتہ کانگرس کے پریذیڈنٹ بنے۔ آپ نے الہ آباد کی اپنی عالی شان کوٹھی انند بھون کانگرس کے حوالے کر دی۔ آپ نے ۱۹۳۱ء میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

پنڈت جواہر لال نہرو

آپ پنڈت موتی لال نہرو کے مایۂ ناز

سپوت ہیں۔ آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم انگریزی طرز
پر ہوئی۔ اور بیرسٹر بننے کے بعد آپ باپ کے ساتھ کانگرس میں
شامل ہو گئے۔ آپ شروع سے ہی انتہا پسند واقع ہوئے تھے۔
سیاست میں آپ کی رائے مسلمہ ہے۔ مہاتما گاندھی تک آپ
کی لیاقت کا لوہا مانتے ہیں۔ اور آپ کی صلاح بغیر کوئی قدم
نہیں اٹھاتے۔ آپ سرمایہ داری اور امپیریلزم کے سخت
مخالف اور مزدوروں و کسانوں کے سچے بہی خواہ ہیں۔ تھوڑے
ہی عرصہ میں آپ کو کئی دفعہ قید کیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں لاہور کانگرس
نے اسی مردِ میدان کی صدارت میں مکمل آزادی کا ریزولیوشن
پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں لکھنؤ اور ۱۹۳۶ء میں فیض پور
کانگرس کے سالانہ جلسوں کے بھی آپ ہی پریذیڈنٹ تھے۔ آپ
آجکل کانگرس کی روحِ رواں اور غریبوں اور کسانوں کے بے تاج
بادشاہ گنے جاتے ہیں۔

مہاتما گاندھی

پورا نام موہن داس کرمچند گاندھی ہے۔
۱۸۶۹ء میں گجرات کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے۔
اور بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے جنوبی افریقہ میں وکالت شروع کی۔
اور وہاں ہندوستانی آباد کاروں کو متحد کر کے یونین گورنمنٹ کے
برخلاف آواز اٹھائی۔ اور ستیہ گرہ کی تحریک کا آغاز کیا۔ آپ
نے بعد میں واپس ہندوستان آ کر کانگرس کی زیر سرکردگی ۱۹۱۹ء
میں ستیہ آگرہ اور عدم تعاون کی تحریکوں کی بنیاد ڈالی۔ اور وطن
کی خدمات کے صلہ میں کئی دفعہ قید کی سزا پائی۔ ۱۹۳۰ء میں ڈانڈی
کے مقام پر نمک کے قانون کو توڑ کر سول نافرمانی شروع کی۔ ۱۹۳۱ء
میں لارڈ اروِن نے آپ کو ہندوستان کا لیڈر تسلیم کر کے آپ سے

گاندھی ارون پیکٹ طے کیا۔ آپ دوسری گول میز کانفرنس میں کانگرس کے واحد نمائندے کے طور پر شامل ہوئے۔ آپ ہندوستانیوں کو اچھوت ادھار۔ ہندو مسلم اتحاد۔ دیہات سدھار۔ کھادی اور چرخہ کی طرف خاص توجہ دلا رہے ہیں۔ ساری دُنیا آپ کی راستبازی۔ بےخوفی اور اخلاص کی قائل ہے۔ مہاتما گاندھی آجکل دنیا بھر کے شہرت یافتہ لیڈر ہیں۔ اور دنیا کی عظیم ترین ہستی سمجھے جاتے ہیں ؛

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور آپ بنگالی زبان کے ایک مشہور شاعر اور بلند پایہ ادیب ہیں۔ آپ نے کسی سکول یا کالج سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن نظم و نثر۔ ڈرامہ نویسی۔ درد و محبت سے لبریز قصّے اور کہانیاں لکھنے میں بڑا اکمال حاصل کیا۔ ۱۹۱۳ء میں گیتا نجلی کی تصنیف نے آپ کو بین الاقوامی شہرت دی۔ اور نوبل پرائز دلایا۔ ۱۹۲۱ء سے شانتی نکیتن نام ایک یونیورسٹی جاری کی۔ سرکار نے ٹیگور کو سر بنایا۔ لیکن ۱۹۱۹ء کے پنجاب کے مارشل لا ایام اور جلیانوالا باغ کی سختیوں سے متاثر ہو کر آپ نے سر کا خطاب واپس کر دیا؛

پنڈت مدن موہن مالوی آپ ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے سکول ماسٹر اور پھر کئی اخباروں کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۸۹۱ء میں الہ آباد میں وکالت شروع کی۔ آپ دس سال تک یو۔پی کی کونسل کے ممبر رہے۔ اور ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۸ء میں دو دفعہ کانگرس کے صدر بنے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی آپ ہی کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ مذہبی لحاظ سے قدامت پسند ہندو اور پالٹیکس میں ایک

اعتدال پسند لیڈر ہیں ٭

سر تیج بہادر سپرو

تیج بہادر سپرو ایک قابل قانون دان اور مشہور اعتدال پسند سیاستدان ہیں - آپ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے - اور اُنیس سال کی عمر میں وکالت شروع کی - اور کئی سالوں تک یو-پی کی کونسل اور وائسرائے کی امپیریل کونسل کے ممبر رہے - آخر کار وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے لا ممبر بنائے گئے - اور گول میز کانفرنس کے دونو اجلاسوں میں شامل ہوئے - آپ سول نافرمانی کے مخالف اور ہندوستان میں تاج برطانیہ کے ماتحت رہ کر درجہ نو آبادیات حاصل کرنے کے خواہاں ہیں ٭

سر جگدیش چندر بوس

۱۸۵۸ء میں بنگال میں پیدا ہوئے - اور سائنس کی دنیا میں بین القوامی شہرت حاصل کر کے ۱۹۳۷ء میں فوت ہو گئے - آپ نے سائنٹیفک طریقہ پر دریافت کیا - کہ پودوں - درختوں اور سبزیوں میں بھی انسان کی طرح جان ہے - اور وہ بھی غمی - خوشی کو محسوس کرتے ہیں - اس کے علاوہ علمِ سائنس میں بیشمار نئی دریافتوں کے موجد ہونے کے باعث تمام دنیا میں آپ کی شہرت ہو گئی - وفات سے پہلے آپ نے تین لاکھ روپیہ سائنس کی ترقی کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ کانگرس کے لئے دان دیا ٭

سر آغا خاں

اصلی نام آغا سلطان محمد شاہ ہے - اسماعیلی فرقہ آپ کو اپنا امام مانتا ہے - آپ اس وقت دنیا کے متمول ترین انسانوں میں سے ایک ہیں - سرکار انگریزی کو آپ کی وفاداری پر مکمل اعتماد ہے - جنگِ عظیم میں

آپ نے سرکار انگریزی کی نہایت قابلِ قدر خدمات بجا لائیں۔ آجکل آپ کا اکثر وقت یورپ میں گھوڑ دوڑوں اور دیگر تفریحی کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ آپ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے لیڈر تھے۔ موجودہ جنگِ یورپ میں آپ کا مالی نقصان بہت ہوا ہے۔

سر فضل حسین

آپ ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور بیرسٹری پاس کر کے لاہور میں وکالت شروع کی۔ پہلے طبیعت کا رجحان انتہا پسند کانگریسیوں کی طرف تھا۔ اور مارشل لاء کے دنوں میں آپ کو جلا وطنی کی سزا ملی۔ بعد میں خیالات میں بہت تبدیلی آ گئی۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب کے پہلے وزیر تعلیم بنائے گئے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۵ء تک وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ممبر رہے۔ وزارتِ تعلیم اور انتظامیہ کونسل کی ممبری کے زمانے میں قوم کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اور ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔

سر محمد اقبال

شیخ محمد اقبال مسلمانوں کے ایک کشمیری گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۸۷۸ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اور بیرسٹری کے ساتھ ہی فارسی علم و ادب کی تحقیقات کے باعث پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ایک باکمال شاعر اور اعلیٰ درجے کے ادیب تھے۔ آپ کی ادبی قابلیت کا شہرہ یورپ اور امریکہ تک پھیلا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر گول میز کانفرنس میں بھی شرکت کی۔ اور بعد میں آپ کو مسلم لیگ کا صدر بھی بنایا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔

مسٹر جناح

مسٹر محمد علی جناح ۱۸۷۸ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے بمبئی

ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ مسلمانوں میں آپ چوٹی کے لیڈروں میں سے ہیں۔ گورنر جنرل کی قانون ساز کونسل کے ممبر اور گزشتہ کئی سالوں سے مسلم لیگ کے صدر چلے آ رہے ہیں۔ آپ نے مسلم لیگ کے ۱۹۴۰ء کے لاہور کے اجلاس میں ہندوستان کو مسلم انڈیا اور ہندو انڈیا میں تقسیم کرنے کا ریزولیوشن پاس کرایا۔ مسلمانوں میں قائد اعظم کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

علی برادران

مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی کو مسلمانوں کے اندر سیاسی بیداری پیدا کرنے میں خاص درجہ حاصل تھا۔ یہ دونو بھائی ریاست رام پور کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ چھوٹی ہی عمر میں ان کے سر سے باپ کا سایہ گزر گیا۔ اور ماں آبادی بانو بیگم نے ان کی تعلیم کا بہترین انتظام کرنے کے علاوہ انہیں ملک و ملت کا نڈر سپاہی بنا دیا۔ تعلیم حاصل کر کے مولانا محمد علی انگریزی اخبار کامریڈ اور اُردو اخبار ہمدرد کے ایڈیٹر بنے۔ دونو بھائیوں کی حب الوطنی اور ترکوں سے دوستی مسلمہ تھی۔ اس لئے گورنمنٹ نے انہیں جنگِ عظیم کے دنوں میں نظر بند کر دیا۔ جنگ کے بعد رہا ہو کر دونو مہاتما گاندھی کے دستِ راست بن گئے۔ اور سول نافرمانی اور عدم تعاون کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ مولانا محمد علی نے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کی اور واپسی پر راستے ہی میں وفات پائی اور یروشلم میں دفنائے گئے۔ دُوسرے بھائی مولانا شوکت علی نے چند سال اور وطن کی خدمت کر کے بمبئی میں وفات پائی۔

مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا آزاد نے کسی سکول میں

تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی علمی قابلیت مسلمہ ہے۔ آجکل کے ہندوستان میں آپ سے بہتر خطیب اور ادیب شاید ہی کوئی ہو۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے سچے حامی اور مہاتما گاندھی کے پکے بھگت ہیں۔ جنگِ عظیم کے دنوں میں نظر بند رہے۔ اور ۱۹۲۳ء میں آپ کو کانگرس کا صدر بنایا گیا۔ تحریک خلافت۔ سول نافرمانی اور عدمِ تعاون کے دنوں میں آپ نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کا بہت کام کیا۔ ۱۹۴۰ء کی کانگرس کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ سیاسی معاملات میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔

سر سکندر حیات خاں

سر سکندر حیات خاں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ واہ ضلع کیمبلپور کے رہنے والے ہیں۔ علی گڑھ اور لنڈن میں تعلیم حاصل کی۔ جرمنی کی گذشتہ جنگِ عظیم میں سرکار ہند کی بہت وفاداری سے خدمات بجا لائیں۔ اور میدانِ جنگ میں بھی جا کر برطانیہ کی مدد کی۔ کئی سال تک پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبر رہے۔ بعد میں آپ کو گورنر کی انتظامیہ کونسل کا ممبر بنایا گیا۔ اور گورنر کی رخصت کے ایّام میں کچھ عرصہ تک گورنری کے عہدہ پر بھی کام کیا۔ آپ ریزرو بنک کے ایک ممتاز عہدہ پر بھی سرفراز رہے ہیں۔ آجکل پنجاب کے وزیر اعظم ہیں۔ آپ نے مقروضین اور رفاہِ عامہ کے متعلق بہت سے مفید بل بھی پاس کئے ہیں۔ آپ کی انتظامی قابلیت مسلمہ ہے۔

ضمیمہ ج

تاریخ ہندوستان کے مشہور و اہم سنین

ہندوؤں کا زمانہ

سکندر اعظم کا حملہ	۳۲۶ ق م
چندر گپت موریہ کی تخت نشینی	۳۲۲ "
سلوکس کی شکست	۳۰۵ "
اشوک کی تخت نشینی	۲۷۳ "
اشوک کی تاجپوشی	۲۶۹ "
فتح کالنگہ	۲۶۱ "
کنشک کی تخت نشینی	۱۲۰ سنہ ع
خاندان گپت کا آغاز	۳۲۰ سنہ ع
مہر گل کی شکست	۵۲۸ سنہ ع
ہرش کی تخت نشینی	۶۰۶ سنہ ع
قنوج کا جلسہ	۶۴۲ سنہ ع
ہرش کی وفات	۶۴۷ سنہ ع

مسلمانوں کا زمانہ

حضرت محمد صاحب کی ولادت	۵۷۰ سنہ ع
سنہ ہجری کا آغاز	۶۲۲ سنہ ع
فتح سندھ	۷۱۲ سنہ ع

محمود کی تخت نشینی	سنہ ۹۹۷ء
پنجاب پر اسلامی قبضہ	سنہ ۱۰۲۲ء
حملہ سومنات	سنہ ۱۰۲۵ء
ترائن کی پہلی لڑائی	سنہ ۱۱۹۱ء
ترائن کی دوسری لڑائی	سنہ ۱۱۹۲ء
تیمور کا حملہ	سنہ ۱۳۹۸ء
ہند کے بحری راستہ کی دریافت	سنہ ۱۴۹۸ء
پانی پت کی پہلی لڑائی	سنہ ۱۵۲۶ء
جنگِ کنواہا	سنہ ۱۵۲۷ء
پانی پت کی دوسری لڑائی	سنہ ۱۵۵۶ء
تلی کوٹ کی لڑائی	سنہ ۱۵۶۵ء
معرکہ ہلدی گھاٹ	سنہ ۱۵۷۶ء
انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قائم ہونا	سنہ ۱۶۰۰ء
سر طامس رو کی آمد	سنہ ۱۶۱۵ء
شاہجہان کی تخت نشینی و سیواجی کی پیدائش	سنہ ۱۶۲۷ء
مدراس کی بنیاد	سنہ ۱۶۴۰ء
شاہجہان کی بیماری اور اس کے بیٹوں میں تخت کے لئے جنگ	سنہ ۱۶۵۷ء
معرکہ ساموگڑھ	سنہ ۱۶۵۸ء
کمپنی کو بمبئی کا ملنا	سنہ ۱۶۶۸ء
سیواجی کی تاجپوشی	سنہ ۱۶۷۴ء
سیواجی کی وفات	سنہ ۱۶۸۰ء
بیجاپور کی فتح	سنہ ۱۶۸۶ء

گولکنڈہ کی فتح — ۱۶۸۷ء

اورنگ زیب کی وفات — ۱۷۰۷ء

مرہٹوں کو دکن کی چوتھ کا حق ملا — ۱۷۲۰ء

نادر شاہ کا حملہ — ۱۷۳۹ء

ایسٹ انڈیا کمپنی کا زمانہ

محاصرہ ارکاٹ — ۱۷۵۱ء

پلاسی کی لڑائی - احمد شاہ ابدالی کا پنجاب پر قبضہ .... — ۱۷۵۷ء

وندواش کی لڑائی — ۱۷۶۰ء

پانی پت کی تیسری لڑائی — ۱۷۶۱ء

بکسر کی لڑائی — ۱۷۶۴ء

عہدنامہ الہ آباد اور بنگال - بہار اوڑیسہ کی دیوانی کا کمپنی کو ملنا — ۱۷۶۵ء

ریگولیٹنگ ایکٹ — ۱۷۷۳ء

عہدنامہ سلبئی — ۱۷۸۲ء

پٹس انڈیا بل — ۱۷۸۴ء

بنگال کا بندوبست دوامی — ۱۷۹۳ء

جنگ کردلا — ۱۷۹۵ء

میسور کی چوتھی جنگ - ٹیپو کی وفات — ۱۷۹۹ء

نانافرنویس کی وفات — ۱۸۰۰ء

عہدنامہ بسین — ۱۸۰۲ء

بغاوت ویلور — ۱۸۰۶ء

عہدنامہ امرتسر — ۱۸۰۹ء

عہد نامہ سگولی	۱۸۱۶ء
عہد نامہ ینڈبو	۱۸۲۶ء
انسداد ستی	۱۸۲۹ء
انگریزی زبان کا ذریعہ تعلیم بننا	۱۸۳۴ء
مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات	۱۸۳۹ء
الحاق سندھ	۱۸۴۳ء
سکھوں کی پہلی لڑائی و عہد نامہ لاہور	۱۸۴۵-۴۶ء
سکھوں کی دوسری لڑائی و الحاق پنجاب	۱۸۴۹ء
غدر	۱۸۵۷ء

انگلستان کی حکومت کا زمانہ

ملکہ وکٹوریہ کا اعلان	۱۸۵۸ء
انڈین کونسلز ایکٹ	۱۸۶۱ء
قحط اور ملکہ وکٹوریہ کو قیصر ہند کا خطاب ملنا	۱۸۷۷ء
دوسری جنگِ افغانستان	۱۸۷۸ء
پنجاب یونیورسٹی کا قائم ہونا اور لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ	۱۸۸۲ء
انڈین نیشنل کانگرس کا قائم ہونا	۱۸۸۵ء
انڈین کونسلز ایکٹ	۱۸۹۲ء
ملکہ وکٹوریہ کی وفات	۱۹۰۱ء
تقسیم بنگال	۱۹۰۵ء
منٹو مارلے اصلاحات	۱۹۰۹ء
دربار تاجپوشی و دہلی کا دارالخلافہ مقرر ہونا	۱۹۱۱ء

واقعہ	سنہ
جنگِ عظیم کا آغاز	۱۹۱۴ء
جنگِ عظیم کا خاتمہ اور مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات۔ تیسری جنگ افغانستان ...	۱۹۱۹ء
کانگرس و خلافت کی تحریک کے دور کا زمانہ	۱۹۲۲ء
سائمن کمیشن کا آنا۔ لالہ لاجپت رائے کی وفات	۱۹۲۸ء
پہلی گول میز کانفرنس	۱۹۳۰ء
تحریک سول نافرمانی کا زمانہ۔ گاندھی اروِن پیکٹ۔ دوسری گول میز کانفرنس	۱۹۳۱ء
بہار کا زلزلہ	۱۹۳۴ء
کوئٹہ کا زلزلہ۔ بادشاہ جارج پنجم کی سلور جوبلی	۱۹۳۵ء
شہنشاہ جارج پنجم کی وفات۔ ایڈورڈ ہشتم کی تخت سے دست برداری اور جارج ششم کی تخت نشینی	۱۹۳۶ء
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت نئی کونسلوں کا نفاذ	۱۹۳۷ء
موجودہ جنگِ یورپ کا آغاز	۱۹۳۹ء
مسٹر جناح کی صدارت میں مسلم لیگ کا ہندوستان کو مسلم انڈیا اور ہندو انڈیا میں تقسیم کرنے کا ریزولیوشن پاس کرنا۔	۱۹۴۰ء

لالہ گورداس کپور نے امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام
پنڈت دھرم چند بھارگو بی۔ ایس۔ سی چھپوا کر شائع کی۔